اپنی نمازیں
درست کیجئے
افادات
مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
ترتیب و تدوین
مولانا اشفاق احمد قاسمی
المیزان

عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات۔ ۱۰۹

سن اشاعت ۲۰۰۵ء

محمد شاہد عادل نے

حاجی حنیف پرنٹرز سے چھپوا کر

المیزان اُردو بازار لاہور سے شائع کی۔

فہرست مضامین

باب دوم: کتاب الطھارۃ

کتاب الصلوٰۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

کچھ کتاب کے بارے میں!

حکیم الامت، مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے ''اصلاح انقلاب امت'' کے عنوان سے اپنی کتاب میں امت کے اعمال وافعال اور عبادت میں عام طور پر واقع ہونے والی کوتاہیوں کی نشاندہی کر کے ان سے بچنے کے طریقے بیان فرمائے ہیں۔

ماہنامہ البلاغ کراچی ماہ محرم ۱۳۸۹ کے شمارہ میں نماز کی کوتاہیوں کی اصلاح کے سلسلہ میں اس کتاب کے ایک باب ''اپنی نمازیں درست کیجئے'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا، اسے جب پڑھنے کا اتفاق ہوا تو یہ عنوان مجھے بہت پسند آیا، اور دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر اس کی تسہیل عام فہم اور آسان زبان میں کر دی جائے تو عوام کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی، جب میں نے اپنے اس ارادے کا ذکر اپنے احباب اور بزرگوں سے کیا تو یہ رائے سامنے آئی کہ اس کے ساتھ بہشتی زیور سے نماز کے وہ مسائل جو مختلف حصوں میں منتشر ہیں انہیں بھی یکجا کر کے اس کا حصہ بنا دیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن کر عوام کے لئے انشاء اللہ بہت مفید ہوگی۔

اللہ کا نام لے کر یہ کام شروع کیا گیا اور آج یہ کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ طہارت کے مسائل کی واقفیت اور ان پر عمل کے بغیر نماز کی صحت ممکن نہیں، لہٰذا نماز کے مسائل سے پہلے طہارت کے مسائل بیان کر دیئے گئے ہیں اور جگہ بجگہ مناسبت سے نئے عنوانات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

یوں تو نماز کے متعلق بہت ساری کتابیں شائع ہو چکی ہیں لیکن ان کتابوں میں کچھ نہ کچھ کمی محسوس ہوئی بعض میں مسائل نہیں تھے اگر تھے تو نامکمل، اس لئے ہم نے اس بات کا لحاظ رکھا ہے کہ کوتاہیوں کے بیان کے بعد مسائل کے ساتھ طہارت اور نماز وغیرہ کے بعض فضائل کا بھی

ذکر کیا جائے تا کہ قاری اس کتاب کے مطالعہ سے پوری طرح مستفید ہو سکے، اس تسہیل میں اس کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے کہ اصل عبارت کا مفہوم ختم نہ ہونے پائے اور تسہیل باقی رہے۔

خداوند قدوس سے دعا ہے کہ ہماری اس حقیر کوشش و کاوش کو قبول فرما کر عوام کے لئے نافع اور ہمارے لئے فلاح دارین کا ذریعہ بنا دے۔

(آمین ثم آمین)

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی
انہی کی محفل سجا رہا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

باللہ التوفیق

اشفاق احمد قاسمی

۱۴ جمادی الثانیہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۲ مئی ۱۹۷۸ء

اپنی نمازیں درست کیجئے!

افادات حکیم الامت مجدد ملت اشرف علی تھانوی قدس سرہ العزیز

نماز کے متعلق کوتاہیاں [1]

اعمال میں ایمان کے بعد نماز کو جو درجہ حاصل ہے وہ کسی عمل کو حاصل نہیں اس کا مقتضی تو یہ تھا کہ مسلمانوں کو اس کا ایسا خاص اہتمام ہوتا کہ اس میں کوئی نقص نہ رہتا مگر ہماری کم توجہی اور غفلت نے اس کو بھی کوتاہیوں سے خالی نہیں چھوڑا' جن میں سے بعض کا بیان اس موقع پر کیا جاتا ہے اور اس سے قبل یہ امر بھی قابل عرض ہے کہ نماز میں کوتاہی کا جو وبال ہے وہ اس خاص حیثیت سے دوسرے اعمال کی کوتاہیوں کی بہ نسبت زیادہ ہے کیونکہ نماز فرض ہے ہر دن رات میں پانچ بار فرض ہے اس میں کوتاہی کرنا حق تعالیٰ کو دن بھر پانچ بار ناخوش کرنا ہے۔

بخلاف دوسرے اعمال کے کہ ان میں سے بعض فرض نہیں اور اگر فرض ہیں تو روزانہ فرض نہیں جیسے ''روزہ'' جو سال بھر میں فرض ہوتا ہے اور ''زکوٰۃ'' یہ بھی سال بھر میں فرض ہوتی ہے اور ''حج'' جو عمر بھر میں ایک بار فرض ہوتا ہے اس کے علاوہ زکوٰۃ اور حج تو سب پر بھی فرض نہیں ہوتے' نماز کا اور افعال سے یہی تو فرق ہے۔

غیبت ترک کرنا ہر وقت فرض ہے

اب رہ گئے وہ گناہ جن کا چھوڑنا فرض ہے بلکہ ان کو ہر وقت چھوڑنا فرض ہے مثلاً غیبت نہ کرنا ہر وقت فرض ہے اور گناہوں کا ترک کرنا نماز کی طرح ہمیشہ فرض ہے مگر اس فرضیت کے باوجود ان میں واقع ہونے والی کوتاہیاں نماز کی کوتاہیوں کے مقابلہ میں دو وجہ سے کم ہیں۔

ایک وجہ یہ کہ ان گناہوں کا چھوڑنا ارکان اسلام میں سے نہیں ہے کیونکہ ہر فرض رکن نہیں ہوتا لہٰذا ترک معاصی میں کوتاہی واقع ہونے سے ارکان اسلام کو فوت کرنا لازم نہیں آتا'

---

[1] تسہیل از اصلاح انقلاب امت حصہ عبادات ص ۸۹ تا ۱۱۹

گو گناہوں کے ارتکاب سے گناہ ضرور ہوتا ہے بخلاف نماز کے کہ نماز رکن اسلام ہے اور اس میں خلل واقع ہونے سے ایک رکن کا فوت ہونا لازم آتا ہے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں رکن کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے رکن کا فوت ہونا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں زیادہ ناگواری کا سبب ہوگا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے سے کسی کا نہ کرنا آسان ہوتا ہے کیونکہ کسی کام کے چھوڑنے میں اکثر کسی اہتمام کی ضرورت نہیں ہوتی اور کسی کام کے انجام دینے میں اہتمام کی حاجت ہوتی ہے لہذا ترک فعل آسان ہوا' اور جو چیز آسان ہوتی ہے وہ زیادہ وقوع پذیر ہوتی ہے اس لئے جن گناہوں کا چھوڑنا فرض ہے ان کا ارتکاب بکثرت ہوگا' اور کوتاہی بھی۔

اور وہ افعال جن کا کرنا فرض ہے اور وہ ہر وقت فرض نہ ہونے کی وجہ سے کم وقوع پذیر ہوں گے لہٰذا ان کی ادائیگی کے لئے اگر پورا اہتمام نہ کیا جائے تو ان میں خلل وکوتاہی زیادہ واقع ہوگی' پس نماز میں جو خلل واقع ہوگا وہ ترک معاصی کے خلل کے اعتبار سے زیادہ ہوگا لہذا نماز میں کوتاہی کرنے کا ضرر زیادہ اور شدید ہوگا اس لئے اس کی اصلاح کا اہتمام کرنا انتہائی ضروری ہے۔

اس کے بعد بطور نمونہ بعض ان کوتاہیوں کا ذکر ہوتا ہے جو کثرت سے واقع ہوتی رہتی ہیں تاکہ ان پر متنبہ ہو کر ان کی اصلاح کی طرف توجہ دی جاسکے۔

نماز پڑھنے والوں کی کوتاہیاں

ایک کوتاہی جس کا کوتاہی ہونا بالکل عیاں ہے اس میں کوئی اخفا نہیں یہ ہے کہ بہت سے لوگ خود نماز ہی کے مطلقاً پابند نہیں ہوتے اس کے معصیت ہونے میں تو کوئی کلام کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا گناہ ہونا متفق علیہ امر ہے البتہ نماز نہ پڑھنے والے حضرات اس میں جو عذر پیش کیا کرتے ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(۱) بعض یہ عذر کرتے ہیں کہ ہم کو دنیاوی مشاغل اور اس کی ضروریات سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ نماز پڑھیں مگر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ عذر محض بہانہ بازی

اور بات بنانے والی بات ہے اصل وجہ نماز نہ پڑھنے کی بے پرواہی اور لاابالی پن ہے نہ کہ دنیاوی مشاغل اور وقت نہ ملنا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جس روز یا جس وقت ان کو فرصت ہوتی ہے اس وقت بھی ان کو نماز کی طرف توجہ نہیں ہوتی پس معلوم ہوا کہ اگر واقعی یہ امر نماز پڑھنے سے مانع تھا اور فرصت کے اوقات میں امر مانع موجود نہیں تھا تو پھر ترک نماز کی کیا وجہ ہوئی؟ پس اس سے معلوم ہوا کہ اصلی مانع بے پرواہی ہے جو فرصت اور عدم فرصت دونوں میں مشترک ہے۔

(۲) اور اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ فرصت نہ ملنے کی وجہ سے ادائے نماز نہیں پڑھ سکتے تھے تو قضا پڑھ لینی چاہئے تھی اس کے لئے تو کوئی خاص وقت مقرر نہیں' کسی نہ کسی وقت فرصت ضرور ملتی ہوگی' جس طرح دنیاوی کاموں کے لئے فرصت ملتی ہے لہٰذا اس وقت قضا پڑھ لیتے' نماز کی پابندی کرنے والوں کی یہ عادت ہو جاتی ہے کہ اگر کسی روز یا کسی وقت کی نماز ادا ہونے سے رہ جاتی ہے اور وقت نکل جاتا ہے تو اہتمام کر کے قضاء پڑھ لیتے ہیں۔

(۳) اگر بے پرواہی سبب نہ ہوتا تو اس کوتاہی کی وجہ سے قلق اور افسوس ہوتا جیسا کہ امور دنیا اور مقاصد دنیا کے فوت ہو جانے پر مدتوں حسرت و ملال رہتا ہے' اور اس فکر میں انسان لگ جاتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کی تلافی کی جائے اور اس تلافی کی کوشش کرتے ہیں' لوگوں سے تدبیریں پوچھتے ہیں' کیا اسی طرح بے نمازیوں کو اس کے قلق اور افسوس میں ہم مبتلا پاتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں' ان قرائن سے اصل سبب کی نشاندہی ہو جاتی ہے' اب اس کے علاج کے لئے دو امر کی ضرورت ہے۔

نماز میں بے پرواہی سے بچنے کا طریقہ

ایک یہ کہ ترک نماز کی وعیدوں پر غور کیا کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو کافر تک فرمایا ہے (خواہ یہ کافر کہنا مشابہۃً اور تاویلاً ہی فرمایا گیا پھر بھی سخت بات ہے) نیز بے نمازی کا دوزخ میں جانا' پھر فرعون' ہامان اور قارون کے ساتھ دوزخ میں جانا ارشاد فرمایا ہے' قیامت

میں سب سے اول پرسش نماز کی ہوگی ۔

روز محشر کہ جان گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

ان وعیدوں کی شدت معلوم کرنے کے لئے دوزخ کے حالات پڑھا اور سنا کریں' انشاء اللہ تعالیٰ بے پرواہی جاتی رہے گی۔

دوسرا امر یہ ہے کہ اس کو ادا کرنے کے لئے اپنے نفس پر جبر کرے' کیونکہ بدون ہمت کیسا ہی آسان سے آسان کام ہو' دشوار ہو جاتا ہے اور اس جبر کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ کسی کو اپنے اوپر مسلط کر دے کہ وہ زبردستی اس کو وقت پر اٹھا کر' کھینچ کر نماز پڑھوا دیا کرے۔

(۲) دوسری صورت یہ کہ نماز ترک ہونے پر کچھ جرمانہ اپنے نفس پر مقرر کرے جس کی مقدار اتنی ہو کہ نہ بہت قلیل ہو کہ نفس کو کچھ ناگوار ہی نہ ہو نہ بہت زیادہ ہو کہ اس کا ادا کرنا مشکل ہو جائے' جب نماز ترک ہو تو وہ جرمانہ مساکین کو دے دیا کریں اور جرمانے کی یہ صورت سنت کے موافق ہے' کیونکہ نسائی کی روایت میں ترک جمعہ اور جماع فی الحیض پر صدقہ کرنے کا حکم آیا ہے' دوسروں سے جرمانہ لینا بوجہ حدیث اَلَا لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِّنْہُ (خبردار کسی کا بھی مال اس کی رضا کے بغیر استعمال کرنا حلال نہیں) علماء کے نزدیک جائز نہیں ہے یا ترک نماز ہونے پر کوئی جسمانی سزا مقرر کر لی جائے' اس کے بھی دو طریقے ہیں:

ایک طریقہ یہ ہے کہ نفس پر عبادت کی مشقت ڈالے' مثلاً ایک نماز فوت ہوئی تو اس کی قضا کرے اور مزید بیس رکعت بطور نفل پڑھے اس طرح سے نفس دو تین چار مرتبہ میں ٹھیک ہو جائے گا۔

دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ نفس پر عبادت کی بجائے عادت کی مشقت ڈالے مثلاً ایک نماز قضا ہو تو ایک وقت کا کھانا نہ کھائے' اگر دو نمازیں قضا ہوں تو دو وقت کا کھانا نہ کھائے' چونکہ نفس پر یہ سزا بہت شاق گزرے گی بہت جلد اس سے اصلاح ہو جائے گی۔

قضائے تہجد پر بعض بزرگوں کا اپنے نفس کے ساتھ برتاؤ

پہلے بزرگوں نے یہ معمول کر رکھا تھا کہ جس روز تہجد کی نماز قضا ہوتی تھی اپنے بدن پر کئی کئی قمچیاں توڑ ڈالتے تھے اور نفس سے فرماتے تھے کہ اگر تو پھر ایسا کرے گا تو میں پھر ایسا ہی برتاؤ کروں گا' نفس کو اس قسم کی سزا دینا شریعت سے دلالتہً مستنبط ہے کیونکہ بعض معاصی پر شریعت میں روزے کے ساتھ کفارہ بھی مشروع ہے اور ترک صلوٰۃ پر فقہاء نے تعذیر کو بھی جائز قرار دیا ہے' اس مشقت عادیہ کا یہ ماخذ بن سکتا ہے۔

بعض لوگ تو حالت صحت' گھر میں قیام اور فراغت میں تو نماز کے پابند ہوتے ہیں مگر مرض' سفر اور شغل میں پابند نہیں رہتے اس کا سبب بھی بجز ضعف ہمت اور بے فکری کے کچھ نہیں ہے' اگر آدمی کسی کام کا ارادہ وفکر کرتا ہے تو کچھ نہ کچھ صورت اس کی بن ہی جاتی ہے' اس کی ناقص مثال یہ ہے کہ اگر ان حالات میں پیشاب' پاخانہ کا دباؤ ہو تو کیا اس ضرورت کی وجہ سے تھوڑی دیر کے لئے سفر یا شغل کو منقطع کرنا نہیں پڑتا یا مرض کی حالت میں اٹھنا نہیں پڑتا؟ فرق بجز اس تصور کے اور کیا ہے؟ کہ اس کو ضروری سمجھ کر اس کا ارادہ کرتا ہے اور یہ احوال مانع نہیں ہوتے' اور نماز کو غیر ضروری سمجھ کر اس کا ارادہ نہیں کرتا ہے اور ان عذروں کو مانع سمجھ لیتا ہے یہ کتنی افسوس ناک بات ہے کہ پیشاب پاخانہ کے لئے تو وقت نکل آتا ہے اور نماز کے لئے وقت نہیں نکلتا' اس کے علاوہ سفر اور مرض میں خاص طور سے رعائتیں اور سہولتیں بھی بہت دی گئی ہیں' مثلاً

(۱) پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو تیمّم جائز ہے

(۲) قیام پر قدرت نہ ہو تو اشارہ سے نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۳) ارکان پر قدرت نہ ہو تو اشارہ سے نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۴) قبلہ معلوم نہ ہو تو تحری (خوب غور وفکر کر کے قبلہ متعین کرنا) جائز ہے۔

ان سب احکام کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے' ان دلیلوں سے سفر اور گھر کے کاروبار میں مشغول ہو کر نمازیں چھوڑنے والوں کے عذر کا لغو اور مہمل ہونا معلوم ہو گیا۔

خصوصاً بیماری میں نماز چھوڑنا اور بھی محل افسوس ہے کیونکہ ہر بیماری موت کا سبب ہے گو اس سے صحت ہی ہو جائے مگر وہ حالت تو اس کی متحمل ہے کہ شاید موت کا سبب ہو جائے' پس اس حالت میں تو نماز اور انابت الی اللہ (یعنی اللہ کی طرف متوجہ ہونے) کا زیادہ اہتمام ہونا چاہئے تاکہ اگر مرے تو خاتمہ بالخیر ہو' اس میں غفلت تعجب انگیز ہے!

بعض بیمار اس لئے نماز چھوڑ دیتے ہیں کہ ان کا بدن اور کپڑا پاک نہیں ہوتا خواہ بیماری چند روز کی ہو یا ممتد' مثل سلسل بول وغیرہ کے یہ بیماریاں دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ ان کے پاک کرنے پر بلاضرر قادر ہیں یا نہیں؟ اگر یہ قادر ہیں تو عذر کیسا؟ اور اگر وہ قادر نہیں تو وہ معذور ہیں ان کو اسی حالت میں نماز کا حکم ہے اور وہ نماز ان کی صحیح اور کامل ہوگی اور پھر ان کو اپنی رائے اور طبیعت سے ناجائز یا بیکار اور ناقص سمجھنے کا کیا اختیار ہے؟ یہ ان کا منصب نہیں۔

نماز کے بارے میں عورتوں کی لاپرواہی

ایک خصوصی حالت خاص کر عورتوں کو دائمی طور پر پیش آتی ہے جس کے احکام نہ جاننے سے یا جان کر لاپرواہی کرنے سے بڑی بڑی پابند صوم وصلوٰۃ اور دین دار عورتوں کی نمازوں میں رکاوٹ پڑ جاتی ہے اور وہ حالت انقطاع حیض کی ہے حکم تو یہ ہے کہ حیض بند ہو جانے کے وقت نماز کا آخر وقت ہو اور وقت اتنا کم ہو کہ جلدی جلدی سر میں سرسوں یا کھلی ڈال کر دھوئے بغیر یا بدن کا میل کچیل صاف کیے بغیر صرف تمام بدن پر پانی بہا کر کپڑے پہن کر ایک بار "اللہ اکبر" کہہ سکتی ہو تو اس وقت کی نماز اس کے ذمے فرض ہو جاتی ہے اگرچہ اس وقت اس کی تکمیل کی گنجائش نہ ہو مگر نتیجتاً اس فرض کی قضا لازم ہوگی' یعنی اس نماز کو دوسرے وقت قضا کرنا پڑے گا' اور اگر حیض بند ہونے کے بعد جن نمازوں کے لیے پورا وقت ملا ہے تو ان نمازوں کا ادا پڑھنا فرض ہے۔

اب عموماً عورتوں میں لاپرواہی یہ دیکھی جاتی ہے کہ اول تو اس کا خیال نہیں رکھتیں کہ حیض کس وقت بند ہوا ہے' ممکن ہے کہ وہ کسی نماز کے اتنے اخیر وقت میں بند ہوا ہو جس میں غسل کیا جا سکتا ہو اور پھر تکبیر تحریمہ کی گنجائش ہو اس لئے وہ نماز ان پر فرض ہو گئی ہو لہٰذا ان کے ذمہ یہ

ضروری ہے کہ ہر نماز کے اخیر وقت میں ضرور پاکی ناپاکی کو دیکھ لیا کریں تاکہ ان کو معلوم ہو سکے فلاں وقت کی نماز بھی ہمارے ذمہ فرض ہو گئی ہے۔

دوسری لاپرواہی یہ کرتی ہیں کہ حیض کے بند ہونے کا علم ہونے کے بعد بھی کئی کئی وقت کی نمازیں غسل میں دیر کر کے ٹال دیتی ہیں اور پھر سب سے بڑا غضب تو یہ ہے کہ ادا نہ کرنے کا گناہ تو اپنے سر لیتی ہی ہیں' لیکن ان اوقات کی نمازوں کو قضا بھی نہیں پڑھتی ہیں' اس طرح سے ہر مہینہ ان کے ذمہ کئی کئی نمازیں قضا سے رہ جاتی ہیں جن کا مجموعہ عمر بھر میں ایک بڑی مقدار کو پہنچ جاتا ہے اگر ہر مہینہ میں تین تین نمازیں ہی جمع ہوتی رہیں تو سال بھر میں چھتیس اور تیس برس میں ایک ہزار سے زیادہ ہو جاتی ہیں' پھر ان کی تو نہ زندگی میں قضا ادا کی جاتی ہے اور نہ مرتے وقت ان کے فدیہ کی وصیت کی جاتی ہے۔

آخر ہماری ماؤں بہنوں نے قیامت کی جواب دہی کے لئے اس سلسلے میں کیا سوچ رکھا ہے؟ اس کے بعد پھر وہ یہ گمان کرتی ہیں کہ ہم نماز کی پابند ہیں جب قیامت میں یہ غلطی خلاف امید ظاہر ہو گی تو اس وقت کیا حال ہو گا؟

لاپرواہی کا علاج

ان سب کا علاج وہی دو امر ہیں جو اوپر مذکور ہوئے یعنی (۱) وعیدوں میں غور کرنا' نفس پر جبر کرنا اور جو غلطی احکام نہ جاننے کی وجہ سے ہے' اس کے لئے احکام سیکھنا اور لوگوں سے پوچھنا۔

چونکہ عورتوں کو اکثر حالتوں میں پوچھنے کا موقع کم میسر ہوتا ہے اس لیے مردوں پر واجب ہے کہ اپنے متعلقین کو احکام شرعیہ سے روشناس کرتے رہیں' جو معلوم نہ ہوں علماء سے تحقیق کر کے بتلا دیا کریں اور عورتوں پر بھی لازم ہے کہ جو صورت پیش آئے اپنے گھر کے مردوں کو بتلائیں اور ان سے اس کی فرمائش کریں کہ اس کا حکم علماء سے پوچھ کر آئیں' اگر گھر کے مرد غفلت سے کام لیں تو دوسرے واسطے سے اس کی تحقیق کریں' اگر کوئی توجہ نہ دے تو خود علماء کے گھر جا کر ان کے محارم یا ان کی بیبیوں کے ذریعہ دریافت کریں ورنہ گنہگار ہوں گی۔

اگر ضروری احکام پوچھنے کے لیے گھر سے باہر جانے کی ضرورت ہو اور شوہر اس سے منع کرے تو اس کی اطاعت اس موقع پر واجب نہیں بلکہ جائز بھی نہیں اگر لکھنا آتا ہو تو جانے کی ضرورت نہیں بذریعہ خط و کتابت دریافت کرتی رہیں' لیکن یہ صورتیں جب ہیں کہ خاندان کا کوئی مرد اس کی طرف توجہ نہ دے اور علماء سے پوچھ کر نہ بتائے ورنہ کسی کو خط لکھنا اور اپنے شوہر کے خلاف مرضی کہیں جانا ناجائز نہیں۔

بعض عورتوں کی لاپرواہی اور نماز کی پابند نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایسی طبیعتیں کم ہوتی ہیں جو محض خوف خدا سے احکام کی بجا آوری کا اہتمام کرتی ہوں بلکہ ان کی اس لاپرواہی پر ہیشگی کا سبب ان کی عادت ہے' چونکہ عورتوں کو ہر ماہ میں بوجہ ایام ماہواری کئی کئی روز نماز پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوتا اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ پاک ہونے کے بعد بھی نماز میں سستی کرتی ہیں' اس کا اصلی علاج تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کیا جائے مگر سبب ظاہری کا علاج جس کو فقہاء نے ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

عورت کے لئے حالت حیض میں بھی یہ مستحسن ہے کہ نمازوں کے اوقات میں وضو کر کے مصلی پر جا بیٹھنے اور تھوڑی دیر تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے اس سے وہ عادت محفوظ رہتی ہے اور جو سستی ترک عادت کے سبب ہو سکتی ہے وہ نہیں ہوتی۔

بے نمازیوں کے بہانے

بعض بے نمازی اپنا عذر شرعی پیرائے میں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نماز بدون حضور قلب کے نہیں ہوتی اور حضور قلب ہم کو میسر نہیں ہوتا اس لئے نماز چھوڑ رکھی ہے درحقیقت اس استدلال میں انہوں نے خلط و تلبیس سے کام لیا ہے' کیونکہ جس حضور قلب پر نماز کی صحت یا کمال موقوف ہے وہ اور ہے اور جو حضور قلب ہمارے امکان سے خارج ہے وہ اور ہے تو دونوں مقدموں میں حدا وسط (علم منطق کی ایک اصطلاح) مقرر نہیں لہذا یہ استدلال غلط ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضور قلب کے مراتب مختلف ہیں:

ا۔ ایک مرتبہ وہ ہے جس کو فقہاء نیت ❶ کہتے ہیں' صحت صلوٰۃ اس پر موقوف ہے یعنی بدون اس کے نماز ادا ہی نہیں ہوتی۔

۲۔ اور دوسرا مرتبہ وہ ہے جس کو خشوع کہتے ہیں جس کی حقیقت انشاء اللہ عنقریب مذکور ہوگی' صرف اتنا سمجھ لیں کہ خشوع پر صرف کمال صلوٰۃ موقوف ہے یعنی اس کے نہ ہونے سے نماز تو صحیح ہو جاتی ہے مگر کامل نہیں ہوتی۔

''ایک عقلی دلیل''

تیسرا مرتبہ وہ ہے جس کو قطع وساوس سے تعبیر کرنا مناسب ہے یعنی بالکل کسی کا وسوسہ نہ آئے اور ایک قسم کی استغراقی حالت نماز میں طاری رہے' تو اس پر نماز کی صحت موقوف ہے اور نہ کمال صلوٰۃ کی یہ شرط ہے' البتہ فی نفسہ یہ ایک محمود صفت ہے' مقصود بالذات نہیں۔

اول اور دوسرا مرتبہ اختیاری اور شرعاً مامور بہ بھی ہے اور اول مقدمہ میں یہی مراد ہے اور تیسرا مرتبہ غیر اختیاری اور شرعاً غیر مامور بہ ہے اور دوسرے مقدمہ میں یہی مراد ہے۔

جب حد اوسط مشترک نہیں نتیجہ کیسے نکلے گا؟ اور اگر دونوں مقدموں کی مراد ایک ہی ہو تو پھر ایک مقدمہ باعتبار مادہ کے غلط ہوگا' مثلاً دونوں جگہ مرتبہ' اول وثانیہ ''مقدور'' ہے جیسا ابھی بیان ہوا اور مقدور کو غیر مقدور کہنا غلط ہوگا اور اگر دونوں جگہ مرتبہ ثالثہ مراد لیا جائے تو دوسرا مقدمہ صحیح ہوگا' جیسا مقدمہ اول میں لازم آتا ہے۔

کیونکہ کسی امر کا صلوٰۃ کی صحت یا کمال کے لئے موقوف علیہ ہونا مستلزم ہے اس امر کے مامور بہ ہونے کو' جیسا کہ ظاہر ہے' جب ایک مقدمہ غلط ہوا تو نتیجہ بھی صحیح نہ ہوگا۔

غرض خواہ قیاس کی ہیئت غلط ہو یا مادہ کی' دونوں صورتوں میں نتیجہ غلط ہوگا' اس کے فی نفسہ غلط ہونے کے علاوہ ان لوگوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ ان کے اس استدلال سے قرآن کے واضح ارشاد لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا. ❷ (یعنی اللہ کسی کو اس کی طاقت اور گنجائش سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا) کی تکذیب لازم آتی ہے' کیونکہ جو مرتبہ حضور قلب کا ایسا ہو کہ بدون اس کے

---

❶ نیت دل سے ارادہ کرنے کو کہتے ہیں زبان سے کہنا ضروری نہیں ۱۲ ❷ البقرہ: ۲۸۶٬۲۸۵

نماز نہیں ہوتی' خواہ مرتبہ صحت میں ہو یا مرتبہ کمال میں لامحالہ شریعت میں اس کے حاصل کرنے کا حکم ہوگا اور جس امر کا حکم ہوتا ہے اس کا داخل وسعت ہونا بنص بالا لازم ہے' پھر اس کو وسعت سے خارج کہنا نص کی تکذیب ہے یا نہیں؟

عقل کے پتلوں سے سوال اور ان کے جہل کا علاج

پھر ان عقل کے پتلوں سے کوئی پوچھے کہ نماز میں جتنے فرائض' جو موقوف علیہ کے درجے میں ہیں اگر کبھی ان کی ادائیگی انسان کی استطاعت سے باہر ہو تو ہم دیکھتے ہیں کہ شریعت اس کے قائم مقام کسی چیز کو بدل قرار دے کر اس کو ادا کرنے کی اجازت دے دیتی ہے' مثلاً قیام فرض ہے اگر قیام کی قدرت نہ رہے تو قعود (بیٹھنا) اس کا قائم مقام ہوتا ہے' اس طرح اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضور قلب نماز میں انسان کی وسعت سے خارج ہے تو ضرور بالضرور شریعت میں اس کا کوئی بدل ہوگا؟ پس حضور قلب کی جگہ اس بدل کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری ہوگا' پھر ترک کی کہاں گنجائش نکلی؟

یہ تو جب ہے کہ حضور قلب نماز کا رکن ہو اس کے بغیر نماز ہی نہ ہوتی ہو' اگر یہ رکن نہ ہو تو نماز بلا حضور قلب پڑھنے میں زیادہ سے زیادہ نماز کے ایک تابع کا فوت ہونا لازم آئے گا' اور سرے سے نماز ہی نہ پڑھی جائے تو اصل اور متبوع ہی کا فوت ہونا لازم آتا ہے' پھر غور فرمالیں کہ متبوع کا فوت کر دینا زیادہ نقصان دہ ہے یا تابع کا' اور نماز نہ پڑھنے کی صورت میں متبوع اور تابع دونوں فوت ہوتے ہیں' اور بلا حضور قلب پڑھنے سے زیادہ سے زیادہ تابع فوت ہوتا ہے نہ کہ متبوع اور نہ پڑھنے کی صورت میں حضور قلب بھی گیا اور نماز بھی گئی۔

خوب غور فرمالیں' چونکہ سبب ان کی غلطی کا جہل ہے اس میں غور وفکر کرنا اس جہل کا علاج ہے۔

بعض لوگ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اس کے باوجود نماز کو فرض نہیں سمجھتے ان میں دو قسم کے لوگ ہیں (۱) بعض فلسفیانہ انداز میں فرض نہیں سمجھتے (۲) اور بعض تصوف کا سہارا لے کر انکار کرتے ہیں۔

فلسفیوں کا دعوی اور اس کا رد:

اس سلسلہ میں فلسفی حضرات یہ فرماتے ہیں کہ اصل مقصد شریعت کا تہذیب اخلاق ہے حکم صلوٰۃ کے نزول کے زمانہ میں لوگوں میں صفات ذمیمہ' کبر وظلم کا غلبہ تھا' نماز کی ہیئت و وضع اور اذکار' تواضع اور خشیت کی تعلیم دیتے ہیں' اس لئے اگلے لوگوں کو نماز کا حکم کیا گیا' ہم چونکہ اس دور میں مہذب ہیں لہٰذا ہم کو نماز کی ضرورت نہیں۔

جواب ان فلسفہ زدوں کا یہ ہے کہ ان کا انکار کرنا اس بات پر مبنی ہے کہ احکام شرعیہ بذات خود مقصود نہیں بلکہ مقصود تو دوسری چیز ہے اور یہ ان کے حصول کا ذریعہ ہیں اور وہ مقصود بالغیر بھی انہوں نے خود ہی متعین کیا ہے۔ لہٰذا ان پر لازم ہے کہ پہلے یہ ثابت کریں کہ احکام شرعیہ بذات خود مقصود نہیں بلکہ مقصود کے حصول کا ذریعہ ہیں اور انشاء اللہ تا قیامت یہ ثابت نہیں کر سکتے لہٰذا ان کا اس بنیاد پر نماز سے انکار کرنا سراسر جہالت اور الحاد و زندقہ ہے ایسا شخص ہرگز مسلمان نہیں' ایسے لوگوں کو نماز پڑھنے کی ترغیب دلانے کے ساتھ تجدید ایمان کا خطاب کرنا بھی ضروری ہے اور یہ جواب تو اس وقت ہے جب یہ تسلیم کرلیا جائے کہ واقعی یہ فلسفی حضرات اپنی تہذیب نفس سے فارغ ہو چکے ہیں حالانکہ ہنوز ان میں کبر' ظلم' نخوت اور قساوت وغفلت اس درجہ ہے کہ اس زمانہ میں عشر عشیر بھی نہ تھا' اگر مشروعیت صلوٰۃ کی واقعۃً انہی مصالح کے لئے ہوتی تب بھی یہ لوگ اگلے زمانے کے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ محتاج ہوئے' ہماری یہ بات غور سے سمجھنے کی کوشش کریں انشاء اللہ رفع شبہات کے لئے کافی ووافی ہوگی۔

اہل تصوف کی تقریر اور اس کا جواب:

جو لوگ تصوف کا رنگ اختیار کر کے نماز پڑھنے کو فرض نہیں سمجھتے ان کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل مقصود قرب الٰہی ہے اور نماز بھی دیگر طاعات کے مانند قرب الٰہی کا ذریعہ اور واسطہ ہے اور یہ واسطہ بھی بالصورت نہیں بلکہ بالحقیقت ہے اور وہ حقیقت ذکر ہے' پس اگر کسی کو ذکر دائم میسر ہو جائے اس کو نماز کی حاجت نہیں اگر پڑھتا بھی رہے تو اس پر فرض نہیں رہی' فرائض اس کے حق میں نوافل ہو گئے۔ اس کے جواب میں وہی تقریر جو فلسفیوں کے لئے لکھی گئی ہے

کافی ہے اور ان پر بھی وہی فتویٰ اور وہی (تجدید ایمان کا) علاج عرض کیا جائے۔

بعض مشائخ میں تاخیر صلوٰۃ کی عادت اور اس کا علاج:

ایک کوتاہی نماز کے متعلق یہ ہے کہ بعض آدمی حتی الامکان نماز تو فوت نہیں ہونے دیتے مگر وقت پر ادائیگی کا اہتمام نہیں کرتے' اکثر تنگ وقت میں نماز پڑھتے ہیں' بعض مرتبہ نماز قضا بھی ہو جاتی ہے پھر قضا پڑھ لیتے ہیں اگر چہ ایسا کم ہی ہوتا ہو بعض تو بغیر کسی ظاہری مجبوری کے ایسا کرتے ہیں اور وہ مجبوری قابل اعتبار بھی نہیں ہوتی اگر اس میں سعی و توجہ کرتے تو ضرور وقت پر ادائیگی کی صورت نکل آتی مگر بعض تو فضول اور بیکار گپوں میں مشغول رہ کر وقت کو اخیر کر دیتے ہیں نہایت افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ ان میں بعض مشائخ بھی ہیں اور محض شیطان کے بہکانے اور خواہشات نفسانی کی وجہ سے تاخیر صلوٰۃ کے خوگر ہو گئے ہیں۔

جو لوگ ظاہری کچھ مجبوری بتلاتے ہیں ان میں سے بعض کو کسی درجہ میں بھی مجبوری نہیں ہوتی' جیسے تاجر' مزدور' حاکم اجلاس اور اہل حرفت وغیرہ یہ لوگ بالکل آزاد ہیں تھوڑی دیر کے لئے کام چھوڑ سکتے ہیں' لہذا ان کے اعذار قابل اعتناء نہیں۔

بعض کو البتہ کسی درجہ میں مجبوری ہوتی ہے جیسے کسی افسر کے نوکر کو جو اپنی رائے سے کچھ نہیں کر سکتے' ان سے عرض ہے کہ اول تو اوقات نماز میں اجازت حاصل کرنے کی کوشش کریں' اکثر دیکھا اور سنا بھی یہی گیا ہے کہ شاید ہی کسی افسر نے نماز سے منع کیا ہو' بفرض محال اگر کسی طرح اجازت نہ ہو تو ایسی نوکری ہی جائز نہیں' خدا تعالیٰ دوسرا سامان رزق کر دے گا' ایسی نوکری چھوڑ دینی چاہئے۔ البتہ جس شخص کے پاس سر دست کوئی ذریعہ معاش کی صورت نہ ہو تو ایسی حالت میں نوکری چھوڑنے میں عجلت سے کام نہ لے' اس فکر میں لگا رہے' دوسرے خیر خواہوں سے بھی سعی کرائے اور تا حصول معاش نوکری کرتا رہے اور اللہ سے اس کوتاہی پر توبہ و استغفار اور اس سے خلاصی کی دعا کرتا رہے۔

جن کو برائے نام بھی مجبوری نہیں اور وہ محض بیکار اور فضول باتوں میں وقت ضائع کرتے ہیں ان کو اپنی حالت پر خاص طور پر نظر کرنی چاہئے اور نفس سے محاسبہ کرنا چاہئے کہ ان نمازوں

کی تاخیر سے ہمارا کون سا کام نکلا' اور وقت پر ادا کرنے سے کیا نقصان ہوتا' اگر کچھ نقصان وفائدہ نہیں تو بلاوجہ وبال لینے سے کیا حاصل ہوا؟

اگر نفس یہ کہے کہ نماز موخر کرنے سے تفریحی مشغلوں کے لئے زیادہ وقت مل سکتا ہے تو جواب دیں کہ اگر دو نمازیں اول وقت میں پڑھ لی جائیں اور دو اخیر وقت تب بھی ان کے مابین اتنی ہی گنجائش نکل سکتی ہے جتنی ان دونوں نمازوں کو اخیر وقت پر پڑھنے سے ملتی ہے۔

مثلاً اگر کسی نے ظہر کی نماز چار بجے پڑھی اور عصر کی سات بجے اور درمیان میں تین گھنٹے ملے' اگر ظہر دو بجے پڑھ لیا جاتا اور عصر پانچ بجے تب بھی درمیان میں تین گھنٹے ملتے' جتنا کام تاخیر کی صورت میں کرسکتا ہے اتنا ہی جلدی پڑھنے کی صورت میں بھی کرسکتا ہے' پھر تاخیر میں سوا دینی نقصان کے کیا حاصل ہوا؟

شیطان کا گمراہی میں مبتلا کرنے کا طریقہ:

ایسے مشائخ کو اولا شیطان گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اور کبھی تسویل نفسانی اس تاخیر کا سبب ہوتی ہے' شیطان کا گمراہی میں مبتلا کرنے کی صورت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تجویز سے یا اپنے شیخ کی تجویز سے کوئی معمول یا ورد خاص مقدار میں لازم ومقرر کرلیا اور شیخ کی طرف سے وقت کی تعیین کسی خاص مصلحت کی وجہ سے تھی جو غیر ضروری تھی فرض وواجب کے درجہ میں نہ تھی مگر غلو کی وجہ سے اس عالم نے اس کو ایسا ضروری سمجھا کہ اس کی حفاظت کے لئے اہم دینی امور کی بھی پرواہ نہ رہی مثلاً بعض اوراد وظیفے فجر کی سنت وفرض کے درمیان پڑھنے جاتے ہیں' میں نے بعض غلو کرنے والوں کو دیکھا ہے کہ جماعت کھڑی ہوگئی مگر وہ اپنے ورد میں مشغول ہیں حتی کہ جماعت فوت کر دی اور بعض اوقات خود وقت بھی تنگ ہو گیا مگر اس ورد کی ترتیب میں تغیر وتبدل کو ہرگز جائز نہ رکھیں گے حالانکہ تغیر کرنا فی نفسہ جائز تھا' مگر جب تغیر نہ کرنے کی وجہ سے جماعت فوت ہوگئی یا نماز کا وقت تنگ ہو گیا اس وقت ان اوراد کا وقت بدل دینا واجب تھا مگر ان کا ترک واجب کی ذرا پرواہ نہیں' پھر اپنے اس التزام و پابندی پر اس قدر شاداں ونازاں ہیں کہ وہ اپنے کو صاحب استقامت سمجھتے ہیں کیونکہ ان کا کوئی معمول وقت سے ادھر ادھر نہیں ہوتا۔

میں نے ایک شخص کو یہ فخر کرتے سنا ہے کہ جناب! میری فرض نماز تو ناغہ ہو جاتی ہے مگر پیر صاحب نے جو کچھ بتلایا ہے وہ کبھی قضا نہیں ہوتا' غلو دین کی یہ بدترین صورت ہے اور احبار و رہبان کو معبودیت کا مقام دینے والے لوگوں میں سے یہ سب سے قبیح افراد ہیں سبب اس کا علوم شرعیہ سے جہالت ہے کیونکہ اعمال کی حدود انہیں معلوم نہیں' خواہ یہ بے علمی اور جہل کسی نوع کی ہو یہ تو تضلیل شیطانی تھی یعنی شیطان کا گمراہی میں مبتلا کر دینا۔

فریب خوردگی نفس:

کبھی نفس فریب میں مبتلا کرتا ہے وہ اس طرح سے کہ مخلوق پر غایت شفقت کے سبب یہ خیال ہوتا ہے کہ نماز جلدی پڑھ لینے سے بہت سے لوگ نماز جماعت سے رہ جائیں گے' خوب انتظار کرنا چاہئے تاکہ سب جماعت میں شامل ہو جائیں کوئی محروم نہ رہے' اسی کا نام تسویل نفس یعنی نفس کا فریب میں مبتلا کرنا ہے۔

اس کا نام تسویل اس لیے رکھا گیا کہ صورتاً یہ خیال نہایت محمود ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ جماعت میں شامل ہوں' اور نفسانی اس لئے ہے کہ مخلوق پر شفقت کرنا نفس کی صفات میں سے ایک صفت ہے گو یہ فی نفسہ اچھی صفت ہے کیونکہ اس سے جو خیال پیدا ہو رہا ہے کہ کوئی نمازی جماعت کی شرکت سے محروم نہ رہ جائے یہ بھی ایک نیک امر ہے مگر ہر محمود شے اسی وقت تک محمود ہے جب تک وہ کسی امر مذموم پر مشتمل نہ ہو' یہاں شفقت اور خیر خواہی کی وجہ سے نماز کو اس قدر موخر کیا گیا کہ وقت تنگ ہو کر ختم کے قریب ہو گیا اور حد غیر مشروع تک پہنچ گیا' جو مذموم ہے اس لئے منشاء اور شفقت سب مذموم ہوئیں۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سب نمازوں کی قضا تو ہے اگر کوئی نماز چھوٹ گئی تو قضا کی جا سکتی ہے مگر ایسے حضرات کے لئے سب سے زیادہ قابل نظر جمعہ کی نماز ہے اگر جمعہ کا وقت نکل گیا تو اس کی قضا نہیں' اس کی قضا ظہر سے تو ہو سکتی ہے نہ کہ جمعہ سے' پس جب جمعہ پڑھا تو وہ ادا نہ ہوا کیونکہ وقت نہ تھا اور قضا بھی نہ ہوا کیونکہ قضا میں جمعہ نہیں پڑھا جاتا بلکہ ظہر کی نماز پڑھی جاتی ہے پس یہ نماز ان کے ذمہ واجب رہی' رہی یہ مصلحت کہ میرا ورد باقی نہ رہے ایسی

مصلحت کا کیا اعتبار جب کہ اس میں اتنا بڑا مفسدہ لازم آتا ہے۔

علماء میں تاخیر صلوٰۃ کی عادت:

وقت کا اس قدر موخر کرنا، نماز کو تباہ برباد کرنا ہے، احادیث میں اس پر سخت زجر وتوبیخ اور وعید آئی ہے ایسی نماز منافقوں کی نماز فرمایا گیا ہے گاہ بگاہ اہل علم بھی اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور یہ زیادہ تر ان موقعوں پر ہوتا ہے کہ جب مدرس کو کوئی کتاب ختم کرانا ہے یا سبق کسی خاص مقام تک پہنچانا ہے یا ممتحن کو کسی جماعت کو امتحان سے فارغ کرنا ہے یا مصنف کو کوئی مضمون پورا کرنا ہے تو ان مقاصد کو رعایت وقت پر بسا اوقات ترجیح دی جاتی ہے، علماء سے اس کا وقوع باعتبار مشائخ کے اور بھی تعجب خیز ہے چونکہ یہ مقتدائے دین ہیں، جب مقتداء ہی ایسا کرے گا تو مقتدی کا خدا حافظ!

ایک کوتاہی لوگوں سے اور ہوتی ہے وہ یہ کہ نماز میں اس قدر عجلت کرنا کہ وقت کا ہونا بھی غیر یقینی ہو۔

بعض لوگ فجر کی نماز صبح صادق سے پہلے پڑھتے ہوئے دیکھے اور سنے گئے اور بعض اہل افراط جمعہ کے روز وقت ڈھلنے سے پہلے ہی نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، بعض مریضوں کو دیکھا گیا ہے کہ مغرب کی تھوڑی دیر بعد فوراً عشاء کی نماز پڑھ لیتے ہیں اور وقت ہونے کا بھی خیال نہیں کرتے۔

بہر حال وقت افراط وتفریط یعنی زیادتی یا کمی کرنا یہ دونوں قابل احتراز واجتناب ہیں ان سے بچنا چاہئے، قبل از وقت پڑھنا اور وقت ختم کر کے پڑھنا دونوں بیکار ہیں۔

عورتوں میں نماز کا اہتمام نہ ہونا:

ایک کوتاہی یہ بھی ہے کہ بعض لوگ جن کو شرائط وارکان میں ذرا سا بھی عذر کے پائے جانے کا وہم ہو تو وہ رخصت پر عمل کرنے لگتے ہیں، جبکہ رخصت پر عمل کرنا عذر قوی کی وجہ سے تھا نہ کہ عذر موہوم کی بنا پر مثلاً ذرا حرارت کا شبہ ہوا یا ہوا میں خنکی ہوئی فوراً وضو وغسل کی بجائے تیمّم کر لیتے ہیں، ذرا طبیعت میں کسل وسستی ہوئی بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں ریل میں جگہ کی تنگی ہوئی

(جس کا باآسانی انتظام ہوسکتا تھا) بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں' بعض دفعہ تو قبلہ کی طرف رخ کئے بغیر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں' بلکہ ریل میں تو بالکل ہی نماز اڑا دی جاتی ہے بالخصوص عورتیں ریل میں شاذونادر ہی نماز پڑھتی ہوں گی' اپنے دل کو سمجھا لیتی ہیں کہ یہاں نہ تو پانی کا انتظام ہے اور نہ گنجائش کی جگہ ہے' ان عذروں کی وجہ سے مستورات کی نماز بیل گاڑی کے سفر میں بھی اکثر برباد ہو جاتی ہے۔

حجاج کی نمازوں میں کاہلی وسستی:

ان لوگوں سے زیادہ ان لوگوں کی حالت قابل حسرت ہے جو حج کو جاتے ہیں ریل یا جہاز میں بیہودہ وساوس یا کاہلی کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتے' ایک عبادت ادا کرنے چلے ہیں اور پانچ فرض روزانہ برباد کئے' اگر جہاز کی ضائع شدہ نمازیں شمار کی جائیں اور جہاز کے ایک پھیرے میں پندرہ دن کی رفتار فرض کی جائے تو پانچ روز کے حساب سے پچھتر نمازیں ہوتی ہیں' اسی طرح اگر واپسی کا پھیرا بھی شمار کر لیا جائے تو اتنی ہی اس میں ضائع ہو کر ڈیڑھ سو نمازیں ہوئیں کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک فرض ادا کیا اور ڈیڑھ سو فرض برباد کئے' کیا ایسے شخص کے حج کو حج کہا جا سکتا ہے جو خدا کا فرض سمجھ کر کیا گیا ہے' اگر یہی بات ہے تو ڈیڑھ سو فرض بھی تو خدا ہی کے تھے ان کو کس دل سے ضائع کرنا گوارہ کیا؟ سچ ہے کہ ہم لوگوں کی عبادت کا باعث بھی اکثر امور نفسانیہ یا دفع ملامت وغیرہ ہوتا ہے۔

بہر حال اگر ان لچر بنیادوں پر نماز ترک کر دی تب بھی اور اگر اس میں بلا فتوی شرعی رخصت پر عمل کیا تو یہ بھی ترک ہی کے حکم میں ہے' جو بھی صورت ہو وہ نہایت بدد لی کی دلیل ہے' ایسی نمازوں کی شان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَا قَامُوْآ اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا٥﴾ (النساء: ١٤١ - ١٤٢)

اور جب کھڑے ہوں نماز کو تو کھڑے ہوں ہارے جی سے لوگوں کو دکھانے کے لئے اور یاد نہ کریں اللہ کو مگر تھوڑا سا اس کی بڑی وجہ دو امر ہیں:

(۱) مسائل کی ناواقفی (۲) دل میں نماز کی عظمت نہ ہونا۔

اول کا علاج علم وواقفیت ہے اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نماز کے متعلق جو دشواریاں پیش آئیں یا جو احتمال ذہن میں آتے رہیں ان سب کو حافظہ میں لکھ کر محفوظ کر کے زبانی یا بذریعہ خط وکتابت کسی ماہر عالم سے دریافت کرتے رہیں۔

دوسرے کا علاج یہ ہے کہ خدا کے احکام کی مخالفت کی جو وعیدیں آئی ہیں ان کو سوچیں تاکہ ان احکام کی عظمت پیدا ہو جب عظمت پیدا ہوگی تو ضرور اس کی ادائیگی کی کوشش اور ارادہ کرے گا اور جب کوشش وارادہ کرے گا تو خود بخود ان عذروں کا لغو ومہمل ہونا سمجھ میں آجائے گا' دنیاوی مثال میں غور کریں کہ کسی تقریب کے موقع پر یا کسی معزز مہمان کی آمد پر جب کسی کے کپڑے اور بدن میلے ہوں تو غسل کر کے کپڑے بدل لیتا ہے لیکن نماز کے معاملہ میں عذر کر کے تیمّم کرنے کا بہانہ کرتا ہے' اسی طرح کسی موقع پر جب کسی کو زیادہ چلنے یا کھڑے ہونے کی ضرورت در پیش آتی ہے تو وہ بلا تکلیف چلتا اور کھڑا رہتا ہے مگر نماز میں کھڑا نہیں ہوا جاتا اسی طرح ریل کے سفر میں اپنی آسائش یا کسی مریض کی ضرورت سے مسافروں سے جگہ طلب کرنے میں لوگ درخواست کرتے ہیں لیکن نماز کے لئے جگہ کی درخواست نہیں کی جاتی۔

نماز کا اثر اور برکت

بلکہ ہمارا تجربہ تو یہ ہے کہ نماز میں وہ اثر اور برکت ہے کہ جب لوگوں سے نماز کے لئے جگہ کی درخواست کی جاتی ہے تو کسی کو شاذ ونادر عذر کرتے دیکھا گیا ہے بلا اختلاف مذہب سب اس کی رعایت کرتے ہیں۔

اسی طرح مستورات کے وہ عذر جو اس سے پہلے مذکور ہوئے مسائل جاننے سے رفع ہو جائیں گے ان ہی عذروں میں ایک پردے کا عذر ہے' گاڑی سے اتر کر صرف برقعہ میں نماز پڑھنا پردہ کے لئے کافی ہے' اسی طرح حجاج نماز ترک کر دیتے ہیں یہ احکام کی عظمت نہ ہونے کی وجہ سے ہے' اگر احکام کی مخالفت کی وعیدوں کو سوچیں تو کوتاہی کا امکان نہیں' خصوصاً نفلی حج کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ نفل کے لئے فرضوں کو ترک کرنا تو اور بھی قابل گرفت ہے اگر

فرض نمازوں کو ترک کر کے نفلی حج کرتا ہے تو اس کا حج کے لئے سفر کرنا ہی جائز نہیں۔

نماز میں تعدیل ارکان نہ کرنا

بعض لوگ ایک کوتاہی یہ کرتے ہیں کہ تعدیل ارکان اور سنن و مستحبات کی ادائیگی کا اہتمام نہیں کرتے' قومہ' جلسہ' رکوع بھی ہیئت مسنونہ پر ادا نہیں کرتے' قرأت میں بھی غلط صحیح کی خبر نہیں' نماز کیا پڑھتے ہیں' بلا ٹالتے ہیں۔

حدیث شریف میں ایسی نماز پڑھنے والے شخص کو نماز میں چوری کرنے والا فرمایا گیا ہے' ایک اور حدیث شریف میں ایسی نماز کے لوٹانے کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے۔

رکوع' سجود وغیرہ کی درستی کے لئے تو صرف ارادہ کرنا کافی ہے اس میں کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں' البتہ قیام بقدر مسنون کے لئے کچھ خاص صورتوں کا سیکھنا ضروری ہوگا جس کے لئے پارہ عم کا حفظ کرنا ہی کافی ہے' اس میں سورہ بروج تک طوال مفصل اور لم یکن الذین تک اوساط مفصل اور سورہ ناس تک قصار مفصل ہے' ان کے یاد کرنے سے مختلف نمازوں کی سنت ادا ہو سکتی ہے۔

جس طرح خود اپنا قرآن صحیح کرنا ضروری ہے اسی طرح اپنے گھر والوں کا قرآن بھی اس قدر صحیح کرا دیں جس قدر نماز میں پڑھا جاتا ہے' اس کام میں چند روز صرف کریں تو بہت آسانی سے اس میں کامیابی ہو سکتی ہے اور اس طرح نماز کی تکمیل اور تعدیل میسر ہو جائے گی۔

نمازی امراء کی کوتاہیاں

نمازی امراء میں خاص طور سے ایک کوتاہی کثرت سے جماعت ترک کرنا ہے نصوص سے اس کا حد درجہ اہتمام کرنا ثابت ہے اور اس کے ترک کرنے پر جو وعیدیں ہیں ان کے پیش نظر علماء نے اس کو واجب کہا ہے' بعض محققین فقہاء حنفیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے' ترک جماعت کے گناہ و سزا کو ترک فرض کے گناہ کے برابر قرار دیا ہے' ترک جماعت کا سبب اکثر دو باتیں ہوتی ہیں۔

(۱) سستی (۲) تکبر کہ گھٹیا لوگوں کے ساتھ کھڑا ہونا پڑے گا یا ایسے شخص کے پیچھے نماز

پڑھنا پڑے گی۔

اور کبھی ان لوگوں کی شان وعادت کے موافق مسجد میں سامان آرائش کا مفقود ہونا بھی ہوتا ہے' چنانچہ میں نے بعض لوگوں کو یہ عذر کرتے دیکھا ہے کہ وہاں کا وضو خانہ خراب ہے' کپڑوں کو کائی لگ جاتی ہے' مسجد کی چٹائیاں سڑی ہوئی ہیں یا گرد آلودہ چٹائیاں بچھی ہوئی ہیں جن سے ہمارے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں' یا مسجد میں روشن دان نہیں' یا ہوا کا گذر نہیں' ان کے نہ ہونے سے ہمارے دل پریشان ہو جاتے ہیں۔

میں نے ایک صاحب کو دیکھا ہے کہ ان کے دروازہ پر مسجد تھی مگر وہاں وہ کبھی تشریف نہ لاتے تھے' ایک بار ان کے لڑکے کی بسم اللہ کی تقریب تھی' ان کا ایک غریب بھائی کسی بات پر ناراض ہو گیا گرمی کا زمانہ تھا جیٹھ بیساکھ کی شدید گرمی کی دوپہر میں ایک چھوٹی سی بچے والی چھتری لگا کر غریب بھائی کو منانے گئے' اللہ کے بندو! دنیاوی اغراض میں یہ سستی کیوں نہیں پیدا ہوتی۔

تکبر کے سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ آپ اپنی شان نہ دیکھیں شاید وہ مسکین جن کے ساتھ آپ کھڑے ہونے میں اپنی ذلت اور توہین محسوس کرتے ہیں' خدا تعالیٰ کے نزدیک آپ سے زیادہ محبوب ومقبول ہوں۔

دوسری بات یہ کہ اگر تمہاری شان ان مساکین سے زیادہ مان بھی لی جائے تو تم مساجد میں ان مساکین کی تعظیم کے لئے تو نہیں بھیجے جاتے جو خلاف شان ہو بلکہ خدائے بزرگ وبرتر کی تعظیم کے لئے جمع ہوئے ہو' تعجب ہے دربار الٰہی کے ساتھ یہ برتاؤ' ارشاد باری تعالیٰ صدق اللہ تعالیٰ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ○ [1] یعنی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی قدر کرنی چاہئے ویسی قدر انہوں نے نہیں کی بے شک اللہ زورآور اور زبردست ہے۔

اور اگر کسی مسکین کے امام ہونے کی وجہ سے شرم آتی ہے' کیا حکام کے درباروں میں حاضر ہوتے وقت اردلی' جو کہ تمہارے رتبہ ومرتبہ میں کم تر ہوتا ہے آگے آگے نہیں چلتا' اس وقت کیوں عار نہیں آتی' ساری شرم خدا ہی کے معاملہ میں کیوں ہے؟

[1] سورہ حج: ۷۴/۲۲

رہ گیا مسجد میں آسائش کا سامان نہ ہونے کا عذر' اول تو اس عذر کو زبان پر لاتے ہوئے ہی شرم آنی چاہئے اس عذر کے معنی تو یہ ہوئے کہ مسجد غرباء کا گھر ہے اگر وہ ہم کو بلاتے ہیں تو ہماری شان کے لائق اس میں سامان ہونا چاہئے ورنہ ہم نہیں جاتے' کیا واقعی یہ غرباء کا گھر ہے' تو سامان آسائش کے مطالبہ کرنے کی جرات کیسے؟

بعض لوگ دیندار شمار ہوتے ہیں' لیکن امام صاحب میں شرعی عیب نکال کر جماعت چھوڑ بیٹھتے ہیں حالانکہ اس کا اصلی سبب دنیاوی ہوتا ہے مگر بہانہ شریعت کا لیتے ہیں' مثلاً فلاں معصیت میں مبتلا ہے فلاں بدعت میں مبتلا ہے' اصل سبب تکبر ہے اور غرباء کو حقیر سمجھنا ہے جو انہیں ترک جماعت پر اکساتا ہے' کبھی مفتی سے پوچھتے ہیں کہ جس کی بیوی بے پردہ پھرتی ہو وہ دیوث ہے یا نہیں؟ اور اس کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ اور اس قسم کے دوسرے سوالات کرتے ہیں' مگر ان کو اس مسئلہ کی خبر نہیں کہ تنہا نماز پڑھنے سے ہر حال میں جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہے اگر چہ امام بدعتی ہو (بشرطیکہ اس کی بدعت کفر تک نہ پہنچ گئی ہو) اگر واقعی امام میں خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے ترک جماعت کی جارہی ہے' تو امام صاحب کو علیحدہ کر کے متقی پابند شریعت امام رکھ لیا جائے تاکہ ترک جماعت کا عذر جاتا رہے اگر امام کو علیحدہ کرنے کی قدرت نہ ہو اور جماعت میں شریک ہونے پر فتنہ وفساد کا احتمال ہو تو یکسوئی بہتر ہے۔

نماز میں خشوع کا فقدان

ایک کوتاہی نماز میں خشوع اور حضور قلب کا نہ ہونا بھی ہے' جسے عوام تو عوام خواص بھی کوتاہی میں شمار نہیں کرتے' خشوع اور حضور قلب کے مطلوب ومقصود ہونے پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ٥ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ٥﴾ ❶ یعنی کامیاب ہوئے وہ جو ایمان والے جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں' اور خشوع خضوع میں کوتاہی کرنے پر اس آیت میں صراحۃً مذمت آئی ہے: ﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ﴾ ❷ کیا ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے قلب خشوع وخضوع

---

❶ سورۃ المومنون ۱'۲

❷ الحدید ۱۵'۱۶

کریں' اور اس خشوع کے فقدان کے دو سبب ہیں۔
(۱) بعض کو تو اہتمام ہی نہیں ان کے لئے تو یہ بے اعتنائی اور لا پرواہی کا سبب ہے۔
(۲) بعض کو اہتمام ہے مگر اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اس کو اختیار وقدرت سے باہر سمجھتے ہیں اس کے حاصل کرنے کا ارادہ نہیں کرتے۔

پہلے سبب کا علاج تو آیات بالا کے مضمون میں موجود ہے اور دوسرے سبب کا علاج اس کی حقیقت کو سمجھنا ہے جو ذیل کے عنوان میں بیان کیا جارہا ہے۔لوگ ترک نماز کا یہ عذر بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حضور قلب نہیں ہوتا اور نماز بغیر حضور قلب کے ہوتی ہی نہیں ایسی وجہ سے ہم نماز نہیں پڑھتے۔

خشوع کی حقیقت:

خشوع کی لغوی حقیقت سکون ہے اور اس کی حقیقت شرعیہ قلب اور جوارح کا سکون ارادی ہے' اور سکون مقابل ہے حرکت کے' لہٰذا جیسی حرکت ہوگی ویسا ہی سکون حاصل ہوگا' جوارح کا سکون یہی ہے کہ جس حرکت کا شرعاً امر نہیں وہ حرکت نہ کرے یعنی اپنے ارادے سے ہاتھ پاؤں عبث نہ ہلائے ادھر ادھر گردن یا نظر سے التفات نہ کرے' سر اوپر کو نہ اٹھائے' بالوں کو' کپڑوں کو بار بار نہ سنوارے بدون ضرورت نہ کھجلائے' نہ کھنکارے وغیرہ وغیرہ۔

اور قلب کا سکون یہ ہے کہ اپنے ارادہ سے کسی بات کو نہ سوچے' اگر کوئی خیال خود بخود آجائے تو وہ منافی خشوع کے نہیں' پس غلطی لوگوں کی یہ ہے کہ خشوع کے معنی یہ سمجھنے لگے کہ بالکل ہی خیال نہ آئے' اسی بناء پر اس کو محال سمجھنے لگے' مذکورہ بالا تعبیر سے واضح ہوگیا کہ خشوع اختیاری فعل ہے اور ہر شخص اس پر قادر ہے اور بہت آسان ہے البتہ توجہ کی ضرورت ہے۔

خشوع کے حصول کا طریقہ:

جیسے تمام افعال ارادیہ کی یہ شان ہے کہ ارادہ کرو تو آسان ہے اور ارادہ نہ کرو تو دشوار' حتی کہ اگر کوئی منہ میں لقمہ لے کر بیٹھ جائے اور لقمہ نگلنے کا ارادہ نہ کرے تو وہ بھی آسان نہیں' اگرچہ لقمہ نگلنا فی نفسہ آسان ہے' اسی طرح خشوع بھی اتنا ہی آسان ہے' اس کا سہل طریقہ یہ ہے کہ

نماز میں جو کچھ بھی منہ سے نکلے اسے محض بے خیالی سے نہ پڑھتا جائے بلکہ ہر ہر لفظ پر مستقل ارادہ کرے اور سوچ کر منہ سے نکالے مثلاً یہ خیال کرے کہ اب سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ کہوں گا اور اب وَبِحَمْدِكَ کہہ رہا ہوں' اب تبَارَكَ اسْمُكَ منہ سے نکل رہا ہے۔

پس جب ہر لفظ پر خاص توجہ رہے گی تو دوسرے خیالات آنے بند ہو جائیں گے اگر اس کا التزام کر لیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ بلا قصد بھی کوئی خیال نہ آئے گا' اور اگر بفرض محال کبھی کوئی خیال آ بھی جائے تو اس سوچ میں نہ پڑے کہ یہ کیوں آئے' یہ تمام کے تمام حضرت استاذی مولانا محمد یعقوب صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے افادات ہیں۔

متفرق کوتاہیاں

ایک کوتاہی یہ بھی ہے کہ نماز جیسی اہم اور ضروری اور روزانہ پانچ بار پڑھی جانے والی چیز کے احکام بہت لوگوں کو معلوم ہی نہیں' اس کے باوجود بہت کم دیکھا جاتا ہے کہ ان احکام و مسائل کو لوگ دریافت کرتے ہوں۔

(۱) بہت سے لوگ ناواقفی کی وجہ سے بغیر کسی مجبوری کے اس طرح جمائی لیتے ہیں یا بلا عذر کھنکارتے ہیں کہ حروف ظاہر ہو کر نماز جاتی رہتی ہے۔

(۲) بہت سے لوگ ایسے غیر شرعی لباس پہن کر نماز پڑھتے ہیں کہ ان کی نماز قبول نہیں ہوتی' مثلاً ریشم اور مخمل کے بعض اقسام کے استعمال میں عوام کے علاوہ خواص تک بے احتیاطی میں مبتلا ہیں۔

(۳) بعض لوگ ہجوم میں امام سے پہلے نیت باندھ لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

(۴) بعض لوگ جماعت میں شامل ہوتے وقت امام کے ساتھ رکوع میں اس طرح آ کر شامل ہوتے ہیں کہ اللہ اکبر کہتے ہی رکوع میں پہنچ جاتے ہیں اور نیت باندھتے وقت قیام تک نہیں کرتے' ان کی بھی نماز نہیں ہوتی۔

(۵) بعض لوگ قعدۂ اخیرہ میں امام کے ساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں مگر ان کی تکبیر تحریمہ

ختم ہونے سے پہلے ہی امام سلام پھیر دیتا ہے' جب یہ اقتداء صحیح نہیں ہوتی تو نماز بھی نہیں ہوتی از سرنو نماز پڑھنی چاہئے۔

(۶) اسی طرح بعض اوقات امام غلطی سے قعدہ اخیرہ کے بعد کھڑا ہو جاتا ہے اور مسبوق بھی مقتدی کی حیثیت سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے حالانکہ اس وقت مسبوق کو اقتداء کرنا جائز نہ تھا لہذا اس اقتداء کی وجہ سے اس کی نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

(۷) اس طرح مسافر امام دو رکعت کے بعد سہوا کھڑا ہو جائے تو مقیم مقتدی کو اس کے ساتھ مقتدی رہنا بھی مفسد صلوٰۃ فرض ہے' اس مقام پر تمام مسائل کا بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ بعض مثالیں پیش کرنا ہے کہ کس کثرت سے ایسی صورتیں پیش آتی ہیں جن کی وجہ سے نماز نہیں ہوتی اور لوگ اس سے بے خبر ہیں۔

شرائط نماز میں بھی بے پرواہیاں کی جاتی ہیں:

(۸) بعض آدمیوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر وضو وغسل میں کہیں پاؤں وغیرہ خشک رہ جاتا ہے تو ویسے ہی تر ہاتھ پھیر لیتے ہیں جو کہ مسح ہے' پانی ڈال کر نہیں دھوتے۔

(۹) بعض آدمیوں کو دیکھا گیا ہے کہ کپڑے پر تکیہ پر اگرچہ غبار نہ ہو پھر بھی اس پر تیمّم کر لیتے ہیں۔

(۱۰) بعض آدمی پیشاب کے قطروں کے اندیشے کے باوجود فوراً صرف پانی سے استنجا کر لیتے ہیں اور پھر قطرہ آ جاتا ہے اگر خبر بھی ہوئی اور وضو بھی دہرالیا مگر پائجامہ پاک نہیں کرتے اور یہ کبھی مقدار عفو سے بڑھ جاتا ہے پھر بھی بلا تکلف اسی کپڑے میں نماز پڑھتے رہتے اور اگر اس کا علم نہ ہوا تو یہ بے وضو ہی نماز پڑھی جائے گی' لہٰذا قطرہ کا قطع کرنا ضروری ہے' تجربہ سے اس باب میں ڈھیلے سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔

نااہل کو امام بنانا

اسی طرح بہت سی جگہ ایسے امام ہیں کہ لوگوں کی نماز فاسد یا مکروہ ہو جاتی ہے درحقیقت

اس کی خرابی کے ذمہ دار مقتدی ہی ہوتے ہیں' چونکہ امام کے تقرر کے وقت اس کی صلاحیت واہلیت کونہیں دیکھتے بلکہ جوشخص سب سے نکما ہوتا ہے اسے کم تنخواہ پر امامت کے لئے مقرر کر لیتے ہیں' جنہیں قرآن پڑھنا بھی نہیں آتا اور نماز کے مسائل سے بھی واقف نہیں ہوتے' بعض جگہ خود بخود اہل ثروت ووجاہت تکبر وغرور میں امام بن بیٹھتے ہیں اور مقتدیوں کا کچھ عمل دخل نہیں ہوتا' قصبات میں جمعہ وعیدین کے ائمہ اسی شان کے ہیں' اور اس خرابی کی وجہ سے امامت کا موروثی اور خاندانی ہونا ہے اور یہ رواج سلاطین کے وقت سے چلا آرہا ہے' گو اس وقت اس میں کچھ مصلحت ہوگی مگر اب تو اس قدر مفاسد ہوگئے ہیں کہ ایسے خاندانی امام کو ہٹا دینا ہی واجب ہے اگر ان کے معزول کرنے کی قدرت نہ ہوتو خود کو علیحدہ کرلیں اور سب مل کر دوسری جگہ جماعت کا انتظام کرلیں' اور کسی اہل شخص کو امام تجویز کرلیں' البتہ اگر امام سے ضرر رسانی کا اندیشہ ہوتو پھر مجبوراً صبر کرنا چاہئے۔

علم دین ان سب کا علاج ہے

ان سب کا علاج علم دین ہے جو پڑھنے یا علماء کے پاس آنے جانے سے حاصل ہوتا ہے اور برابر دریافت کرتے رہنے سے نہایت سہولت سے ان مسائل سے واقفیت ہوسکتی ہے۔

کثرت سے واقع ہونے والی کوتاہیوں کے سلسلے میں یہ مختصر تذکرہ تھا' اور وہ کوتاہیاں جو کم واقع ہوتی ہیں ان کا ذکر قصداً نہیں کیا گیا' اول کم واقع ہونے کی وجہ سے' اور دوئم ان کا مذموم ہونا کسی سے پوشیدہ نہیں۔

(۱) جیسے شرم کی وجہ سے بے وضو نماز پڑھ لینا یا پڑھا دینا۔

(۲) وضو کر کے سو رہنا اور کسی کے جگانے کے بعد سب کو جھٹلا دینا کہ میں سویا نہیں تھا۔ اور اسی طرح نماز پڑھ لینا۔

(۳) نماز میں اخلاص نہ ہونا یعنی صرف اس لئے نماز پڑھنا کہ لوگ مجھ کو نمازی سمجھیں' جس کو ریاء کہتے ہیں۔

وسوسہ کفر نہیں

مذکورہ بالا امور واقع ہوتے ہیں لیکن کثرت سے نہیں مگر ریاء کثیر الوقوع ہے۔ لیکن یہ ریاء بھی نفلی عبادتوں میں کثرت سے واقع ہوتی ہے' یہاں ان نمازوں کے متعلق بیان کرنا مقصود تھا جو نفلی نہ تھیں' اور نفلی عبادتوں میں بھی ریاء اسی جگہ واقع ہوتی ہے جہاں اس کا قصد کیا گیا ہو اور جو شخص اس کو برا سمجھے' دور کرتا رہے وہاں اس کا شبہ کرنا اور اس غم میں مبتلا رہنا مضر اور لا حاصل ہے' جیسا کہ بعض سالکین کو پیش آتا ہے' جس خطرہ پہ ریاء کا گمان ہو جائے وہ وسوسہ ہے ریاء نہیں ہے اور وسوسہ پر مؤاخذہ نہیں۔

بالاجماع وسوسہ کفر نہیں اور اس پر مؤاخذہ بھی نہیں جس طرح بیان کیا گیا ہے' اسی طرح سمجھیے' یہ نکتہ اگر چہ بہت مختصر اور چھوٹا ہے لیکن نفع کے اعتبار سے اس کو علم عظیم کہا جائے تو بجا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا عَلَّمَنِيْهِ وَفَهَّمَنِيْهِ

۲۳ صفر ۱۳۹۸ھ مطابق ۲ فروری ۱۹۷۸ء

یوم پنجشنبہ

کِتابُ الطَّھارَت

پانی کے استعمال کے احکام

﴿مسئلہ۱﴾ ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ اور بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں' نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے اور اگر تینوں وصف نہیں بدلے تو اس کا جانوروں کو پلانا اور مٹی میں ڈال کر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکاؤ کرنا درست ہے مگر ایسے گارے سے مسجد نہ لیپے۔

﴿مسئلہ۲﴾ ندی اور وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو' اور وہ کنواں جس کو بنانے والے نے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں' کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس کے استعمال میں ایسا طریقہ استعمال کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لائے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہو جائے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہو تو یہ طریقہ استعمال کا درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقہ استعمال سے منع کرے۔ ﴿مسئلہ۳﴾ کسی شخص کی مملوک زمین میں کنواں یا چشمہ یا حوض یا نہر ہو تو دوسرے لوگوں کو پانی پینے سے یا جانوروں کو پانی پلانے سے یا وضو وغسل و پارچہ شوئی کے لئے پانی لینے سے یا گھڑے بھر کر اپنے گھر کے درخت یا کیاری میں پانی دینے سے منع نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں سب کا حق ہے البتہ اگر جانوروں کی کثرت کی وجہ سے پانی ختم ہو جانے کا یا نہر وغیرہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو روکنے کا اختیار ہے اور اگر اپنی زمین میں آنے سے روکنا چاہئے تو دیکھا جائے گا کہ پانی لینے والے کا کام دوسری جگہ سے باآسانی چل سکتا ہے مثلاً کوئی دوسرا کنواں وغیرہ ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر موجود ہے اور وہ کسی کی مملوک زمین میں بھی نہیں ہے یا اس کا کام بند ہو جائے گا اور تکلیف ہوگی اور اگر اس کی کاروائی دوسری جگہ سے ہو سکے تو خیر ورنہ اس کنواں والے سے کہا جائے گا۔ یا تو اس شخص کو اپنے کنویں یا نہر وغیرہ پر آنے کی اس شرط سے اجازت دو کہ نہر وغیرہ

توڑے گا نہیں ورنہ اس کو جس قدر پانی کی حاجت ہے تم خود نکال کر یا نکلوا کر اس کے حوالہ کرو' البتہ اپنے کھیت یا باغ کو پانی دینا بدون اس شخص کی اجازت کے دوسرے لوگوں کو جائز نہیں اس سے ممانعت کر سکتا ہے یہی حکم ہے خود رو گھاس اور جس قدر نباتات بے تنہ ہیں سب گھاس کے حکم میں ہیں البتہ تنا دار درخت زمین والے مملوک ہیں۔ ﴿مسئلہ ۴﴾ اگر ایک شخص دوسرے کے کنویں یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ کنویں یا نہر والا اس سے کچھ قیمت لے تو جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے' مشائخ بلخ نے فتویٰ جواز کا دیا ہے۔ ﴿مسئلہ ۵﴾ دریا تالاب اور کنویں وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے' مشک وغیرہ کے پانی بھرے تو وہ اس پانی کا مالک ہو جائے گا اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر پیاس سے بیقرار ہو جائے تو زبردستی بھی چھین لینا جائز ہے' جب کہ پانی والے کی سخت حاجت سے زائد موجود ہو مگر اس پانی کا ضمان دینا پڑے گا۔

﴿مسئلہ ٦﴾ لوگوں کے پینے کے لئے جو پانی رکھا ہوا ہو جیسے گرمیوں میں راستوں پر پانی رکھ دیتے ہیں اس سے وضو وغسل درست نہیں' ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں' اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہو اس سے پینا درست ہے۔

﴿مسئلہ ٧﴾ اگر کنویں میں ایک دومینگنی گر جائے اور وہ ثابت نکل آئے تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا خواہ وہ کنواں جنگل کا ہو یا بستی کا اور من ہو یا نہ ہو۔ ❶

استنجے کا بیان

﴿مسئلہ ١﴾ جب سو کر اٹھے تو جب تک ہاتھ نہ دھولے اس وقت تک ہاتھ پانی میں نہ ڈالے چاہے ہاتھ پاک ہو اور چاہے ناپاک ہو' اگر پانی چھوٹے برتن میں رکھا ہو جیسے لوٹا' آبخورہ تو اس کو ہاتھ سے اٹھا کر دائیں ہاتھ پر ڈالے اور تین دفعہ دھوئے پھر برتن داہنے ہاتھ میں لے کر بایاں ہاتھ تین دفعہ دھوئے' اور اگر چھوٹے برتن میں پانی نہ ہو بلکہ بڑے مٹکے وغیرہ میں ہو تو کسی آبخورے وغیرہ سے نکال لے لیکن انگلیاں پانی میں نہ ڈوبنے پائیں اور اگر آبخورہ

❶ از حصہ یازدہم ص ۵۔

وغیرہ کچھ نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے چلو بنا کر پانی نکالے اور جہاں تک ہو سکے پانی میں انگلیاں کم ڈالے اور پانی نکالنے سے پہلے داہنا ہاتھ دھوئے جب وہ ہاتھ دھل جائے تو داہنا ہاتھ جتنا چاہے ڈال دے اور پانی نکال کر بایاں ہاتھ دھوئے اور یہ ترکیب ہاتھ دھونے کی اس وقت ہے کہ ہاتھ ناپاک نہ ہوں' اور اگر ناپاک ہوں تو ہرگز مٹکے میں نہ ڈالے بلکہ کسی اور ترکیب سے پانی نکالے کہ نجس نہ ہونے پائے مثلاً پاک رومال ڈال کر نکالے اور جو پانی کی دھار رومال سے بہے اس سے ہاتھ پاک کرے یا جس طرح ممکن ہو پاک کرے۔

﴿مسئلہ ۲﴾ جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اس سے استنجا کرنا درست ہے۔

﴿مسئلہ ۳﴾ اگر نجاست بالکل ادھر ادھر نہ لگے اور اس لئے پانی سے استنجا نہ کرے بلکہ پاک پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کرلے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے لیکن یہ بات صفائی مزاج کے خلاف ہے' البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔ ﴿مسئلہ ۴﴾ ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر ادھر پھیلنے نہ پائے اور بدن خوب صاف ہو جائے۔

﴿مسئلہ ۵﴾ ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے' لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے بے دھوئے نماز نہ ہوگی' اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر کے بھی نماز درست ہے' لیکن سنت کے خلاف ہے۔ ﴿مسئلہ ۶﴾ پانی سے استنجا کرے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہو گیا' البتہ اگر کوئی شکی مزاج ہو کہ پانی بہت پھینکتا ہے پھر بھی دل اچھی طرح صاف نہیں ہوتا تو اس کو یہ حکم ہے کہ تین دفعہ یا سات دفعہ دھو لے۔ بس اس سے زیادہ نہ دھوئے۔

﴿مسئلہ ۷﴾ اگر کہیں تنہائی کا موقع نہ ملے تو پانی سے استنجا کرنے کے واسطے کسی کے سامنے اپنے بدن کو کھولنا درست نہیں نہ مرد کے سامنے نہ کسی عورت کے سامنے ایسے وقت پانی سے استنجا نہ کرے اور بے استنجا کیے نماز پڑھ لے کیونکہ بدن کا کھولنا بڑا گناہ ہے۔

﴿مسئلہ ۸﴾ ہڈی نجاست جیسے گوبر' لید وغیرہ کوئلہ' کنکر' شیشہ' پکی اینٹ کھانے کی چیز'

کاغذ سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا برا اور منع ہے' نہ کرنا چاہئے لیکن اگر کوئی کرے تو بدن پاک ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ ۹﴾ کھڑے کھڑے پیشاب کرنا منع ہے۔

﴿مسئلہ ۱۰﴾ پیشاب و پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا منع ہے۔

﴿مسئلہ ۱۱﴾ چھوٹے بچے کو قبلہ کی طرف منہ کر کے ہگانا متانا بھی مکروہ اور منع ہے۔

﴿مسئلہ ۱۲﴾ استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا بھی درست ہے لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔

﴿مسئلہ ۱۳﴾ جب پاخانہ پیشاب کو جائے تو پاخانہ کے دروازہ سے باہر بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.))

اور ننگے سر نہ جائے' اور اگر کوئی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے تو اس کو اتار ڈالے اور پہلے بایاں پاؤں رکھے اور اندر خدا کا نام نہ لے' اگر چھینک آئے تو فقط دل ہی دل میں الحمد للہ کہے زبان سے کچھ نہ کہے نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے پھر جب نکلے تو داہنا پیر پہلے نکالے' اور دروازے سے نکل کر یہ دعا پڑھے:

((غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ.))

اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کے یا مٹی سے مل کر دھوئے۔

پیشاب ❶ پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہئے

بات کرنا' بلاضرورت کھانسنا' کسی آیت یا حدیث اور متبرک چیز کا پڑھنا' ایسی چیز جس پر خدا یا نبیؐ یا کسی فرشتے یا کسی معظم کا نام یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا' البتہ اگر ایسی چیز جیب میں ہو یا تعویذ کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو کراہت نہیں' بلاضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پاخانہ یا پیشاب کرنا' تمام کپڑے اتار کر برہنہ ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا' داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا' ان سب باتوں سے بچنا چاہئے۔

❶ از حصہ یازدہم ص ۱۰

پیشاب ❶ سے احتیاط نہ کرنا

فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے پیشاب سے خوب احتیاط رکھا کروں کیونکہ اکثر قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے۔

جن ❷ چیزوں سے استنجا درست نہیں

ہڈی' کھانے کی چیزیں' لید اور کل ناپاک چیزیں' وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجا ہو چکا ہو' پختہ اینٹ ٹھیکری' شیشہ' کوئلہ' چونا' لوہا' چاندی' سونا وغیرہ ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کرے جیسے سرکہ وغیرہ وہ چیزیں جن کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے بھس اور گھاس وغیرہ اور ایسی چیزیں جو قیمت دار ہوں خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا عرق وغیرہ' آدمی کے اجزاء جیسے بال' ہڈی گوشت وغیرہ مسجد کی چٹائی یا کوڑا جھاڑو وغیرہ' درختوں کے پتے' کاغذ' خواہ لکھا ہوا ہو یا سادہ' زمزم کا پانی' دوسرے کے مال سے بلا اس کی اجازت ورضامندی کے خواہ وہ پانی ہو یا کپڑا یا اور کوئی چیز' روئی اور تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا ان کے جانور نفع اٹھائیں' ان تمام چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے استنجا بلا کراہت درست ہے

پانی' مٹی کا ڈھیلا' پتھر' بے قیمت کپڑا' اور کل وہ چیزیں جو پاک ہوں اور نجاست کو دور کر دیں' بشرطیکہ مال اور محترم نہ ہوں۔

نجاست پاک کرنے کا طریقہ

❁﴿مسئلہ ۱﴾❁ نجاست کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کی نجاست زیادہ سخت ہے' تھوڑی سی لگ جائے تب بھی دھونے کا حکم ہے اس کو نجاست غلیظہ کہتے ہیں' دوسری وہ جس کی نجاست ذرا

❶ از حصہ ہفتم ص ۳۰۔ ❷ از حصہ یازدہم ص ۱۰۔

کم اور ہلکی ہے اس کو نجاست خفیفہ کہتے ہیں۔ ﴿مسئلہ ۲﴾ خون اور آدمی کا پاخانہ' پیشاب اور منی اور شراب اور کتے بلی کا پاخانہ پیشاب اور سور کا گوشت اور اس کے بال وہڈی وغیرہ اس کی ساری چیزیں اور گھوڑے گدھے خچر کی لید اور گائے بیل' بھینس وغیرہ کا گوبر اور بکری بھیڑ کی مینگنی غرض یہ کہ سب جانوروں کا پاخانہ اور مرغی' بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور گدھے خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔ ﴿مسئلہ ۳﴾ چھوٹے دودھ پیتے بچہ کا پیشاب پاخانہ بھی نجاست غلیظہ ہے۔ ﴿مسئلہ ۴﴾ حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب جیسے بکری' گائے' بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے۔ ﴿مسئلہ ۵﴾ مرغی' بطخ' مرغابی کے سوا اور حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے جیسے کبوتر' گریا یعنی چڑیا' مینا وغیرہ اور چمگادڑ کا پیشاب بھی اور بیٹ بھی پاک ہے۔ ﴿مسئلہ ۶﴾ نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو اگر پھیلاؤ میں روپے کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے' اس کے دھوئے بغیر اگر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی' لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے اور اگر روپے سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں بغیر اس کے دھوئے نماز نہ ہوگی' اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بے دھوئے نماز درست ہے اور اگر اس سے زیادہ لگ جائے تو بے دھوئے نماز درست نہیں۔

﴿مسئلہ ۷﴾ اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصے میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں' یعنی اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو اور اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو' اور اگر دوپٹہ میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اسی طرح اگر نجاست خفیفہ ہاتھ میں بھری ہے اور ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے' اسی طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے' غرض یہ کہ جس عضو میں لگے اس کی چوتھائی سے کم ہو' اور اگر پورا چوتھائی ہو تو معاف نہیں اس کا دھونا واجب ہے یعنی بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں۔ ﴿مسئلہ ۸﴾ نجاست غلیظہ جس پانی میں پڑ جائے تو وہ بھی نجس ہو جاتا ہے اور

نجاست خفیفہ پڑ جائے تو وہ پانی بھی نجس خفیف ہو جاتا ہے چاہے کم پڑے یا زیادہ۔

﴿مسئلہ ۹﴾ کپڑے میں نجس تیل لگ گیا اور ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے کم بھی ہے لیکن وہ دو ایک دن میں پھیل کر زیادہ ہو گیا تو جب تک روپے سے زیادہ نہ ہو معاف ہے اور جب بڑھ گیا تو معاف نہیں رہا' اب اس کا دھونا واجب ہے بغیر دھوئے ہوئے نماز نہ ہو گی۔ ﴿مسئلہ ۱۰﴾ مچھلی کا خون نجس نہیں ہے اگر لگ جائے تو کچھ حرج نہیں' اسی طرح مکھی کھٹمل مچھر کا خون بھی نجس نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ ۱۱﴾ اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جائیں کہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیں تو اس کا کچھ حرج نہیں دھونا واجب نہیں ہے۔

﴿مسئلہ ۱۲﴾ اگر لیس دار نجاست لگ جائے جیسے پاخانہ خون تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا رہے چاہے جتنی دفعہ میں چھوٹے جب نجاست چھوٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جائے گا اور اگر بدن میں لگ گئی ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے' البتہ اگر پہلی ہی دفعہ میں نجاست چھوٹ گئی تو دو مرتبہ اور دھو لینا بہتر ہے۔ ﴿مسئلہ ۱۳﴾ اگر ایسی نجاست ہے کہ کئی دفعہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بدبو نہیں گئی یا کچھ دھبہ رہ گیا ہے تو بھی کپڑا پاک ہو گیا' صابن وغیرہ لگا کر دھبہ چھوڑانا اور بدبو دور کرنا ضروری نہیں۔ ﴿مسئلہ ۱۴﴾ اور اگر پیشاب کی مثل کوئی نجاست لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ اپنی طاقت بھر خوب زور سے نچوڑے' تب پاک ہو گا اور اگر خوب زور سے نہ نچوڑے گا تو کپڑا پاک نہ ہو گا۔ ﴿مسئلہ ۱۵﴾ اگر نجاست ایسی چیز میں لگ گئی ہے جس کو نچوڑا نہیں جا سکتا' جیسے تخت' چٹائی' زیور' مٹی' یا چینی کے برتن' بوتل' جوتا وغیرہ تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھہر جائے جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے پھر دھوئے پھر جب ٹپکنا موقوف ہو تو پھر دھوئے' اسی طرح تین دفعہ دھوئے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

﴿مسئلہ ۱۶﴾ پانی کی طرح جو چیز پتلی اور پاک ہو اس سے نجاست کا دھونا درست ہے تو اگر کوئی گلاب کا عرق گاؤزبان یا کسی عرق یا سرکہ سے دھوئے تو بھی چیز پاک ہو جائے گی لیکن گھی اور تیل اور دودھ وغیرہ کسی ایسی چیز سے دھونا درست نہیں جس میں کہ چکنائی ہو' وہ چیز ناپاک رہے گی۔ ﴿مسئلہ ۱۷﴾ بدن میں یا کپڑے میں منی لگ کر سوکھ گئی ہو تو کھرچ کر خوب

مل ڈالنے سے پاک ہو جائے گا اور اگر ابھی سوکھی نہ ہو تو فقط دھونے سے پاک ہوگا' لیکن اگر کسی نے پیشاب کر کے استنجا نہیں کیا تھا' ایسے وقت منی نکلی تو وہ ملنے سے پاک نہ ہوگی' اس کو دھونا چاہئے۔ ﴿مسئلہ ۱۸﴾ جوتے اور چمڑے کے موزے میں اگر دلدار نجاست لگ کر سوکھ جائے جیسے گوبر' پاخانہ' خون' منی وغیرہ تو زمین پر خوب گھس کر نجاس تھوڑ ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے' ایسے ہی کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہو جاتا ہے اور سوکھی نہ ہو تو بھی اگر اتنا رگڑ ڈالے اور گھس دے کہ نجاست کا نام ونشان باقی نہ رہے تو پاک ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ ۱۹﴾ اور اگر پیشاب کی طرح کوئی نجاست جوتے یا چمڑے کے موزے میں لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو بے دھوئے پاک نہ ہوگا۔ ﴿مسئلہ ۲۰﴾ کپڑا اور بدن فقط دھونے ہی سے پاک ہوتا ہے چاہے دلدار نجاست لگے یا بے دل کی' کسی اور طرح پاک نہیں ہوتا۔ ﴿مسئلہ ۲۱﴾ آئینہ کا شیشہ اور چھری چاقو' چاندی' سونے کے زیوارت' پھول' تانبے' لوہے گلٹ شیشے وغیرہ کی چیزیں اگر نجس ہو جائیں تو خوب پونچھ ڈالنے اور رگڑ دینے یا مٹی سے مانج ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہیں' لیکن اگر نقشی چیزیں ہوں تو بے دھوئے پاک نہ ہوں گی۔ ﴿مسئلہ ۲۲﴾ زمین پر نجاست پڑ گئی پھر ایسی سوکھ گئی کہ نجاست کا نشان بالکل جاتا رہا' نہ تو نجاست کا دھبہ ہے' نہ بدبو آتی ہے تو اس طرح سوکھ جانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے لیکن ایسی زمین پر تیمّم کرنا درست نہیں البتہ نماز پڑھنا درست ہے جو اینٹیں یا پتھر چونا یا گارے سے زمین میں خوب جما دیئے گئے ہوں کہ بے کھودے زمین سے الگ نہ ہو سکیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ سوکھ جانے سے اور نجاست کا نشان نہ رہنے سے پاک ہو جائیں گے۔ ﴿مسئلہ ۲۳﴾ جو اینٹیں فقط زمین میں بچھا دی گئیں ہیں چونا یا گارے سے ان کی جوڑائی نہیں کی گئی ہے وہ سوکھے سے پاک نہ ہوں گی ان کا دھونا پڑے گا۔ ﴿مسئلہ ۲۴﴾ زمین پر جمی ہوئی گھاس بھی سوکھنے اور نجاست کا نشان جاتے رہنے سے پاک ہو جاتی ہے اور اگر کٹی ہوئی گھاس ہو تو بے دھوئے پاک نہ ہوگی۔

﴿مسئلہ ۲۵﴾ نجس چاقو' چھری یا مٹی اور تانبے وغیرہ کے برتن اگر دہکتی آگ میں ڈال دیئے جائیں تو بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ ﴿مسئلہ ۲۶﴾ ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس کو کسی نے زبان سے تین مرتبہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گا مگر چاٹنا منع ہے یا چھاتی پر بچہ کی قے

کا دودھ لگ گیا پھر بچہ نے تین دفعہ چوس کر پی لیا تو پاک ہو گیا۔ ﴿مسئلہ ۲۷﴾ اگر کورا برتن نجس ہو جائے اور وہ برتن نجاست کو چوس لے تو فقط دھونے سے پاک نہ ہو گا بلکہ اس میں پانی بھر دے جب نجاست کا اثر پانی میں آ جائے تو گرا کے پھر بھر دے اسی طرح برابر کرتا رہے' جب نجاست کا نام ونشان بالکل جاتا رہے نہ رنگ باقی رہے نہ بدبو تو اس وقت پاک ہو جائے گا۔

﴿مسئلہ ۲۸﴾ نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے جو جب تک وہ کچے ہیں ناپاک ہیں جب پکا لیے گئے تو پاک ہو گئے۔ ﴿مسئلہ ۲۹﴾ شہد یا شیرہ یا گھی تیل ناپاک ہو گیا تو جتنا تیل وغیرہ ہو اتنا یا اس سے زیادہ پانی ڈال کر پکائے۔ جب پانی جل جائے تو پھر پانی ڈال کر پکائے اسی طرح تین دفعہ کرنے سے پاک ہو جائے گا' یا یوں کرو کہ جتنا گھی' تیل ہو اتنا ہی پانی ڈال کر ہلاؤ' جب وہ پانی کے اوپر آ جائے تو کسی طرح اٹھا لو' اسی طرح تین دفعہ پانی ڈال کر اٹھاؤ تو پاک ہو جائے گا' اور گھی اگر جم گیا تو پانی ڈال کر آگ پر رکھ دو' جب پگھل جائے تو اس کو نکال لو۔ ﴿مسئلہ ۳۰﴾ نجس رنگ میں کپڑا رنگا ہو تو اس کو اتنا دھوئے کہ پانی صاف آنے لگے تو پاک ہو جائے گا' چاہے کپڑے سے رنگ چھوٹے یا نہ چھوٹے۔ ﴿مسئلہ ۳۱﴾ گوبر کے کنڈے اور لید وغیرہ نجس چیزوں کی راکھ پاک ہے اور ان دھواں بھی پاک ہے روٹی میں لگ جائے تو کچھ حرج نہیں۔ ﴿مسئلہ ۳۲﴾ بچھونے کا ایک کونہ نجس ہے اور باقی سب پاک ہے تو پاک کونے پر نماز پڑھنا درست ہے۔ ﴿مسئلہ ۳۳﴾ جس زمین کو گوبر سے لیپا ہو یا مٹی میں گوبر ملا کر لیپا ہو وہ نجس ہے' اس کے بغیر کوئی پاک چیز بچھائے نماز درست نہیں لیکن وہ اتنا گیلا نہ ہو کہ اس زمین کی کچھ مٹی چھوٹ کر کپڑے میں بھر جائے۔ ﴿مسئلہ ۳۴﴾ گوبر سے لیپی ہوئی زمین اگر سوکھ گئی ہو تو اس پر گیلا کپڑا بچھا کر نماز پڑھنا درست ہے۔

﴿مسئلہ ۳۵﴾ پیر دھو کر ناپاک زمین پر چلا اور پیر کا نشان زمین پر بن گیا تو اس سے پیر ناپاک نہ ہو گا ہاں اگر پیر کے پانی سے زمین اتنی بھیگ جائے کہ زمین کی کچھ مٹی یا یہ نجس پانی پیر میں لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ ۳۶﴾ نجس بچھونے پر سویا اور پسینہ سے وہ کپڑا نم ہو گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہو گا ہاں اگر اتنا بھیگ جائے کہ بچھونے میں سے کچھ نجاست چھوٹ کر بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔

﴿مسئلہ ۳۷﴾ نجس مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی تو تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جائیں گے رنگ کا چھوڑانا واجب نہیں۔ ﴿مسئلہ ۳۸﴾ نجس سرمہ یا کاجل آنکھوں میں لگایا تو اس کا پونچھنا اور دھونا واجب نہیں ہاں اگر پھیل کر باہر آنکھ کے آ گیا ہو تو دھونا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ ۳۹﴾ نجس تیل سر میں ڈال لیا یا بدن میں لگا لیا تو قاعدہ کے موافق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا کھلی ڈال کر یا صابن لگا کر تیل کا چھوڑانا واجب نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ ۴۰﴾ کتے نے آٹے میں منہ ڈال دیا' بندر نے جھوٹا کر دیا تو اگر آٹا گندھا ہوا ہو تو جہاں منہ ڈالا ہے اتنا نکال ڈالے باقی کا کھانا درست ہے اور اگر سوکھا آٹا ہو تو جہاں جہاں اس کے منہ کا لعاب ہو نکال ڈالے باقی سب پاک ہے۔ ﴿مسئلہ ۴۱﴾ کتے کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں پس اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا' ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہو تو اور بات ہے۔

﴿مسئلہ ۴۲﴾ رومالی بھیگی ہونے کے وقت ہوا نکلے تو اس سے کپڑا نجس نہیں ہوا۔

﴿مسئلہ ۴۳﴾ نجس پانی میں جو کپڑا بھیگ گیا تھا اس کے ساتھ پاک کپڑے کو لپیٹ کر رکھ دیا اور اس کی تری اس پاک کپڑے میں آ گئی لیکن نہ تو اس میں نجاست کا کچھ رنگ آیا نہ بدبو آئی تو اگر یہ پاک کپڑا اتنا بھیگ گیا ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ کپڑا ٹپک پڑے یا نچوڑتے وقت ہاتھ بھیگ جائے تو وہ پاک کپڑا بھی نجس ہو جائے گا' اور اگر اتنا نہ بھیگا ہو تو پاک رہے گا' اور اگر پیشاب وغیرہ خاص نجاست کے بھیگے ہوئے کپڑے کے ساتھ لپیٹ دیا تو جب پاک کپڑے میں ذرا بھی اس کی نمی اور دھبہ آ گیا تو نجس ہو جائے گا۔

﴿مسئلہ ۴۴﴾ اگر لکڑی کا تختہ ایک طرف سے نجس ہے اور دوسری طرف سے پاک ہے تو اگر اتنا موٹا ہے کہ بیچ سے چر سکتا ہے تو اس کو پلٹ کر دوسری طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر اتنا موٹا نہ ہو تو درست نہیں ہے۔

﴿مسئلہ ۴۵﴾ دو تہ کا کوئی کپڑا ہے اور ایک تہہ نجس ہے دوسری پاک ہے تو اگر دونوں تہیں سلی ہوئی نہ ہوں تو پاک تہ کی طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر سلی ہوئی ہوں تو پاک تہ پر بھی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

غسل کرنے کا طریقہ ❶ غسل کے فرائض و مسائل

﴿مسئلہ ۱﴾ غسل کرنے والے کو چاہئے کہ پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھوئے پھر استنجے کی جگہ دھوئے ہاتھ اور استنجے کی جگہ پر نجاست ہو تو بھی اور نہ ہو تو بھی ہر حال میں ان دونوں کو پہلے دھونا چاہئے پھر جہاں جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے پھر وضو کرے' اگر کسی چوکی یا پتھر پر غسل کرتا ہو تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھوئے' اور اگر کسی جگہ ہے کہ پیر بھر جائیں گے اور غسل کے بعد پھر دھونے پڑیں گے تو سارا وضو کرے مگر پیر نہ دھوئے پھر وضو کے بعد تین مرتبہ داہنے کندھے پر پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی ڈالے اس طرح کہ سارے جسم پر پانی بہ جائے پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ میں آ جائے اور پیر دھوئے اور اگر وضو کے وقت دھو لیے ہوں تو اب دھونے کی حاجت نہیں۔ ﴿مسئلہ ۲﴾ پہلے سارے جسم پر اچھی طرح ہاتھ پھیر لے تب پانی بہائے تا کہ سب جگہ اچھی طرح پانی پہنچ جائے کہیں سوکھا نہ رہے۔

﴿مسئلہ ۳﴾ غسل کا طریقہ جو ہم نے ابھی بیان کیا سنت کے موافق ہے اس میں سے بعض چیزیں فرض ہیں کہ بغیر ان کے غسل درست نہیں ہوتا آدمی ناپاک رہتا ہے اور بعض چیزیں سنت ہیں ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اگر نہ کرے تو بھی غسل ہو جاتا ہے۔

غسل کے فرائض و مسائل:

فرض فقط تین چیزیں ہیں اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے' ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے' سارے بدن پر پانی بہانا۔

﴿مسئلہ ۱﴾ غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور پانی بہت زیادہ نہ پھینکے اور نہ بہت کم لے کہ اچھی طرح غسل نہ کر سکے اور ایسی جگہ غسل کرے کہ اسے کوئی نہ دیکھے اور غسل کرتے وقت باتیں نہ کرے اور غسل کے بعد کسی کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے اور بدن ڈھکنے میں بہت جلدی کرے' یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پیر نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ

---

❶ از حصہ اول ص ۴۶

سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکے پھر دونوں پیر دھوئے۔ ﴿مسئلہ ۲﴾ اگر تنہائی کی جگہ ہو جہاں کوئی نہ دیکھ پائے تو ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے چاہے کھڑے ہو کر نہائے یا بیٹھ کر اور چاہے غسل خانہ کی چھت پٹی ہو یا نہ ہو لیکن بیٹھ کر نہانا بہتر ہے کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے اور ناف سے لیکر گھٹنے کے نیچے تک دوسرے مرد یا دوسری عورت کے سامنے بھی بدن کھولنا گناہ ہے اکثر عورتیں دوسری کے سامنے بالکل ننگی ہو کر نہاتی ہیں یہ بڑی بری اور بے غیرتی کی بات ہے۔
﴿مسئلہ ۳﴾ جب سارے بدن پر پانی خوب پڑ جائے اور کلی کر لے اور ناک میں پانی ڈالے تو غسل ہو جائے گا چاہے غسل کرنے کا ارادہ ہو چاہے نہ ہو' اگر برستے ہوئے پانی میں ٹھنڈے ہونے کی غرض سے کھڑا ہو گیا یا حوض وغیرہ میں گر پڑا اور سب بدن بھیگ گیا اور کلی بھی کر لی اور ناک میں پانی ڈال لیا تو غسل ہو گیا' اسی طرح غسل کرتے وقت کلمہ پڑھنا یا پڑھ کر پانی دم کرنا بھی ضروری نہیں' چاہے کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے ہر حال میں آدمی پاک ہو جاتا ہے بلکہ نہاتے وقت کلمہ یا اور کوئی دعا نہ پڑھنا بہتر ہے اس وقت کچھ نہ پڑھے۔ ﴿مسئلہ ۴﴾ اگر بدن بھر میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جائے گی تو غسل نہ ہوگا' اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گیا یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہ ہوا۔ ﴿مسئلہ ۵﴾ اگر غسل کے بعد یاد آئے کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو پھر سے نہانا واجب نہیں بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اسی کو دھو لے لیکن فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ تھوڑا پانی لیکر اس جگہ بہا لینا چاہئے اور اگر کلی کرنا بھول گیا ہو تو اب کلی کر لے اگر ناک میں پانی نہ ڈالا ہو تو اب ڈال لے غرضیکہ جو چیز رہ گئی ہو اب اس کو کر لے نئے سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ ﴿مسئلہ ۶﴾ اگر کسی بیماری کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا نقصان کرے تو سر چھوڑ کر اور سارا بدن دھو لے تو بھی غسل درست ہو گیا لیکن جب اچھا ہو جائے تو اب سر دھو ڈالے پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں۔
﴿مسئلہ ۷﴾ پیشاب کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہنچانا غسل میں فرض ہے اگر پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ ﴿مسئلہ ۸﴾ اگر سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے ایک بال بھی سوکھا رہ گیا یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوگا' اور اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کو بھگونا معاف ہے البتہ

سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پائے اور اگر بے کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگو دے۔ ﴿مسئلہ ۹﴾ نتھ اور بالیوں اور انگوٹھی چھلوں کو خوب ہلالے کہ پانی سوراخوں میں پہنچ جائے اور اگر بالیاں نہ پہنے ہو تو تب بھی قصد کر کے سوراخوں میں پانی ڈال لے' ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل نہ ہو البتہ اگر انگوٹھی چھلے ڈھیلے ہوں کہ بغیر ہلائے بھی پانی پہنچ جائے تو ہلانا واجب نہیں لیکن ہلا لینا اب بھی مستحب ہے۔ ﴿مسئلہ ۱۰﴾ اگر ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوا جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھوڑا کر پانی ڈال لے اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹائے۔ ﴿مسئلہ ۱۱﴾ اگر ہاتھ پاؤں پھٹ گئے ہوں اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھری ہو تو اس کے اوپر پانی بہا لینا درست ہے۔ ﴿مسئلہ ۱۲﴾ کان اور ناک میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہیے پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ ﴿مسئلہ ۱۳﴾ اگر نہاتے وقت کلی نہیں کی لیکن منہ بھر کے پانی پی لیا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو بھی غسل ہو گیا' کیونکہ مطلب تو سارے منہ میں پانی پہنچ جانے سے ہے کلی کرے یا نہ کرے البتہ اگر ایسی طرح پانی پیے کہ سارے منہ بھر میں پانی نہ پہنچ سکے تو یہ پینا کافی نہیں ہے کلی کر لینا چاہیے۔

﴿مسئلہ ۱۴﴾ اگر بالوں میں یا ہاتھ پیروں میں تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھہرتا نہیں بلکہ پڑتے ہی ڈھک جاتا ہے تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے' جب سارے بدن پر سارے سر پر پانی ڈال لیا تو غسل ہو گیا۔ ﴿مسئلہ ۱۵﴾ اگر دانتوں کے بیچ میں ڈلی کا ٹکڑا پھنس گیا تو اس کو خلال سے نکال ڈالے اگر اس کی وجہ سے دانتوں کے بیچ میں پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ ﴿مسئلہ ۱۶﴾ اگر مسی کی دھڑی جمالی ہے تو اس کو چھڑا کر کلی کرے نہیں تو غسل نہ ہوگا۔ ﴿مسئلہ ۱۷﴾ کسی کی آنکھیں دکھتی ہیں اس لیے اس کی آنکھوں سے چیپڑ بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اس کو نہ چھڑائے گا تو اس کے نیچے آنکھ کے کونے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کا چھڑا ڈالنا واجب ہے بغیر اس کے چھڑائے نہ وضو ہے نہ غسل ❶ حدث اکبر ❷ سے پاک

❶ از حصہ اول ص ۴۶ تا ۴۹

❷ حصہ گیارہ ص ۱۳۔

ہونے کے لئے غسل فرض ہے اور حدث اکبر کے پیدا ہونے کے چار سبب ہیں' پہلا سبب خروج منی یعنی منی کا اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا خواہ سوتے میں یا جاگتے میں' بے ہوشی میں یا ہوش میں' جماع سے یا جماع کے بغیر یا کسی خیال وتصورت سے یا خاص حصہ کو حرکت دینے سے یا اور کسی طرح سے۔

﴿مسئلہ ۱۸﴾ اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تو بھی غسل فرض ہو جائے گا' مثلاً منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر اس نے خاص حصہ کے سوراخ کو بند کرلیا یا روئی وغیرہ رکھ لی' تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اس نے خاص حصہ کے سوراخ سے ہاتھ یا روئی ہٹالی اور منی بغیر شہوت خارج ہوگئی تو بھی غسل فرض ہو جائے گا۔

﴿مسئلہ ۱۹﴾ اگر کسی کے خاص حصہ سے کچھ منی نکلی اور اس نے غسل کرلیا اور غسل کے بعد دوبارہ بغیر شہوت کے منی نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا دوبارہ پھر غسل فرض ہے' بشرطیکہ یہ باقی منی سونے کے قبل یا پیشاب کرنے کے قبل یا چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے کے قبل نکلے مگر اس منی کے نکلنے سے پہلے اگر نماز پڑھ لی ہو تو وہ نماز درست رہے گی اس کا اعادہ لازم نہیں۔

﴿مسئلہ ۲۰﴾ کسی کے خاص حصہ سے پیشاب کے بعد منی نکلے تو اس پر بھی غسل واجب ہوگا' بشرطیکہ شہوت کے ساتھ ہو۔ ﴿مسئلہ ۲۱﴾ اگر کسی مرد یا عورت کو اپنے جسم یا کپڑے پر سو کر اٹھنے کے بعد تری معلوم ہو تو اس میں بہت سی صورتیں ہیں' منجملہ ان کے آٹھ صورتوں میں غسل فرض ہے (۱) یقین یا غالب گمان ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو (۲) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو (۳) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو (۴) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور احتلام یاد ہو (۵) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی اور احتلام یاد ہو (۶) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو (۷) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے یا مذی ہے اور احتلام یاد ہو (۸) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی اور احتلام یاد نہ ہو۔

﴿مسئلہ ۲۲﴾ اگر کسی شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اس کی منی خاص حصہ کے سوراخ سے باہر

نکل کر اس کھال کے اندر رہ جائے جو ختنہ میں کاٹ ڈالی جاتی ہے تو اس پر غسل واجب ہو جائے گا' اگر چہ منی اس کھال سے باہر نہ نکلی ہو' دوسرا سبب ایلاج یعنی کسی باشہوت مرد کے کسی خاص حصہ کا سر کسی زندہ عورت کے خاص حصہ میں یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشترکہ حصہ میں داخل ہونا خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا خنثی اور خواہ منی گرے یا نہ گرے اس صورت میں اگر دونوں میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں یعنی دونوں بالغ ہیں تو دونوں پر ورنہ جس میں پائی جاتی ہیں اس پر غسل فرض ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ ۲۳﴾ اگر عورت کمسن ہو مگر ایسی کمسن نہ ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے سے اس کے خاص حصہ اور مشترک حصہ کے مل جانے کا خوف ہو تو اس کے خاص حصہ میں مرد کے خاص حصہ کا سر داخل ہونے سے پر مرد پر غسل فرض ہو جائے گا' اگر وہ مرد بالغ ہے۔ ﴿مسئلہ ۲۴﴾ اگر کسی مرد کے خاص حصہ کا سر کٹ گیا ہو تو اس کے باقی جسم سے اس مقدار کا اعتبار کیا جائے گا' یعنی اگر بقیہ عضو سے بقدر حشفہ داخل ہو گیا تو غسل واجب ہو گا ورنہ نہیں۔ ﴿مسئلہ ۲۵﴾ اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائے گا' مگر احتیاط یہ ہے کہ جسم کی حرارت محسوس ہو یا نہ ہو غسل فرض ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ ۲۶﴾ اگر کوئی عورت شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی بے شہوت مرد یا جانور کے خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا اپنی انگلی کو داخل کرے تب بھی اس پر غسل فرض ہو جائے گا منی گرے یا نہ گرے یہ شارح کی رائے ہے اور اصل مذہب میں بدوں انزال غسل واجب نہیں' تیسرا سبب حیض سے پاک ہونا' چوتھا سبب نفاس سے پاک ہونا' ان کے مسائل بہشتی زیور میں گزر چکے ہیں۔

کنویں کے احکام

﴿مسئلہ﴾ جب کنویں میں کچھ نجاست گر پڑے تو کنوں ناپاک ہو جاتا ہے اور پانی کھینچ ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے چاہے تھوڑی نجاست گرے یا بہت سارا پانی نکالنا چاہیے جب سارا پانی نکل جائے تو پاک ہو جائے گا' اسی طرح رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے کنویں کے پاک ہونے سے آپ ہی آپ پاک ہو جائیں گے ان دونوں کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں۔

﴿فائدہ:﴾ سب پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ جائے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔

﴿مسئلہ﴾ کنویں میں کبوتر یا گوریا یعنی چڑیا کی بیٹ گرگئی تو نجس نہیں ہوا اور مرغی اور بطخ کی غلاظت سے نجس ہو جاتا ہے اور سارا پانی نکالنا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کتا' بلی گائے' بکری وغیرہ پیشاب کردے یا کوئی اور نجاست گرے تو سب پانی نکالا جائے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر آدمی یا کتا یا بکری یا اسی کے برابر کوئی اور جانور گر کر مر جائے تو سار پانی نکالا جائے اور اگر باہر مرے پھر کنویں میں گرے تب بھی یہی حکم ہے کہ سب پانی نکالا جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی جاندار چیز کنویں میں مر جائے' پھول جائے یا پھٹ جائے تو اس وقت بھی سارا پانی نکالا جائے چاہے چھوٹا جانور ہو چاہے بڑا' اگر چوہا یا گوریا مر کر پھول جائے یا پھٹ جائے تو سب پانی نکالنا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر چوہا یا چڑیا یا اسی کے برابر کوئی اور چیز گر کر مر گئی لیکن پھولی پھٹی نہیں تو بیس ڈول نکالنا واجب ہے اور تیس ڈول نکال ڈالیں تو بہتر ہے لیکن پہلے چوہا نکالیں پھر پانی نکالنا شروع کریں اگر چوہا نہ نکالا تو اس پانی نکالنے کا کچھ اعتبار نہیں' چوہا نکالنے کے بعد پھر اتنا ہی پانی نکالنا پڑے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو بیس ڈول نکالنا چاہئے اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے اور جس میں بہتا ہوا خون نہ ہوتا ہو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کبوتر' مرغی' بلی یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر جائے اور پھولے نہیں تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ ڈول نکال دینا بہتر ہے۔

﴿مسئلہ﴾ جس کنویں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اسی کے حساب سے نکالنا چاہئے اور اگر اتنے بڑے ڈول سے نکالا جس میں بہت پانی سماتا ہے تو اس کا حساب لگالینا چاہئے اگر اس میں دو ڈول پانی سماتا ہے تو دو ڈول سمجھیں اور اگر چار ڈول سماتا ہے تو چار ڈول سمجھنا چاہئے' خلاصہ یہ ہے کہ جتنے ڈول پانی اس میں آتا ہو اسی حساب سے کھینچا جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کنویں میں اتنا بڑا سوت ہے کہ سب پانی نہیں نکل سکتا جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے اس میں سے اور نکل آتا ہے' تو جتنا پانی اس میں اس وقت موجود ہے اندازہ کرکے اس قدر پانی نکال ڈالیں۔

﴿فائدہ:﴾ پانی کا اندازہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں' ایک یہ کہ مثلاً پانچ ہاتھ پانی ہے تو ایک دم لگاتار سوڈول پانی نکال کر دیکھو کہ کتنا پانی کم ہوا' اگر ایک ہاتھ کم ہوا ہو تو بس اسی سے حساب لگالو کہ سوڈول میں ایک ہاتھ پانی ٹوٹا تو پانچ ہاتھ پانچ سوڈول میں نکل جائے گا' دوسرے یہ کہ جن لوگوں کو پانی کی پہچان ہو اور اس کا اندازہ آتا ہو ایسے دو دین دار مسلمانوں سے اندازہ کرالو جتنا وہ کہیں نکلوا دو اور جہاں یہ دونوں باتیں مشکل معلوم ہوتی ہوں تین سوڈول نکلوالیں۔

﴿مسئلہ﴾ کنویں میں مرا ہوا چوہا یا کوئی اور جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کہ کب سے گرا ہے اور ابھی پھولا پھٹا بھی نہیں ہے تو جن لوگوں نے اس کنویں سے وضو کیا ہے ایک دن رات کی نمازیں دہرائیں اور جو اس پانی سے کپڑے دھوئے ہیں پھر ان کو دھونا چاہئے اور اگر پھول گیا ہے یا پھٹ گیا ہے تو تین رات دن کی نمازیں دہرانا چاہئے' البتہ جن لوگوں نے اس پانی سے وضو نہیں کیا ہے وہ نہ دہرائیں' یہ بات تو احتیاط کی ہے' ورنہ بعض عالموں نے یہ کہا ہے کہ جس وقت کنویں کا ناپاک ہونا معلوم ہوا ہے اسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے اس سے پہلے کی نماز وضو سب درست ہے' اگر کوئی اس پر عمل کرے تو بھی درست ہے۔

﴿مسئلہ﴾ جس کو نہانے کی ضرورت ہے وہ ڈول ڈھونڈنے کے واسطے کنویں میں اترا اور اس کے بدن اور کپڑے پر آلودگی نجاست نہیں ہے تو کنواں ناپاک نہیں ہوگا' ایسے ہی اگر کافر اترے اور اس کے کپڑے اور بدن نجاست نہ ہو تو اس وقت بھی کنواں پاک ہے البتہ اگر نجاست لگی ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور سب پانی نکالنا پڑے گا اور اگر شک ہو کہ کپڑا پاک ہے یا ناپاک پھر بھی کنواں پاک سمجھا جائے گا لیکن اگر دل کی تسلی کے لئے بیس یا تیں ڈول نکلوا دیں تو بھی کچھ حرج نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ کنویں میں بکری یا چوہا گر گیا اور زندہ نکل آیا تو پانی پاک ہے کچھ نہ نکالا جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ چوہے کو بلی نے پکڑا اور اس دانت لگنے سے زخمی ہو گیا پھر اس سے چھوٹ کر اسی طرح خون سے بھرا ہوا کنویں میں گر پڑا تو سارا پانی نکالا جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ چوہا تابدان سے نکل کر بھاگا اور اس کے بدن میں نجاست بھر گئی' پھر کنویں میں گر پڑا تو سارا پانی نکالا جائے چاہے چوہا کنویں میں مر جائے یا زندہ نکلے۔ ﴿مسئلہ﴾ چوہے کی

دم کٹ کرگر پڑی تو سارا پانی نکالا جائے اسی طرح وہ چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کی دم گرنے سے بھی سارا پانی نکالا جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے اگر وہ چیز باوجود کوشش کے نہ نکل سکے تو دیکھنا چاہئے کہ وہ چیز کیسی ہے اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود تو پاک ہوتی ہے لیکن ناپاکی لگنے سے ناپاک ہوگئی ہے جیسے ناپاک کپڑا' ناپاک گیند' ناپاک جوتا' پھر اس کا نکالنا معاف ہے ویسے ہی پانی نکال ڈالیں' اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود ناپاک ہے جیسے مردہ جانور چوہا وغیرہ تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہوگیا ہے اس وقت تک کنواں پاک نہیں ہوسکتا اور جب یہ یقین ہو جائے اس وقت سارا پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ جتنا پانی کنویں میں سے نکالنا ضروری ہے چاہے ایک دم سے نکالیں چاہے تھوڑا تھوڑا کئی دفعہ کر کے نکالیں ہر طرح پاک ہو جائے گا۔

جانوروں کے جھوٹے کا بیان [1]

﴿مسئلہ﴾ آدمی کا جھوٹا پاک ہے بددین ہو یا حیض سے ہو یا ناپاک ہو یا نفاس میں ہر حال میں پاک ہے اسی طرح پسینہ بھی ان سب کا پاک ہے البتہ اگر اس کے ہاتھ یا منہ میں کوئی ناپاکی لگی ہو تو اس سے وہ جھوٹا ناپاک ہو جائے گا۔

﴿مسئلہ﴾ کتے کا جھوٹا نجس ہے اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا' چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے تانبے وغیرہ کا' دھونے سے سب پاک ہو جاتا ہے' لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھوئے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھ بھی ڈالے کہ خوب صاف ہو جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ سور کا جھوٹا نجس ہے' اسی طرح شیر بھیڑیا بندر گیدڑ وغیرہ جتنے پھاڑ چیر کر کھانے والے جانور ہیں سب کا جھوٹا نجس ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ بلی کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن مکروہ ہے تو اور پانی ہوتے ہوئے اس سے وضو نہ کرے البتہ اگر کوئی اور پانی نہ ملے تو اس سے وضو کر لے۔ ﴿مسئلہ﴾ دودھ سالن وغیرہ میں بلی نے منہ ڈال دیا تو اگر اللہ نے سب کچھ زیادہ دیا ہو تو اسے نہ کھائے اور اگر غریب آدمی ہو تو کھا لے اس میں کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے

[1] حصہ اول ص ۵۶

بلکہ ایسے شخص کے واسطے مکروہ بھی نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر بلی نے چوہا کھایا اور فوراً آ کر برتن میں منہ ڈال دیا تو وہ نجس ہو جائے گا اور جو تھوڑی دیر ٹھہر کر منہ ڈالے کہ اپنا منہ زبان سے چاٹ چکی ہو تو نجس نہ ہوگا بلکہ مکروہ ہی رہے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ کھلی ہوئی مرغیاں جو اِدھر اُدھر گندی پلید چیزیں کھاتی پھرتی ہیں ان کا جھوٹا مکروہ ہے اور جو مرغی بند رہتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں بلکہ پاک ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ شکار کرنے والے پرندے جیسے شکرہ باز وغیرہ ان کا جھوٹا بھی مکروہ ہے' لیکن جو پالتو ہو اور مردار نہ کھاتا ہو اور نہ اس کی چونچ میں کسی نجاست کے لگے ہونے کا شبہ ہو تو اس کا جھوٹا پاک ہے۔

﴿مسئلہ﴾ حلال جانور جیسے مینڈھا' بکری' بھیڑ' گائے' بھینس' ہرنی وغیرہ اور حلال پرندے جیسے چڑیاں' مینا' طوطا' فاختہ' گوریا' ان سب کا جھوٹا پاک ہے اسی طرح گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جو چیزیں گھروں میں رہا کرتی ہیں' جیسے سانپ بچھو چوہا' چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر چوہا روٹی کتر کر کھا جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس جگہ سے ذرا سی توڑ ڈالے پھر کھائے۔

﴿مسئلہ﴾ گدھے اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن وضو ہونے میں شک ہے پس اگر کہیں فقط گدھے خچر کا جھوٹا پانی ملے اس کے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمّم بھی کرے چاہے پہلے وضو کرے یا چاہے پہلے تیمّم کرے دونوں اختیار ہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ جن جانوروں کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے اور جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا پسینہ بھی پاک ہے اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے ان کا پسینہ بھی مکروہ ہے اور گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے' کپڑے اور بدن پر لگ جائے تو دھونا واجب نہیں' لیکن دھوڈالنا بہتر ہے۔

﴿مسئلہ﴾ کسی نے بلی پالی اور وہ پاس آ کر بیٹھی ہے اور ہاتھ وغیرہ چاٹتی ہے تو جہاں چاٹے یا اس کا لعاب لگے اس کو دھو ڈالنا چاہئے اگر نہ دھویا یونہی رہنے دیا تو مکروہ اور برا کیا' غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت کے لئے مکروہ ہے جبکہ وہ جانتی ہو کہ یہ اس کا جھوٹا ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ (1)

---

(1) حصہ اول ص ۴۵ تا ۵۷

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ❶

﴿مسئلہ﴾ سوتے یا جاگتے میں جب جوانی کے جوش کے ساتھ منی نکل آئے تو غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے مرد کے ہاتھ لگانے سے نکلے یا فقط خیال اور دھیان کرنے سے نکلے یا اور کسی طرح سے نکلے ہر حال میں غسل واجب ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر آنکھ کھلی اور کپڑے یا بدن پر منی لگی ہوئی دیکھی تو غسل کرنا واجب ہے چاہے سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ تنبیہ: جوانی کے جوش کے وقت اول اول جو پانی نکلتا ہے اور اس کے نکلنے سے جوش زیادہ ہو جاتا ہے کم نہیں ہوتا اس کو مذی کہتے ہیں اور خوب مزا آ کر جب جی بھر جاتا ہے اس وقت جو نکلتا ہے اس کو منی کہتے ہیں اور پہچان ان دونوں کی یہی ہے کہ منی نکلنے کے بعد جی بھر جاتا ہے اور جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور مذی نکلنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے اور مذی پتلی ہوتی ہے اور منی گاڑھی ہوتی ہے سو فقط مذی نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سیپاری اندر چلی جائے اور چھپ جائے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے، مرد کی سیپاری آگے کی راہ میں گئی ہو تو بھی غسل واجب ہے چاہے کچھ بھی نہ نکلا ہو اور اگر پیچھے کی راہ میں گئی ہو پھر بھی غسل واجب ہے، لیکن پیچھے راہ میں کرنا اور کرانا بڑا گناہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ جو خون آگے کی راہ سے ہر مہینہ آیا کرتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں، جب یہ خون بند ہو جائے تو غسل کرنا واجب ہے اور جو خون بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں اس کے بند ہونے پر بھی غسل وجہ ہے، خلاصہ یہ ہے کہ چار چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے۔ (۱) جوش کے ساتھ منی نکلنا (۲) مرد کی سیپاری کا اندر چلا جانا (۳) حیض (۴) نفاس کے خون کا بند ہو جانا۔ ﴿مسئلہ﴾ چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی تو اس پر غسل واجب نہیں لیکن عادت ڈالنے کے لئے اس سے غسل کرانا چاہئے۔

﴿مسئلہ﴾ سوتے میں مرد کے پاس رہنے اور صحبت کرنے کا خواب دیکھا اور مزہ بھی آیا

❶ حصہ اول ص ۴۹

لیکن آنکھ کھلی تو دیکھا کہ منی نہیں نکلی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں البتہ اگر منی نکل آئی ہو تو غسل واجب ہے اور اگر کپڑے یا بدن پر کچھ بھیگا بھیگا معلوم ہو لیکن خیال یہ ہو کہ یہ مذی ہے منی نہیں ہے پھر بھی غسل کرنا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر تھوڑی سی منی نکلی اور غسل کر لیا پھر نہانے کے بعد اور منی نکل آئی تو پھر نہانا واجب ہے اور اگر نہانے کے بعد شوہر کی منی نکلی جو عورت کے اندر تھی تو غسل درست ہو گیا پھر نہانا واجب نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ بیماری کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے آپ ہی آپ منی نکل آئی مگر جوش اور خواہش بالکل نہ تھی تو غسل واجب نہیں البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ میاں بیوی دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے جب اٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سوتے میں خواب کا دیکھنا مرد کو یاد ہے نہ عورت کو تو احتیاط اس میں ہے کہ دونوں نہا لیں کیونکہ معلوم نہیں کہ یہ کس کی منی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جب کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جب کوئی مردے کو نہلائے تو نہانے کے بعد غسل کر لینا مستحب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس پر نہانا واجب ہے وہ اگر نہانے سے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے اپنے ہاتھ اور منہ دھو لے۔ اور کلی کر لے پھر کھائے پیئے اور اگر بے ہاتھ منہ دھوئے کھا پی لے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جن کو نہانے کی ضرورت ہے ان کو قرآن مجید کا چھونا اور اس کا پڑھنا اور مسجد میں جانا جائز نہیں اور اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور کلمہ پڑھنا اور درود شریف پڑھنا جائز ہے اس قسم کے مسئلوں کو ہم انشاء اللہ حیض کے بیان میں اچھی طرح سے بیان کریں گے وہاں دیکھ لینا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ تفسیر کی کتابوں کو بے نہائے اور بے وضو کیے چھونا مکروہ ہے اور ترجمہ دار قرآن مجید کو چھونا بالکل حرام ہے۔

جن [1] صورتوں میں غسل واجب ہے

(۱) اگر کوئی کافر اسلام لائے اور حالت کفر میں اس کو حدث اکبر ہوا اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا ہو تو اس پر بعد اسلام لانے کے نہانا واجب ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے اور اسے پہلا احتلام ہو تو اس پر

[1] از حصہ نمبر ۱۱ بہشتی گوہر ص ۱۶

احتیاطاً غسل واجب ہے اور اس کے بعد جو احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر کے بعد محتلم ہو تو اس پر غسل فرض ہے۔

(۳) مسلمان مردے کی لاش کو نہلانا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔

جن ❶ صورتوں میں غسل فرض نہیں

﴿مسئلہ﴾ منی اگر اپنی جگہ سے بشہوت جدا نہ ہو تو اگرچہ خاص حصہ سے باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا' مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا اونچے سے گر پڑا کسی نے اس کو مارا اور صدمہ سے اس کی منی بغیر شہوت کے نکل آئی تو غسل فرض نہ ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی مرد کسی کمسن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا' بشرطیکہ منی نہ گرے اور وہ عورت اس قدر کمسن ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصے اور مشترک حصے کے مل جانے کا خوف ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اور جماع کی لذت اس کی وجہ سے محسوس نہ ہو مگر احوط یہ ہے کہ غیبت حشفہ سے غسل واجب ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کا جزو سر حشفہ کی مقدار سے کم داخل کرے تو بھی غسل فرض نہ ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ مذی اور ودی نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ ﴿مسئلہ﴾ استحاضہ سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی شخص کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس پر اس منی کے نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔

﴿مسئلہ﴾ سو کر اٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھے تو ان صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا۔ (۱) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو (۲) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی اور احتلام یاد نہ ہو (۳) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی اور احتلام یاد نہ ہو (۴'۵) یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہے اور احتلام یاد ہو یا نہ ہو (۶) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی اور احتلام یاد نہ ہو' ہاں پہلی' دوسری اور چھٹی صورت میں احتیاطاً غسل کر لینا واجب ہے اگر غسل نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی اور سخت گناہ ہوگا' کیونکہ اس میں امام یوسفؒ اور طرفین کا اختلاف ہے'

❶ از حصہ ۱۱ بہشتی گوہر ص ۱۵

امام ابو یوسفؒ نے غسل واجب نہیں کہا اور طرفین نے واجب کہا ہے فتویٰ طرفین کے قول پر ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جتنا (عمل) کے مشترک حصہ میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص خواب میں اپنی منی گرتے ہوئے دیکھے اور منی گرنے کی لذت بھی اس کو محسوس ہو مگر کپڑوں پر تری یا کوئی اور اثر معلوم نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔

جن صورتوں میں غسل سنت ہے

(۱) جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہے۔ (۲) عیدین کے دن بعد فجر ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جس پر عیدین کی نماز واجب ہے۔ (۳) حج یا عمرے کے احرام کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔ (۴) حج کرنے والے کو عرفہ کے دن زوال کے بعد غسل کرنا سنت ہے۔

جن صورتوں میں غسل کرنا مستحب ہے

(۱) اسلام لانے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے اگر حدث اکبر سے پاک ہو (۲) کوئی عورت جب پندرہ برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جائے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے (۳) پچھنے لگوانے کے بعد اور جنون اور مستی اور بے ہوشی دفع ہو جانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے (۴) مردے کو نہلانے کے بعد نہلانے والوں کو غسل کرنا مستحب ہے (۵) شب برات یعنی شعبان کی پندرھویں رات کو غسل کرنا مستحب ہے (۶) لیلۃ القدر کی راتوں میں اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جس کو لیلۃ القدر معلوم ہوئی ہو (۷) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے (۸) مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لئے دسویں تاریخ کی صبح طلوع فجر کے بعد غسل مستحب ہے (۹) طواف زیارت کے لئے غسل مستحب ہے (۱۰) کنکری پھینکنے کے وقت غسل مستحب ہے (۱۱) کسوف اور خسوف اور استسقاء کی نمازوں کے لئے غسل مستحب ہے (۱۲) خوف اور مصیبت کی نماز کے لئے غسل مستحب ہے

(۱۳) کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لئے غسل مستحب ہے (۱۴) سفر سے واپس آنے والے کو غسل مستحب ہے جب وہ اپنے وطن پہنچ جائے (۱۵) مجلس عامہ میں جانے کے لئے اور نئے کپڑے پہننے کے لئے غسل مستحب ہے (۱۶) جس کو قتل کیا جاتا ہے اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

کس پانی سے وضو کرنا اور نہانا درست ہے

﴿مسئلہ﴾ آسمان سے برسے ہوئے پانی اور ندی نالے چشمے اور کنویں تالاب اور دریاؤں کے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے چاہے میٹھا پانی ہو یا کھاری۔

﴿مسئلہ﴾ کسی پھل یا درخت یا پتوں سے نچوڑے ہوئے عرق سے وضو کرنا درست نہیں، اسی طرح جو پانی تربوز سے نکلتا ہے اس سے اور گنے وغیرہ کے رس سے وضو اور غسل درست نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس پانی میں کوئی اور چیز مل گئی یا پانی میں کوئی چیز پکالی گئی اور ایسا ہو گیا کہ اب بول چال میں اس کو پانی نہیں کہتے بلکہ اس کا کچھ اور نام ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں، جیسے شربت، شیرا، اور شوربہ اور سرکہ اور گلاب اور عرق گاؤزبان وغیرہ کہ ان سے وضو درست نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس پانی میں کوئی پاک چیز پڑ گئی اور پانی کے رنگ یا مزہ یا بو میں کچھ فرق آ گیا لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی نہ پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا، جیسے کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوئی ہوتی ہے یا پانی میں زعفران پڑ گیا ہو اور اس کا بہت خفیف سا رنگ آ گیا ہو یا صابن پڑ گیا یا اسی طرح کی کوئی چیز پڑ گئی تو ان سب صورتوں میں وضو اور غسل درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی اس سے رنگ یا مزہ وغیرہ بدلا تو اس پانی سے وضو درست نہیں، البتہ اگر ایسی چیز پکائی گئی جس سے میل کچیل خوب صاف ہو جاتا ہے اور اس کے پکانے سے پانی گاڑھا نہ ہوا تو اس صورت سے وضو درست ہے جیسے کہ مردہ نہلانے کے لئے بیری کی پتیاں پکاتے ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں البتہ اگر اتنی زیادہ ڈال دیں کہ پانی گاڑھا ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ کپڑا رنگنے کے لئے زعفران گھولا یا پڑیا گھولی تو اس سے وضو درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر پانی میں دودھ مل گیا تو اگر دودھ کا رنگ اچھی طرح سے پانی میں آ گیا تو وضو درست نہیں اور اگر دودھ

بہت کم تھا کہ رنگ نہیں آیا تو وضو درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک اس سے وضو کرے فقط اس وہم پر نہ چھوڑے کہ شاید نجس ہو' اگر اس کے ہوتے ہوئے تیمّم کرے گا تو تیمّم نہ ہوگا۔

﴿مسئلہ﴾ کسی کنویں وغیرہ میں درخت کے پتے گر پڑے اور پانی میں بدبو آنے لگی اور رنگ اور مزہ بھی بدل گیا تو بھی اس سے وضو درست ہے جب تک کہ پانی اس طرح پتلا باقی رہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس پانی میں نجاست پڑ جائے اس سے وضو غسل کچھ بھی درست نہیں چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت البتہ اگر بہتا ہوا پانی ہو تو وہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے رنگ یا مزے یا بو میں فرق نہ آئے اور جب نجاست کی وجہ سے رنگ یا مزہ بدل گیا یا بو آنے لگی تو بہتا ہوا پانی بھی نجس ہو جائے گا اس سے وضو درست نہیں اور پانی گھاس تنکے' پتے کو بہا لے جائے وہ بہتا پانی ہے چاہے کتنا ہی آہستہ آہستہ بہتا ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ بڑا بھاری حوض جو دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چلو سے پانی اٹھائیں تو زمین نہ کھلے یہ بھی بہتے ہوئے پانی کی مثل ہے ایسے حوض کو دہ دردہ کہتے ہیں اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جائے جو پڑ جانے کے بعد دکھائی نہیں دیتی جیسے پیشاب' خون' شراب وغیرہ تو چاروں طرف وضو کرنا درست ہے جدھر چاہے وضو کرے اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو دکھائی دیتی ہے جیسے مردہ کتا تو جدھر پڑا ہو اس طرف وضو نہ کرے اس کے سوا اور جس طرف چاہے کرے البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ رنگ یا مزہ بدل جائے یا بدبو آنے لگے تو نجس ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر بیس ہاتھ لمبا یا پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو وہ حوض بھی دہ دردہ کے مثل ہے۔

﴿مسئلہ﴾ چھت پر نجاست پڑی ہے اور پانی برسا اور پرنالہ چلا' تو اگر آدھی یا آدھی سے زیادہ چھت ناپاک ہے تو وہ پانی نجس ہے اور اگر چھت آدھی سے زیادہ پاک ہے تو وہ پانی پاک ہے اور نجاست پرنالے کے پاس ہی ہو اور اتنی ہو کہ سب پانی اس سے مل کر آتا ہو تو وہ پانی نجس ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر پانی آہستہ آہستہ بہتا ہو تو بہت جلدی جلدی وضو نہ کرے تاکہ جو دھوون گرتا ہے وہ ہی ہاتھ میں آ جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ دہ دردہ حوض میں جہاں دھوون گرا ہے

اگر وہیں سے پھر پانی اٹھالے تو بھی جائز ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی کافر یا لڑکا بچہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈالدے تو پانی نجس نہیں ہوتا البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جائے گا لیکن چونکہ چھوٹے بچے کا کچھ اعتبار نہیں اس لئے جب تک کوئی اور پانی ملے اس کے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس پانی میں ایسی جاندار چیز مر جائے جس کے بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو پانی نجس نہیں ہوتا' جیسے مچھر مکھی بھڑ تتیا' بچھو' شہد کی مکھی یا اسی قسم کی اور جو چیز ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ جس چیز کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی ہی میں رہا کرتی ہو اس کے مر جانے سے پانی خراب نہیں ہوتا پاک رہتا ہے جیسے مچھلی' مینڈک' کچھوا' کیکڑا وغیرہ اور اگر پانی کے سوا اور کسی چیز میں مر جائے جیسے سرکہ' شیرہ' دودھ وغیرہ تو وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا اور خشکی کا مینڈک اور پانی کا مینڈک دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نہ اس کے مرنے سے پانی نجس ہوتا ہے اور نہ اس کے مرنے سے' لیکن اگر خشکی کے کسی مینڈک میں خون ہوتا ہو تو اس کے مرنے سے پانی وغیرہ جو چیز ہو ناپاک ہو جائے گی۔ فائدہ: دریائی مینڈک کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں جھلی لگی ہوتی ہے اور خشکی کے مینڈک کی انگلیاں الگ الگ ہوتی ہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ جو چیز پانی میں رہتی ہو لیکن اس کی پیدائش پانی کی نہ ہو اس کے مر جانے سے پانی خراب و نجس ہوتا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جیسے بطخ اور مرغابی' اسی طرح اگر مینڈک مر کر پانی میں گر پڑے تو بھی نجس ہوتا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مینڈک' کچھوا وغیرہ اگر پانی میں مر کر بالکل گل جائے اور ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں مل جائے تو بھی پانی پاک ہے لیکن اس کا پینا اور اس سے کھانا پکانا درست نہیں البتہ وضو اور غسل اس سے کر سکتے ہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ دھوپ کے جلے ہوئے پانی سے سفید داغ ہو جانے کا خطرہ ہے اس لئے اس سے وضو اور غسل نہ کرنا چاہئے۔

﴿مسئلہ﴾ مردار کی کھال کو جب دھوپ میں سکھا ڈالیں یا کچھ دوا لگا کر درست کر لیں کہ پانی مر جائے اور رکھنے سے خراب نہ ہو تو پاک ہو جاتی ہے' اس پر نماز پڑھنا درست ہے اور مشک وغیرہ بنا کر اس میں پانی رکھنا بھی درست ہے لیکن سور کی کھال پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں' مگر آدمی کی کھال سے کوئی کام لینا اور برتنا بہت گناہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ کتا' بندر' بلی' شیر وغیرہ جن کی کھال بنانے سے پاک ہو جاتی ہے۔بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے چاہے بنائی ہو یا بے بنائی ہو البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور ان کا کھانا بھی درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ مردار کے بال اور سینگ اور ہڈی اور دانت یہ سب چیزیں پاک ہیں اگر پانی میں پڑ جائیں تو نجس نہ ہو گا' البتہ اگر ہڈی اور دانت وغیرہ پر اس مردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہو تو وہ نجس ہے اور پانی بھی نجس ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ آدمی کی بھی ہڈی اور بال پاک ہیں لیکن ان کو برتنا اور کام میں لانا جائز نہیں بلکہ عزت سے کسی جگہ گاڑ دینا چاہئے۔

جوان ❶ ہونے کا بیان

﴿مسئلہ﴾ جب کسی لڑکی کو حیض آ گیا یا ابھی تک کوئی حیض تو نہیں آیا لیکن اس کے پیٹ رہ گیا یا پیٹ بھی نہیں رہا لیکن خواب میں مرد سے صحبت کراتے دیکھا اور اس سے مزہ آیا اور منی نکل آیا' ان تینوں صورتوں میں وہ جوان ہوگئی' روزہ نماز وغیرہ شریعت کے سب حکم احکام اس پر لگائے جائیں گے اگر ان تینوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں پائی گئی لیکن اس کی عمر پورے پندرہ برس کی ہو چکی ہے تب بھی وہ جوان سمجھی جائے گی اور جو حکم جوانوں پر لگائے جاتے ہیں اب اس پر بھی لگائے جائیں گے۔

﴿مسئلہ﴾ جوان ہونے کو شریعت میں بالغ ہونا کہتے ہیں نو برس سے پہلے کوئی عورت جوان نہیں ہو سکتی' اگر اس کو خون بھی آئے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے جس کا حکم اگلے صفحہ پر بیان ہو گا۔

حیض اور استحاضہ کا بیان

﴿مسئلہ﴾ ہر مہینے میں آگے کی راہ سے جو معمولی خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔
﴿مسئلہ﴾ کم سے کم حیض کی مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس رات ہے' کسی کو تین دن تین رات سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے کہ کسی

❶ حصہ دوم ص ۵۳

بیماری کی سے وجہ ایسا ہو گیا ہے' اور اگر دس دن سے زیادہ خون آیا اور اتوار کو شام کے وقت بعد مغرب بند ہو گیا تب بھی یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر تین دن تو ہو گئے لیکن تین راتیں نہیں ہوئیں جیسے جمعہ کو صبح سے خون آیا اور اتوار کو شام کے وقت بعد مغرب بند ہو گیا تب بھی یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے' اگر تین دن رات سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں جیسے جمعہ کو سورج نکلتے وقت خون آیا اور دوشنبہ کو سورج نکلنے سے ذرا پہلے بند ہو گیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ حیض کی مدت کے اندر سرخ' زرد' سبز' خاکی یعنی مٹیالہ' سیاہ جو رنگ آئے سب حیض ہے' جب تک گدی بالکل سپید نہ دکھائی دے اور جب گدی بالکل سفید رہے جیسی کہ رکھی گئی تھی تو اب حیض سے پاک ہوگئی۔ ﴿مسئلہ﴾ نو برس سے پہلے اور پچپن برس کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا اس لئے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آئے وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے اور اگر پچپن برس کے بعد کچھ نکلے تو اگر خون خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے' اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے البتہ اگر اس عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا سبز خاکی رنگ کا خون آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض سمجھے جائیں گے اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کو ہمیشہ تین دن یا چار دن خون آتا تھا پھر کسی مہینے میں زیادہ آ گیا لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا وہ سب حیض ہے باقی سب استحاضہ ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ہمیشہ تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں نو دن یا دس دن رات خون آیا تو یہ سب حیض ہے اور اگر دس دن رات سے ایک لحظہ بھی زیادہ خون آئے تو وہی تین دن حیض کے ہیں اور باقی دنوں کا سب استحاضہ ہے ان دنوں کی نمازیں قضا پڑھنا واجب ہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ ایک عورت ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی سات دن اسی طرح بدلتا رہتا ہے کبھی دس دن بھی آ جاتا ہے تو یہ سب حیض ہے ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آئے تو دیکھو کہ اس سے پہلے مہینہ میں کتنے دن حیض آیا تھا بس اتنے ہی دن حیض کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کو ہمیشہ چار دن حیض آتا تھا' پھر ایک مہینہ میں پانچ دن خون آیا اس کے بعد دوسرے مہینہ میں پندرہ دن خون آیا تو ان پندرہ دنوں میں سے پانچ دن حیض کے ہیں اور

دس دن استحاضہ ہے اور پہلی رات کا اعتبار نہ کریں اور یہ سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی اور پانچ دن کی عادت ہوگئی۔

﴿مسئلہ﴾ کسی کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور اس کو اپنی پہلی عادت بالکل یاد نہیں کہ پہلے مہینے میں کتنے دن خون آیا تھا' تو اس کے مسئلے بہت باریک ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور ایسا اتفاق بھی کم پڑتا ہے اس لئے ہم اس کا حکم بیان نہیں کرتے اگر کبھی ضرورت پڑے تو کسی بڑے عالم سے پوچھ لینا چاہیے اور کسی ایسے ویسے معمولی مولوی سے ہرگز نہ پوچھے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی لڑکی نے پہلے پہل خون دیکھا تو اگر دس دن یا اس سے کچھ کم آئے سب حیض ہے اور جو دس دن سے زیادہ آئے تو پورے دس دن حیض ہے اور جتنا زیادہ ہو وہ سب استحاضہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی نے پہلے پہل خون دیکھا اور وہ کسی طرح بند نہیں ہوا کئی مہینہ تک برابر آتا رہا تو جس دن خون آیا ہے اس دن سے لیکر دس دن رات حیض ہے اور اس کے بعد بیس دن استحاضہ ہے اسی طرح برابر دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ دو حیض کے درمیان میں پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں' سو اگر کسی وجہ سے کسی کو حیض آنا بند ہو جائے تو جتنے مہینہ تک خون نہ آئے گا پاک رہے گی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کو تین دن رات خون آیا پھر پندرہ دن تک پاک رہی پھر تین دن رات خون آیا تو تین دن پہلے کے اور تین دن یہ جو پندرہ دن کے بعد ہیں حیض کے ہیں اور بیچ میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اور اگر ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہی ہے' ادھر ادھر ایک یا دو دن جو خون آیا ہے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا اول سے آخر تک برابر خون جاری رہا' سو جتنے دن حیض آنے کی عادت ہو اتنے دن تو حیض کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے' مثال اس کی یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینہ کی پہلی اور دوسری اور تیسری تاریخ حیض آنے کا معمول ہے پھر کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ خون آیا' پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ سولہ دن گویا برابر خون آیا' سو اس میں سے تین دن اول کے تو حیض

کے ہیں اور تیرہ دن استحاضہ ہے' اور اگر چوتھی پانچویں' چھٹی تاریخ حیض کی عادت تھی تو یہی تاریخیں حیض کی ہیں اور تین دن اول کے اور دس دن بعد کے استحاضہ کے ہیں اور اگر اس کی کچھ عادت نہ ہو بلکہ پہلے پہل خون آیا ہو تو دس دن حیض ہے اور چھ دن استحاضہ ہے۔
﴿مسئلہ﴾ حمل کے زمانہ میں جو خون آئے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے چاہے جتنے دن آئے۔ ﴿مسئلہ﴾ بچہ پیدا ہونے کے وقت بچہ نکلنے سے پہلے جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے بلکہ جب تک بچہ آدھے سے زیادہ نہ نکل آئے اس وقت تک جو خون آئے گا اس کو استحاضہ کہیں گے۔

حیض کے احکام ❶

﴿مسئلہ﴾ حیض کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی' لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا پاک ہونے کے بعد قضا رکھنی پڑے گی۔

﴿مسئلہ﴾ اگر فرض نماز پڑھنے میں حیض آ گیا تو وہ نماز بھی معاف ہوگئی پاک ہونے کے بعد اس کی قضا نہ پڑھے اور اگر نفل یا سنت میں حیض آ گیا تو اس کی قضا پڑھنی پڑے گی اور اگر آدھے روزہ کے بعد حیض آیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا جب پاک ہو تو قضا رکھے' اگر نفلی روزہ میں حیض آ جائے تو اس کی بھی قضا رکھے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تب بھی معاف ہوگئی۔ ﴿مسئلہ﴾ حیض کے زمانہ میں مرد کے پاس رہنا یعنی صحبت کرانا درست نہیں اور صحبت کے علاوہ اور سب باتیں درست ہیں جن میں عورت کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کا جسم مرد کے کسی عضو سے مس نہ ہو یعنی ساتھ کھانا پینا' لیٹنا وغیرہ درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کی عادت پانچ دن کی یا نو دن کی تھی سو جتنے دن کی عادت ہو اتنے ہی دن خون آیا پھر بند ہو گیا تو جب تک نہانہ لے اس وقت تک صحبت کرنا درست نہیں اور اگر غسل نہ کرے تو جب ایک نماز کا وقت گزر جائے کہ ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو

---

❶ حصہ دوم ص ۴۸

جائے تب صحبت درست ہے اس سے پہلے درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن آ کر بند ہو گیا تو نہا کر نماز پڑھنا واجب ہے لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہولیں اس وقت تک صحبت کرنا درست نہیں کہ شاید پھر خون آ جائے۔

﴿مسئلہ﴾ اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا تو جب سے خون بند ہو جائے اسی وقت سے صحبت کرنا درست ہے چاہے نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر ایک یا دو دن خون آ کر بند ہو گیا تو نہانا واجب نہیں ہے وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں، اگر پندرہ دن گزرنے سے پہلے خون آ جائے تو اب معلوم ہو گا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا، حساب سے جتنے دن حیض کے ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گزر گئے اور خون نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ استحاضہ تھا، سو ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کی قضا پڑھنا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے نہ نماز پڑھے، اگر پورے دس دن رات یا اس سے کم میں خون بند ہو جائے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں کچھ قضا نہ پڑھنا پڑے گی اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی اس لئے یہ سب حیض کے ہوں گے اور اگر گیارھویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض فقط تین ہی دن تھے یہ سب استحاضہ ہے، بس گیارھویں دن نہائے اور سات دن کے نمازیں قضا پڑھے اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے نہا دھو ڈالے تو نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی اور قضا پڑھنی پڑے گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو وہ نماز معاف ہے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ اور اگر پورے دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا بس اتنا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو واجب ہو جاتی ہے اس کی قضا پڑھنا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر رمضان شریف

میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں' شام تک روزہ داروں کی طرح سے رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ داروں میں شمار نہ ہوگا' بلکہ اس کی بھی قضا رکھنی پڑھے گی۔ ﴿مسئلہ﴾ اور رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا تو اگر اتنی ذرا سی رات باقی ہو جس میں ایک دفعہ اللہ اکبر بھی نہ کہہ سکے' پھر بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر دس دن سے کم حیض آیا تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ پھرتی سے غسل تو کرلے گی' لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی اللہ اکبر نہ کہہ پائے گی تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے اگر اتنی رات تو تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ کی نیت کرلے اور صبح کو نہالے اور اگر اس سے بھی کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کو روزہ جائز نہیں ہے لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں ہے بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے پھر اس کی قضا رکھے۔ ﴿مسئلہ﴾ جب خون سوراخ سے باہر کی کھال میں نکل آئے اس وقت حیض شروع ہو جاتا ہے' اس کھال سے باہر چاہے نکلے یا نہ نکلے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو اگر کوئی سوراخ کے اندر روئی وغیرہ رکھ لے جس سے خون باہر نہ نکلنے پائے تو جب تک سوراخ کے اندر ہی اندر خون رہے اور باہر والی روئی وغیرہ پر خون کا دھبہ نہ آئے اس وقت تک حیض کا حکم نہ لگائیں گے' جب خون کا دھبہ باہر والی کھال پر آ جائے یا روئی وغیرہ کو کھینچ کر باہر نکال لے اس وقت سے حیض کا حساب ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ پاک عورت نے فرج داخل میں گدی رکھ لی تھی' جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبہ دیکھا تو جس وقت سے دھبہ دیکھا ہے اسی وقت سے حیض کا حکم لگائیں گے۔

استحاضہ (1) اور معذور کے احکام

﴿مسئلہ﴾ استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کے نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو' ایسی عورت نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے قضا نہ کرنا چاہئے اور اس سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔

﴿مسئلہ﴾ جس کو استحاضہ ہو یا ایسی نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا کوئی ایسا

---

(1) استحاضہ کے احکام بالکل معذور کے احکام کی طرح ہیں اسی وجہ سے دونوں کے احکام مشترک بیان کئے گئے ہیں۔ از حصہ دوم ص ۵۰ و حصہ دوم ص ۴۵۔

زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے کوئی ساعت بہنا بند نہیں ہوتا یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اتنا وقت نہیں ملتا کہ طہارت سے نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو معذور کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے جب تک وقت رہے گا اس وقت تک اس کا وضو باقی رہے گا البتہ جس بیماری میں وہ مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات پائی جائے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو جاتا رہے گا اور پھر سے کرنا پڑے گا اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کس طرح بند نہیں ہوتی یا کسی عورت کو استحاضہ ہوا اور اس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت رہے گا نکسیر یا استحاضہ کے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا البتہ اگر پاخانہ پیشاب گئی یا سوئی چبھ گئی اس سے خون نکل پڑا تو وضو جاتا رہے پھر وضو کرے جب یہ وقت چلا گیا دوسری نماز کا وقت آ گیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہئے اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور اس وضو سے فرض نفل جو نماز چاہئے پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر فجر کے وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتا دوسرا وضو کرنا چاہئے اور جب آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے ظہر کے وقت نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب عصر کا وقت آئے گا اس وقت نیا وضو کرنا پڑے گا' ہاں اگر کسی اور وجہ سے وضو ٹوٹ جائے تو یہ اور بات ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کے ایسا زخم تھا کہ ہر دم بہا کرتا تھا اس نے وضو کیا پھر دوسرا زخم پیدا ہو گیا اور بہنے لگا تو وضو ٹوٹ گیا' پھر سے وضو کرے۔

﴿مسئلہ﴾ آدمی معذور جب بنتا ہے اور یہ حکم اس وقت لگاتے ہیں کہ پورا ایک وقت اسی طرح گزر جائے کہ خون برابر بہا کرے اور اتنا بھی وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز طہارت سے پڑھ سکے اگر اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت سے نماز پڑھ سکتا ہے تو اس کو معذور نہ کہیں گے اور جو حکم ابھی بیان ہوا ہے اس پر نہ لگائیں گے البتہ جب پورا ایک وقت اسی طرح گزر گیا کہ اس کو طہارت سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا تو یہ معذور ہو گیا' اب اس کا وہی حکم ہے کہ ہر وقت نیا وضو کر لیا کرے' پھر جب دوسرا وقت آئے تو اس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط نہیں ہے' بلکہ وقت بھر میں اگر ایک دفعہ بھی خون آ جایا کرے اور سارے وقت بند رہے تو بھی معذوری

باقی رہے گی' ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گزر جائے جس میں خون بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہا' اب اس کا حکم یہ ہے کہ جتنی دفعہ خون نکلے گا وضوٹوٹ جائے گا خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ ﴿مسئلہ ا﴾ ظہر کا وقت کچھ ہو گیا تھا اس وقت زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو اخیر وقت تک انتظار کرے اگر بند ہو جائے تو خیر نہیں تو وضو کر کے نماز پڑھ لے' پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسی طرح بہا گیا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہ ملی تو اب عصر کا وقت گزرنے کے بعد معذور ہونے کا حکم لگائیں گے اور اگر عصر کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں ہے' جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھیں وہ سب درست نہیں ہوئیں' پھر سے پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ ایسی معذور عورت نے پیشاب پاخانہ یا ہوا کے نکلنے کی وجہ سے وضو کیا اور جس وقت وضو کیا تھا' اس وقت خون بند تھا جب وضو کر چکی تب خون آیا تو اس خون کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا' البتہ جو وضو نکسیر استحاضہ کے سبب کیا ہے خاص وہ وضو نکسیر استحاضہ کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر یہ خون وغیرہ کپڑے پر لگ جائے تو دیکھو اگر ایسا ہو کہ نماز ختم کرنے سے پہلے ہی پھر لگ جائے گا تو اس کا دھونا واجب نہیں اور اگر یہ معلوم ہو کہ اتنی جلدی نہ بھرے گا بلکہ نماز طہارت سے ادا ہو جائے گی تو دھو ڈالنا واجب ہے اگر ایک روپے سے بڑھ جائے تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔

نفاس ❶ کا بیان

﴿مسئلہ﴾ بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں زیادہ سے زیادہ نفاس کے چالیس دن ہیں اور کم کی کوئی حد نہیں' اگر کسی کو ایک آدھ گھڑی آکر خون بند ہو جائے تو وہ بھی نفاس ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آئے تب بھی جننے کے بعد نہانا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا' اس وقت جو خون آئے وہ بھی نفاس ہے' اگر آدھے سے کم نکلا تھا اس وقت خون آیا تو وہ استحاضہ ہے اگر

❶ حصہ دوم ص ۶۱

ہوش وحواس باقی ہوں تو اس وقت بھی نماز پڑھے نہیں تو گنہگار ہوگی نہ ہو سکے تو اشارہ ہی سے پڑھے قضا نہ کرے لیکن اگر نماز پڑھنے سے بچہ کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہو تو نماز نہ پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ کسی کا حمل گر گیا تو اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے کے بعد جو خون آئے گا وہ بھی نفاس ہے اور اگر بالکل نہیں بنا بس گوشت ہی گوشت ہے تو یہ نفاس نہیں پس اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہے اور اگر حیض بھی نہ بن سکے مثلاً تین دن سے کم آئے یا پاکی کا زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر پہلے پہل یہی بچہ ہوا تھا' تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جتنا زیادہ آیا ہے وہ استحاضہ ہے بس چالیس دن کے بعد نہا ڈالے اور نماز پڑھنا شروع کرے خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے اور اگر یہ بچہ پہلا نہیں بلکہ اس سے پہلے جن چکی ہے اور اس کی عادت معلوم ہے کہ اتنے دن نفاس آتا ہے تو جتنے دن نفاس کی عادت ہو اتنے دن نفاس کے ہیں اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے لیکن تیس دن گزر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہائے اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو فقط تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی استحاضہ ہے اس لئے اب فوراً غسل کر ڈالے اور دس دن کی نمازیں قضا پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر چالیس دن سے پہلے خون نفاس کا بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کرے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمّم کر کے نماز شروع کرے ہرگز کوئی نماز قضا نہ ہونے دے۔

﴿مسئلہ﴾ نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ معاف نہیں بلکہ اس کی قضا رکھنی چاہئے اور روزہ ونماز اور صحبت کرنے کے یہاں بھی وہی مسئلے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر چھ مہینے کے اندر آگے پیچھے دو بچے ہوں تو نفاس کی مدت پہلے بچے سے لی جائے گی اور اگر دوسرا بچہ دس بیس دن یا دو ایک مہینہ کے بعد ہوا تو دوسرا بچے سے نفاس کا حساب نہ کریں گے۔

نفاس وحیض وغیرہ کے احکام کا بیان

﴿مسئلہ﴾ جو عورت حیض سے ہو یا نفاس سے ہو اور جس پر نہانا واجب ہو اس کو مسجد میں جانا اور کعبہ شریف کا طواف کرنا اور کلام مجید کا پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا درست نہیں البتہ اگر کلام مجید جزدان میں یا رومال میں لپٹا ہو یا اس پر کپڑے وغیرہ کی چولی چڑھی ہوئی ہو اور جلد کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہو بلکہ الگ ہو کر اتارنے سے اتر سکے تو اس حال میں قرآن مجید کا چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس کا وضو نہ ہو اس کو بھی کلام مجید کا چھونا درست نہیں البتہ زبانی پڑھنا درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس روپیہ یا پیسہ میں یا طشتری میں یا تعویذ میں یا کسی اور چیز میں قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی ہو اس کو بھی چھونا ان لوگوں کے لئے درست نہیں البتہ اگر کسی تھیلی یا برتن وغیرہ میں رکھے ہوں تو اس تھیلی اور برتن کو چھونا اور اٹھانا درست ہے۔

﴿مسئلہ﴾ کرتے کے دامن اور دوپٹہ کے آنچل سے بھی قرآن مجید کا پکڑنا اور اٹھانا درست نہیں البتہ اگر بدن سے الگ کوئی کپڑا ہو جیسے رومال وغیرہ اس سے پکڑ کر اٹھانا جائز ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا ذرا لفظ یا آدھی آیت پڑھے تو درست ہے لیکن وہ آدھی آیت اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی سی آیت کے برابر ہو جائے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر الحمد کی پوری سورہ دعا کی نیت سے پڑھے یا اور دعائیں جو قرآن حکیم میں آئی ہیں ان کو دعا کی نیت سے پڑھے تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو درست ہے اس میں کچھ گناہ نہیں ہے جیسے یہ دعا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اور یہ دعا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا، آخر تک جو سورہ بقرہ کے اخیر میں لکھی ہے یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہو دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ دعائے قنوت کا پڑھنا بھی درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی عورت لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھاتی ہو تو ایسی حالت میں ہجے لگوانا درست ہے اور رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک ایک دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے اور کاٹ کاٹ کر آیت کا رواں کہلائے۔ ﴿مسئلہ﴾ کلمہ اور درود شریف پڑھنا اور خدا تعالیٰ کا نام لینا،

استغفار پڑھنا یا اور کوئی وظیفہ پڑھنا جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھنا منع نہیں ہے' یہ سب درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ حیض کے زمانہ میں مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ اللہ کر لیا کرے تا کہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جائے اور پاک ہونے کے بعد نماز سے جی گھبرائے نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کو نہانے کی ضرورت تھی اور ابھی نہانے نہ پائی تھی کہ حیض آ گیا تو اب اس پر نہانا واجب نہیں بلکہ جب حیض سے پاک ہو اس وقت نہائے' ایک ہی غسل دونوں باتوں کی طرف سے ہو جائے گا۔

حدث ❶ اکبر کے احکام

﴿مسئلہ﴾ جب کسی پر غسل فرض ہو اس کو مسجد میں داخل ہونا حرام ہے ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے مثلاً کسی کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہے اور دوسرا کوئی راستہ اس کے نکلنے کا اس کے سوا نہ ہو وہاں کے سوا دوسری جگہ رہ سکتا ہو تو اس کو مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے یا کسی مسجد میں پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض ہو اور اس کے سوا کہیں پانی نہ ہو تو اس مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ عید گاہ میں اور مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ عید گاہ میں اور مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ حیض ونفاس کی حالت میں عورت کی ناف اور زانو کے درمیان کے جسم کو دیکھنا یا اس سے اپنے جسم کو ملانا جب کوئی کپڑا درمیان میں نہ ہو اور جماع کرنا حرام ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ حیض ونفاس کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا اور جھوٹا پانی وغیرہ پینا اور اس سے لیٹ کر سونا اور اس کی ناف اور ناف ❷ کے اوپر اور زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگرچہ کپڑا درمیان میں نہ ہو اور ناف اور زانو کے درمیان کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے بلکہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔

---

❶ یعنی بے غسل ہونے کے احکام۔

❷ زانو کے چھونے اور اس سے بدن ملانے کو عام فقہاء نے تو جائز کہا ہے مگر شامی نے اس کے عورت ہونے کی وجہ سے تامل کیا ہے مگر یہ تامل تو جمیع بدن میں ہے کیونکہ عورت کا سارا جسم عورت ہے اور ماتحت زانو میں ساق بھی داخل ہے کیونکہ ساق محررہ عورت ہے لہذا راجح قول جمہور کا ہے۔ (از حصہ یازدہم ص ۱۹)

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی مرد سو کر اٹھنے کے بعد اپنے خاص عضو پر تری دیکھے اور سونے کے قبل اس کے خاص حصہ کو ایستادگی ہو تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا اور وہ تری مذی سمجھی جائے گی بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو اور اس تری کے منی ہونے کا غالب گمان نہ ہو اور اگر ران وغیرہ یا کپڑوں پر بھی تری ہو تو غسل بہر حال واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر دو مرد یا دو عورتیں یا ایک مرد یا ایک عورت ایک ہی بستر پر لیٹیں اور سو کر اٹھنے کے بعد اس بستر پر منی کا نشان پایا جائے اور کسی طریقہ سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کس کی منی ہے اور نہ اس بستر پر ان سے پہلے کوئی اور سویا ہو تو اس صورت میں دونوں پر غسل فرض ہوگا' اور اگر ان سے پہلے کوئی اور شخص بستر پر سو چکا ہے اور منی خشک ہے تو دونوں صورتوں میں کسی پر غسل فرض نہ ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی پر غسل فرض ہوا اور پردہ کی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے۔ اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے بھی نہانا واجب ہے اور مرد کو عورتوں کے سامنے اور عورتوں کو مردوں کے سامنے نہانا حرام ہے بلکہ تیمّم کرے۔

حدث اصغر کے احکام

﴿مسئلہ﴾ قرآن مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کو چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اس موقع کو چھوئے جس میں آیت لکھی ہے یا اس موقع کو جو سادہ ہے اور اگر پورا قرآن نہ ہو بلکہ کسی کاغذ یا کپڑے یا جھلی وغیرہ پر قرآن کی ایک پوری آیت لکھی ہوئی ہو باقی حصہ سادہ ہو تو سادہ جگہ کا چھونا جائز ہے جب کہ آیت پر ہاتھ نہ لگے۔ ﴿مسئلہ﴾ قرآن مجید کا لکھنا مکروہ نہیں بشرطیکہ لکھے ہوئے کو ہاتھ نہ لگائے' گو خالی مقام کو چھوئے مگر امام محمدؒ کے نزدیک خالی مقام کو بھی چھونا جائز نہیں اور یہی احوط ہے' پہلا قول امام ابو یوسفؒ کا ہے اور یہی اختلاف مسئلہ سابق میں بھی ہے اور یہ حکم جب ہے کہ قرآن شریف اور سیپاروں کے علاوہ کسی کاغذ یا کپڑے وغیرہ میں کوئی آیت لکھی ہو اور اس کا کچھ حصہ سادہ بھی ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ ایک آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں اگر کتاب وغیرہ میں لکھے اور قرآن شریف میں ایک آیت سے کم کا لکھنا بھی جائز نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ قرآن مجید کے سوا اور آسمانی کتابوں مثل توریت وانجیل وزبور وغیرہ کے بے وضو

صرف اس مقام کو چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو' سارے مقام کا چھونا مکروہ نہیں' اور یہی حکم قرآن مجید کی منسوخ التلاوت آیتوں کا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو لیکن وہ عضو متعین نہ ہو' تو ایسی صورتوں میں شک دفع کرنے کے لئے بائیں پیر کو دھوئے اسی طرح اگر وضو کے درمیان کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی حالت میں اخیر عضو کو دھوئے مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھو ڈالے' یہ اس وقت ہے جب کبھی کبھی شبہ ہوتا ہو' اور اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اس شبہ کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔

﴿مسئلہ﴾ مسجد کے فرش پر وضو کرنا درست نہیں ہاں اگر اس طرح وضو کرے کہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرنے پائے تو خیر اس میں اکثر جگہ بے احتیاطی ہوتی ہے کہ وضو ایسے موقع پر کیا جاتا ہے کہ وضو کا پانی مسجد کے فرش پر بھی گرتا ہے۔

پاکی ناپاکی کے بعض مسائل

﴿مسئلہ﴾ غلہ گاہنے کے وقت جب اس پر بیلوں کو چلاتے ہیں اگر بیل غلہ پر پیشاب کردیں تو ضرورت کی وجہ سے وہ معاف ہے یعنی غلہ اس سے ناپاک نہ ہوگا اور اگر اس وقت کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائے گا اس لئے کہ یہاں ضرورت نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ کافر کھانے کی شے جو بناتے ہیں اس کو اور اسی طرح ان کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے تاوقتیکہ اس کا ناپاک ہونا کسی دلیل یا قرینہ سے معلوم نہ ہو۔

﴿مسئلہ﴾ بعض لوگ شیر وغیرہ کی چربی استعمال کرتے ہیں اور اس کو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں ہاں اگر طبیب حاذق دیندار کی یہ رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوا چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک درست ہے لیکن نماز کے وقت اس کو پاک کرنا ضروری ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ بدن یا کپڑے میں نجاست کا اثر معلوم نہ ہو' فتویٰ اسی پر ہے' باقی احتیاط یہ ہے کہ جس شخص کی بازار اور راستوں میں زیادہ آمدورفت نہ ہو وہ اس کے لگنے سے بدن اور کپڑے پاک کرلیا کرے چاہے ناپاکی کا اثر بھی محسوس نہ ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ نجاست اگر جلائی جائے تو اس کا دھواں پاک ہے وہ اگر جم

جائے اور اس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک ہے جیسے نوشادر کو کہتے ہیں کہ نجاست کے دھوئیں سے بنتا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ نجاست کے اوپر جو گرد وغبار ہو وہ پاک ہے بشرطیکہ نجاست کی تری نے اس میں اثر کر کے اس کو تر نہ کر دیا ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ نجاستوں سے جو بخارات اٹھیں وہ پاک ہیں پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں لیکن ان کا کھانا درست نہیں' اگر ان میں جان پڑ گئی ہو اور گولر وغیرہ سب پھلوں کے کیڑوں کا یہی حکم ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کھانے کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں' جیسے گوشت حلوہ وغیرہ مگر نقصان کے خیال سے کھانا درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ مشک اور اس کا نافہ ❶ پاک ہے اور اسی طرح عنبر وغیرہ۔

﴿مسئلہ﴾ سوتے میں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔

﴿مسئلہ﴾ گندا انڈا حلال جانور کا پاک ہے بشرطیکہ ٹوٹا نہ ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ سانپ کی کیچلی ناپاک ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جائے وہ نجس ہے خواہ وہ پانی پہلی دفع کا ہو یا دوسری دفع کا یا تیسری دفع کا لیکن ان پانیوں میں اتنا فرق ہے۔ کہ اگر پہلی دفع کا پانی کسی کپڑے میں لگ جائے تو یہ کپڑا تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا' اور اگر تیسری دفعہ کا لگ جائے تو صرف دو دفعہ دھونے سے پاک ہوگا' اور اگر تیسری دفعہ کا لگ جائے تو ایک ہی دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ مردہ انسان جس پانی سے نہلایا جائے وہ پانی نجس ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ سانپ کی کھال نجس ہے یعنی وہ جو اس کے بدن پر لگی ہوئی ہے کیونکہ کیچلی پاک ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مردہ انسان کے منہ کا لعاب نجس ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اکہرے کپڑے میں ایک طرف مقدار کافی سے کم نجاست لگے اور دوسری طرف سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو لیکن دونوں کا مجموعہ اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ کم ہی سمجھی جائے گی اور معاف ہوگی ہاں اگر کپڑا دوہرا ہو یا دو کپڑوں کو ملا کر اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائے گی اور معاف نہ ہوگی۔ ﴿مسئلہ﴾ دودھ دوہتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر بقدر ایک دو مینگنی کے گر جائے تو معاف ہے بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے اگر دودھ دوہنے کے بعد گر جائیں گی تو ناپاک ہو جائے

❶ ہرن کے اندر جس جگہ مشک نکلتا ہے اسے نافہ کہتے ہیں۔

گا۔ ﴿مسئلہ﴾ چار پانچ سال کا لڑکا جو وضو نہیں سمجھتا وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو یہ پانی مستعمل نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ پاک کپڑا برتن اور نیز دوسری پاک چیزیں جس پانی سے دھوئی جائیں اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی گاڑھا نہ ہو جائے اور محاورے میں اس کو ماء مطلق یعنی صرف پانی کہتے ہیں اور اگر برتن وغیرہ میں کھانے پینے کی چیز لگی ہو تو ان کے دھوون سے وضو اور غسل کے جواز کی شرط یہ ہے کہ پانی کے تین وصفوں میں سے دو وصف باقی ہوں گو ایک وصف بدل گیا ہو اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے اور وضو اور غسل اس سے درست نہیں ہاں ایسے پانی سے نجاست دھونا درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ زمزم کے پانی سے بے وضو کو وضو نہ کرنا چاہئے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی حاجت ہو اس سے غسل نہ کرے اور اس سے ناپاک چیزوں کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے ہاں اگر مجبوری ہو کہ پانی ایک میل سے پہلے نہ مل سکے اور ضروری طہارت کسی اور طرح سے بھی حاصل نہ ہو سکتی ہو تو یہ سب باتیں زمزم کے پانی سے جائز ہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ عورت کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو غسل اور وضو نہ کرنا چاہئے' گو ہمارے نزدیک اس سے وضو وغیرہ جائز ہے مگر امام احمدؒ کے نزدیک جائز نہیں اور اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جن مقاموں پر خدا تعالیٰ کا عذاب کسی قوم پر آیا ہو جیسے ثمود اور عاد کی قوم' اس مقام کے پانی سے وضو اور غسل نہ کرنا چاہئے' مثل مسئلہ بالا کے اس میں بھی اختلاف ہے مگر یہاں بھی اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے اور بدرجہ مجبوری اس کا بھی حکم وہی ہے جو زمزم کے پانی کا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ تنور اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جائے گا بشرطیکہ گرم ہونے کے بعد نجاست کا اثر نہ رہے۔ ﴿مسئلہ﴾ ناپاک زمین پر مٹی وغیرہ ڈال کر نجاست چھپا دی جائے اس طرح کی نجاست کی بو نہ آئے تو مٹی کا اوپر کا حصہ پاک ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ ناپاک تیل یا چربی کا صابن بنا لیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ فصد کے مقام پر یا کسی اور عضو کو جو خون پیپ کے نکلنے سے نجس ہو گیا ہو اور دھونا نقصان کرتا ہو تو صرف تر کپڑے سے پونچھ دینا کافی ہے اور آرام ہونے کے بعد بھی اس جگہ کا دھونا ضروری نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ ناپاک رنگ اگر جسم میں یا کپڑے میں

لگ جائے یا بال اس ناپاک رنگ سے رنگین ہو جائیں تو صرف اس قدر دھونا کہ پانی صاف نکلنے لگے کافی ہے اگرچہ رنگ دور نہ ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر ٹوٹے ہوئے دانت کو جو ٹوٹ کر علیحدہ ہوگیا ہو اس کی جگہ پر رکھ کر جما دیا جائے خواہ پاک چیز سے یا ناپاک چیز سے' اور اسی طرح اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کے بدلے کوئی ناپاک ہڈی رکھ دی جائے یا کسی زخم میں کوئی ناپاک چیز بھر دی جائے اور وہ اچھا ہو جائے تو اس کو نکالنا نہ چاہئے بلکہ وہ خود بخود پاک ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی ایسی ناپاک چیز کو جو چکنی ہو جیسے تیل' گھی مردار کی چربی اگر کسی چیز میں لگ جائے اور اس قدر دھوئی جائے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہو جائے گی اگرچہ اس ناپاک چیز کی چکناہٹ باقی ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ ناپاک چیز پانی میں گرے اور اس کے گرنے سے چھینٹیں اڑ کر کسی پر جا پڑیں تو وہ پاک ہیں بشرطیکہ اس نجاست کا کچھ اثر ان چھینٹوں میں نہ ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ دوہرا کپڑا یا روئی کا کپڑا اگر ایک جانب سے نجس ہو جائے اور ایک جانب پاک ہو تو کل ناپاک سمجھا جائے گا' نماز اس پر درست نہیں بشرطیکہ ناپاک جانب کا ناپاک حصہ نمازی کے کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے کی جگہ ہو اور دونوں کپڑے باہم سلے ہوئے ہوں اور اگر سلے ہوئے نہ ہوں تو پھر ایک کے ناپاک ہونے سے دوسرا ناپاک نہ ہوگا بلکہ دوسرے پر نماز درست ہے بشرطیکہ اوپر کا کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ اس میں سے نیچے کی نجاست کا رنگ اور بو ظاہر نہ ہوتی ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ مرغی یا اور کوئی پرند پیٹ چاک کرنے اور اس کی آلائش نکالنے سے پہلے پانی میں جوش دی جائے جیسا کہ آج کل انگریزوں اور ان کے ہم منش ہندوستانیوں کا دستور ہے تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہوسکتی۔ ﴿مسئلہ﴾ چاند یا سورج کی طرف پاخانہ یا پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے نہر اور تالاب وغیرہ کے کنارے پر پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ نجاست اس میں نہ گرے اور اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہو اور اسی طرح پھل پھول والے درخت کے نیچے' جاڑوں میں جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھتے ہوں' جانوروں کے درمیان میں مسجد اور عیدگاہ کے اس قدر قریب جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہو' قبرستان میں ایسی جگہ جہاں لوگ وضو اور غسل کرتے ہوں' راستے میں اور ہوا کے رخ پر' سوارخ میں' راستے کے قریب اور قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہ تحریمی ہے' حاصل یہ ہے کہ ایسی

جگہ جہاں لوگ اٹھتے بیٹھے ہوں اور انکو تکلیف ہوتی ہو اور ایسی جگہ جہاں سے نجاست بہ کر اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔

وضو کرنے کا طریقہ

وضو کرنے والے کو چاہئے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے کہ چھینٹیں اڑ کر اوپر نہ پڑیں اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ کہے اور سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے پھر تین دفعہ کلی کرے کہ سب میل کچیل جاتا رہے' اگر روزہ دار نہ ہوتو غرارہ کر کے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچائے اور اگر روزہ ہوتو غرارہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جائے پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے لیکن جس کا روزہ ہے وہ جتنی دور تک نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی لے جائے' پھر تین دفعہ منہ دھوئے سر کے بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور اس کان کی لو سے اس کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے کہیں سوکھا نہ رہے' پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے اور انگوٹھی چھلا چوڑی جو کچھ ہاتھوں میں پہنے ہو' ہلا لے کہیں سوکھا نہ رہ جائے' پھر ایک دفعہ سارے سر کا مسح کرے پھر کان کا مسح کرے' اندر کی طرف کا' کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کی طرف کا انگوٹھوں سے مسح کرے' پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے لیکن گلے کا مسح نہ کرے کہ یہ برا اور منع ہے' کان کے مسح کے لئے نئے پانی کے لینے کی ضرورت نہیں ہے' اور تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت دھوئے پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا پر ختم کرے یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا' جیسے پہلے بے وضو تھا اب بھی بے وضو رہے گا' ایسی چیزوں کو فرض کہتے ہیں اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے' اگر

کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے ایسی چیزوں کو سنت کہتے ہیں اور بعض چیزیں ایسی ہیں جن کے کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا اور شرع میں ان کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے اور ایسی باتوں کو مستحب کہتے ہیں۔

وضو کے فرائض

﴿مسئلہ﴾ وضو میں فرض فقط چار چیزیں ہیں ایک مرتبہ سارا منہ دھونا' ایک ایک دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا' ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا' ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا بس فرض اتنا ہی ہے اس میں سے اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی یا کوئی جگہ بال برابر بھی سوکھی رہ جائے گی تو وضو نہ ہوگا۔

وضو کی سنتیں:

﴿مسئلہ﴾ پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھونا اور بسم اللہ کہنا کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا' مسواک کرنا' سارے سر کا مسح کرنا' ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا' کانوں کا مسح کرنا' ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا' یہ سب باتیں سنت ہیں اور اس کے سوا جو اور باتیں ہیں وہ سب مستحب ہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ جب یہ چار عضو جن کا دھونا فرض ہے دھل جائیں گے تو وضو ہو جائے گا چاہے وضو کا قصد ہو یا نہ ہو جیسے کوئی نہاتے وقت سارے بدن پر پانی بہا لے اور وضو نہ کرے یا حوض میں گر پڑے یا پانی برستے میں باہر کھڑا ہو جائے اور وضو کے یہ اعضا دھل جائیں تو وضو ہو جائے گا لیکن ثواب وضو کا نہ ملے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ سنت یہی ہے کہ اس طرح سے وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اگر کوئی الٹا وضو کرے کہ پہلے پاؤں دھو ڈالے اور پھر مسح کرے پھر دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھو ڈالے یا اور کسی طرح الٹ پلٹ کر کے وضو کرے تو بھی وضو ہو جاتا ہے لیکن سنت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور گناہ کا خوف ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اسی طرح اگر بایاں ہاتھ بایاں پاؤں پہلے دھویا تب بھی وضو ہو گیا لیکن مستحب کے خلاف ہے ﴿مسئلہ﴾ ایک عضو کو دھو کر دوسرے عضو کے دھونے میں اتنی دیر نہ لگائے کہ پہلا

عضو سوکھ جائے بلکہ اس کے سوکھنے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھوڈالے اگر پہلا عضو سوکھ گیا پھر دوسرا عضو دھویا تو وضو ہو جائے گا' لیکن یہ بات سنت کے خلاف ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ ہر عضو کے دھوتے وقت یہ بھی سنت ہے کہ اس پر ہاتھ بھی پھیر لے تا کہ کوئی جگہ سوکھی نہ رہے سب جگہ پانی پہنچ جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ وقت آنے سے پہلے ہی وضو نماز کا سامان اور تیاری کرنا بہتر ہے اور مستحب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جب تک کوئی مجبوری نہ ہو خود اپنے ہاتھ سے وضو کرے کسی اور سے پانی نہ ڈلوائے اور وضو کرنے میں دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے بلکہ ہر عضو کے دھوتے وقت بسم اللہ اور کلمہ پڑھا کرے اور پانی کتنا ہی فراغت کا کیوں نہ ہو چاہے دریا کے کنارے پر ہو لیکن پھر بھی پانی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور نہ پانی میں بہت کمی کرے کہ اچھی طرح دھونے میں وقت ہو' نہ کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے اور منہ دھوتے وقت پانی کا چھینٹا زور سے بند نہ کرے کہ یہ سب باتیں مکروہ اور منع ہیں' اگر آنکھ یا منہ زور سے بند کیا اور پلک اور ہونٹ پر کچھ سوکھا رہ گیا یا آنکھ کے کوے میں پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔

﴿مسئلہ﴾ انگوٹھی' چھلے' چوڑی' کنگن وغیرہ اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی ان کے نیچے پانی پہنچ جائے تب بھی ان کا ہلا لینا مستحب ہے اور اگر ایسے تنگ ہوں کہ بغیر ہلائے پانی نہ پہنچنے کا گمان ہو تو ان کو ہلا کر اچھی طرح پانی پہنچا دینا ضروری اور واجب ہے نتھ کا بھی یہی حکم ہے' اگر سوراخ ڈھیلا ہے اس وقت تو ہلانا مستحب ہے اور اگر تنگ ہو کہ بے پھرائے اور ہلائے پانی نہ پہنچے گا' تو منہ دھوتے وقت گھما کر اور ہلا کر پانی اندر پہنچانا واجب ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا ہو اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا لے اور پھر سے پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کے ماتھے پر افشاں چنی ہو اور اوپر اوپر سے پانی بہا لے کہ افشاں نہ چھوٹنے پائے تو وضو نہیں ہوتا' ماتھے کا سب گوند چھڑا کر منہ دھونا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ جب وضو کر چکو تو سورہ انا انزلنا اور یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الَّذِيْنَ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

تحیۃ الوضوٗ اور دیگر مسائل

﴿مسئلہ﴾ جب وضو کر چکے تو بہتر ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے' اس نماز کو جو وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے تحیۃ الوضو کہتے ہیں' حدیث شریف میں اس کا بڑا ثواب آیا ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر ایک وقت وضو کیا تھا پھر دوسرا وقت آ گیا اور ابھی وضو نہیں ٹوٹا ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر تازہ وضو کرے تو بہت ثواب ملتا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جب ایک دفعہ وضو کر لیا اور ابھی وہ ٹوٹا نہیں تو جب تک اس وضو سے کوئی عبادت نہ کر لے اس وقت تک دوسرا وضو کرنا مکروہ اور منع ہے اگر نہاتے وقت کسی نے وضو کیا تو اسی وضو سے نماز پڑھنا چاہئے' بغیر اس کے ٹوٹے دوسرا وضو نہ کرے ہاں اگر کم سے کم دو رکعت نماز اس وضو سے پڑھ چکا ہو تو دوسرا وضو کرنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کے ہاتھ یا پاؤں پھٹ گئے اور اس میں موم روغن یا کوئی دوا بھری (اور اس کے نکالنے سے ضرر ہو گا) تو اس کے نکالے بغیر اوپر ہی اوپر پانی بہا دیا تو وضو درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ وضو کرتے وقت ایڑی پر یا کسی اور جگہ پانی نہیں پہنچا اور جب وضو ہو چکا جب معلوم ہوا کہ فلانی جگہ سوکھی ہے تو وہاں بھی فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے' بلکہ پانی بہانا چاہئے۔ مسئلہ﴾ اگر ہاتھ یا پاؤں وغیرہ میں کوئی پھوڑا ہے یا کوئی اور ایسی بیماری ہے کہ اس پر پانی ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے تو پانی نہ ڈالے وضو کرتے وقت صرف بھیگا ہاتھ پھیرے لے اس کو مسح کہتے ہیں اور اگر یہ بھی نقصان کرے تو ہاتھ بھی نہ پھیرے اتنی جگہ چھوڑ دے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنے سے نقصان ہو یا پٹی کھولنے باندھنے میں بڑی دقت اور تکلیف ہو تو پٹی کے اوپر مسح کر لینا درست ہے' اگر ایسا نہ ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست نہیں پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنا چاہئے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر پوری پٹی کے نیچے زخم نہیں ہے تو اگر پٹی کو کھول کر زخم کو چھوڑ کر اور سب جگہ دھو سکے تو دھونا چاہئے اور اگر پٹی نہ کھول سکے تو ساری پٹی پر مسح کر لے جہاں زخم ہے وہاں بھی اور جہاں زخم نہیں ہے وہاں بھی۔ ﴿مسئلہ﴾ ہڈی کے ٹوٹ جانے کے وقت جو بانس کی کھپیاں رکھ کر ٹکھٹی بنا کر باندھتے ہیں اس کا بھی وہی حکم ہے جب تک ٹکھٹی نہ کھول سکے ٹکھٹی

کے اوپر ہاتھ پھیر لیا کرے اور فصد کی پٹی کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر زخم کے اوپر مسح نہ کر سکے تو پٹی کھول کر کپڑے کی گدی پر مسح کرے اور اگر کوئی کھولنے باندھنے والا نہ ملے تو پٹی ہی پر مسح کرے۔ ﴿مسئلہ﴾ ٹکھٹی اور پٹی وغیرہ میں بہتر تو یہ ہے کہ ساری ٹکھٹی پر مسح کرے اور اگر ساری پر نہ کرے بلکہ آدھی سے زائد پر کرے تو بھی جائز ہے۔ اگر فقط آدھی یا آدھی سے کم پر کرے تو جائز نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر ٹکھٹی یا پٹی کھل کر گر پڑے اور زخم ابھی اچھا نہیں ہوا تو پھر باندھ لے اور وہی پہلا مسح باقی ہے پھر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اگر زخم اچھا ہو گیا ہے کہ اب باندھنے کی ضرورت نہیں ہے تو مسح ٹوٹ گیا' اب اتنی جگہ دھو کر نماز پڑھے اور سارا وضو دہرانا ضروری نہیں ہے۔

﴿مسئلہ﴾ ڈاڑھی ❶ کا خلال کرے اور تین بار منہ دھونے کے بعد خلال کر لے اور تین بار سے زیادہ خلال نہ کرے۔

﴿مسئلہ﴾ جو سطح رخسارہ اور کان کے درمیان ہے اس کا دھونا فرض ہے خواہ ڈاڑھی نکلی ہو یا نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ ٹھوڑی کا دھونا فرض ہے...... بشرطیکہ ڈاڑھی کے بال اس پر نہ ہوں یا ہوں تو اس قدر کم ہوں کہ کھال نظر آئے۔ ﴿مسئلہ﴾ ہونٹ کا جو حصہ بند ہونے کے بعد دکھائی دیتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ ڈاڑھی یا مونچھ یا بھوں اگر اس قدر گھنی ہوں کہ کھال نظر نہ آئے تو اس کھال کا دھونا جو اس سے چھپی ہوئی ہے فرض نہیں ہے بلکہ وہ بال ہی کھال کے قائم مقام ہیں ان پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ بھویں یا ڈاڑھی یا مونچھیں اگر اس قدر گھنی ہوں کہ اس کے نیچے کی جلد چھپ جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اس قدر بالوں کا دھونا واجب ہے جو حد چہرہ کے اندر ہیں باقی بال جو حد مذکورہ سے آگے بڑھ گئے ہوں ان کا دھونا واجب نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی شخص کے مشترک حصہ کا کوئی جزو باہر نکل آئے جس کو ہمارے عرف میں کانچ نکلنا کہتے ہیں تو اس سے وضو جاتا رہے گا خواہ وہ اندر خود بخود چلا جائے یا کسی لکڑی' کپڑے' ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ سے پہنچایا جائے۔

﴿مسئلہ﴾ منی اگر بغیر شہوت خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا' مثلاً کسی نے کوئی بوجھ اٹھایا

❶ حصہ ۱۱ ص ۱۲

یا کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اس صدمہ سے منی بغیر شہوت خارج ہوگئی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کے حواس میں خلل ہو جائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہنچا ہو تو وضو نہ جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز میں اگر کوئی شخص سو جائے اور سونے کی حالت میں قہقہہ لگائے تو وضو نہ جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ جنازے کی نماز اور تلاوت کے سجدہ میں قہقہ لگانے سے وضو نہیں جاتا بالغ ہو یا نابالغ۔ (از حصہ اول ص ۴۹)

وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان ❶

﴿مسئلہ﴾ پاخانہ پیشاب اور ہوا جو پیچھے سے نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے البتہ اگر اگے کی راہ سے ہوا نکلے جیسا کہ کبھی بیماری سے ایسا ہو جاتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر آگے یا پیچھے سے کوئی کیڑا جیسے کینچوا یا کنکری وغیرہ نکلے تو بھی وضو ٹوٹ گیا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کے کوئی زخم ہو اس میں سے جو کیڑا نکلا یا کان سے نکلا یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کر گر پڑا اور خون نہین نکلا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی نے فصد لی یا نکسیر پھوٹی یا چوٹ لگی اور خون نکل آیا یا پھوڑے پھنسی سے یا بدن بھر میں اور کہیں سے خون نکلا یا پیپ نکلی تو وضو جاتا رہا' البتہ اگر زخم کے منہ پر ہی رہے زخم کے منہ سے آگے نہ بڑھے تو وضو نہیں گیا اور اگر کسی کے سوئی چبھ گئی اور خون نکل آیا لیکن بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور جو ذرا بھی بہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی نے ناک سنکی اور اس میں سے جمے ہوئے خون کی پھٹکیاں نکلیں تو وضو نہیں گیا۔ وضو جب ٹوٹتا ہے کہ پتلا خون نکلے اور بہہ پڑے سو اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر جب اس کو نکالا تو انگلی میں خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے' لیکن بہتا نہیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ ٹوٹ گیا یا خود اس نے توڑ دیا اور اس کا پانی بہ کر آنکھ میں تو پھیل گیا لیکن آنکھ سے باہر نہیں نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا اور اگر آنکھ کے باہر پانی نکل پڑا تو وضو ٹوٹ گیا' اسی طرح اگر کان کے اندر دانہ ہو اور ٹوٹ جائے تو جب تک خون پیپ سوراخ کے اندر اس جگہ تک رہے

❶ از حصہ اول ص ۴۹

جہاں پانی پہنچانا غسل کرتے وقت فرض نہیں ہے اس وقت تک وضو نہیں جاتا اور جب ایسی جگہ پر آ جائے جہاں پانی پہنچانا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا نوچ ڈالا اور اس کے نیچے سے خون یا پیپ دکھائی دینے لگا لیکن وہ خون پیپ اپنی جگہ پر ٹھہرا ہے کسی طرف نکل کر بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کے پھوڑے میں بہت بڑا گہرا گھاؤ ہو گیا تو جب تک خون پیپ اس گھاؤ کے سوراخ کے اندر ہی اندر رہے باہر نکل کر بدن پر نہ آئے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر پھوڑے پھنسی کا خون آپ سے نہیں نکلا بلکہ اس نے دبا کے نکالا ہے تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا' جب کہ وہ خون بہہ جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کے زخم سے ذرا ذرا خون نکلنے لگا اس نے اس پر مٹی ڈال دی یا کپڑے سے پونچھ لیا' پھر ذرا سا نکلا' پھر اس نے پھونچھ ڈالا اسی طرح کئی دفعہ کیا اور خون بہنے نہ پایا تو دل میں سوچے ایسا معلوم ہو کہ اگر پونچھا نہ جاتا تو بہہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر ایسا ہو کہ پونچھا نہ جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کے تھوک میں خون معلوم ہوا تو اگر تھوک میں خون بہت کم ہے اور تھوک کا رنگ سفیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں گیا اور اگر خون زیادہ یا برابر ہے اور رنگ سرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر دانت سے کوئی چیز کاٹی اور اس چیز پر خون کا دھبہ معلوم ہوا یا دانت میں خلال کیا اور خلال میں خون کی سرخی دکھائی دی لیکن تھوک میں بالکل خون کا رنگ نہیں معلوم ہوتا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی نے جونک لگوائی اور جونک میں اتنا خون بھر گیا کہ اگر بیچ سے کاٹ دو تو خون بہہ پڑے تو وضو جاتا رہے اور جو اتنا نہ پیا ہو کہ بلکہ بہت کم پیا ہو تو وضو نہیں ٹوٹا' اور مچھر یا مکھی یا کھٹمل نے خون پیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کے کان میں درد ہوتا ہے اور پانی نکلا کرتا ہے تو یہ پانی جو کان سے بہتا ہے نجس ہے' اگر چہ کچھ پھوڑا پھنسی معلوم نہ ہوتی ہو پس اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا' جب کان کے سوراخ سے نکل کر اس جگہ تک آ جائے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے اسی طرح اگر ناک سے پانی نکلے اور درد بھی ہوتا ہو تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا ایسے ہی اگر آنکھیں دکھتی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر آنکھیں نہ دکھتی ہوں نہ اس میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو

نکلنے سے وضونہیں ٹوٹتا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے اس سے وضو جاتا رہے گا اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہ ٹوٹے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر قے ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت گرے تو اگر منہ بھر قے ہوئی ہوتو وضوٹوٹ گیا اور منہ بھر قے نہیں ہوئی تو وضونہیں ٹوٹا اور منہ بھر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مشکل سے منہ میں رکے اور اگر قے میں نرا بلغم گرا تو وضونہیں گیا چاہے جتنا ہو منہ بھر ہو یا چاہے نہ ہو سب کا ایک حکم ہے اور اگر قے میں خون گرے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضوٹوٹ جائے گا چاہے کم ہو چاہے زیادہ منہ بھر ہو یا نہ ہو اور اگر جما ہوا ٹکڑے ٹکڑے گرے اور منہ بھر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کم ہو تو وضو نہ جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں گرتی تو منہ بھر ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضوٹوٹ گیا اور اگر ایک ہی متلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی دفعہ کی متلی جاتی رہی تھی اور جی اچھا ہو گیا تھا پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی سی قے ہوگئی پھر جب یہ متلی جاتی رہی اور تیسری مرتبہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضونہیں ٹوٹتا۔ ﴿مسئلہ﴾ لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے سو گیا اور ایسی غفلت ہوگئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتا تو وضو جاتا رہا' اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جائے تو وضونہیں گیا اور اگر سجدے میں سو جائے تو وضوٹوٹ جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ بیٹھے بیٹھے نیند کا ایک جھونکا آیا کہ گر پڑا تو اگر گر کے فوراً ہی آنکھ کھل گئی ہو تو وضو نہیں گیا اور جو گرنے کے ذرا بعد آنکھ کھلی ہوتو وضو جاتا رہا اور اگر بیٹھا جھومتا رہا گرا نہیں اس وقت بھی وضونہیں گیا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر بے ہوشی ہوگئی یا جنون سے عقل جاتی رہی تو وضو جاتا رہا چاہے بے ہوشی اور جنون تھوڑی ہی دیر رہا ہو اور ایسے ہی اگر تمباکو وغیرہ کوئی نشہ کی چیز کھالی اور اتنا نشہ ہو گیا کہ اچھی طرح نہیں چلا جاتا اور قدم ادھر ادھر بہکتا اور ڈگمگاتا ہے تو بھی وضو جاتا رہا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر نماز میں اتنے زور سے ہنسی نکل گئی کہ اس نے آپ بھی اپنی آواز سن لی اور اس کے پاس والوں نے بھی سب نے سن لی جیسے کھکھلا کر ہنسنے میں سب پاس والے سن لیتے ہیں' اس سے بھی وضوٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی' اور اگر ایسا ہوا کہ اپنے کو آواز سنائی دے مگر

سب پاس والے نہ سن سکیں اگر چہ بہت ہی پاس والا سن لے اس سے نماز ٹوٹ جائے گی وضو نہ ٹوٹے گا' اگر ہنسی میں فقط دانت کھل گئے اور آواز بالکل نہ نکلی تو نہ وضو ٹوٹا نہ نماز جائے گی البتہ چھوٹی لڑکی جو ابھی جوان نہ ہوئی زور سے نماز میں ہنسے یا سجدہ تلاوت میں بڑی کو ہنسی آئے تو وضو نہیں جاتا' ہاں وہ سجدہ اور نماز جاتی رہے گی جس میں ہنسی آئی۔ ﴿مسئلہ﴾ ❶ مرد کے ہاتھ لگانے سے یا یوں ہی خیال کرنے سے اگر آگے کی راہ سے پانی آجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو جو جوش کے وقت نکلتا ہے مذی کہتے ہیں۔

﴿مسئلہ﴾ بیماری کی وجہ سے رینٹ کی طرح لیس دار پانی آگے کی راہ آتا ہو تو احتیاط اس کہنے میں ہے کہ وہ نجس ہے اور اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ پیشاب یا مذی کا قطرہ سوراخ سے باہر نکل آیا لیکن ابھی اس کھال کے اندر ہے جو اوپر ہوتی ہے تب بھی وضو ٹوٹ گیا' وضو ٹوٹنے کے لئے کھال سے باہر نکلنا ضروری نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مرد کے پیشاب کے مقام سے جب عورت کا پیشاب کا مقام مل جائے اور کچھ کپڑا وغیرہ بیچ میں آڑ نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے ایسے ہی اگر دو عورتیں اپنی پیشاب گاہیں ملائیں تب بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن یہ خود نہایت برا گناہ ہے' دونوں صورتوں میں چاہے کچھ نکلے چاہے نہ نکلے ایک ہی حکم ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ ❷ وضو کے بعد ناخن کٹائے یا زخم کے اوپر کی مردار کھال نوچ ڈالی تو وضو میں کوئی نقصان نہیں آیا نہ تو وضو کے دہرانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی اتنی جگہ کے پھر تر کرنے کا حکم ہے۔

﴿مسئلہ﴾ وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا یا ننگے ہو کر نہایا یا ننگے ہی وضو کیا تو اس کا وضو درست ہے پھر وضو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے البتہ بدون لاچاری کے کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا دکھلانا گناہ کی بات ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں تو اگر ذرا سا خون نکلا کہ زخم کے منہ سے بہا نہیں یا ذرا سی قے ہوئی بھر منہ نہیں ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت یا جما ہوا خون نکلا تو

❶ حصہ اوّل ص ۴۷

❷ حصہ اوّل ۵۳

یہ خون اور یہ قے نجس نہیں ہے اور اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے اس کا دھونا واجب نہیں اور اگر منہ بھر قے ہوئی اور خون زخم سے بہ گیا تو یہ نجس ہے اس کا دھونا واجب ہے اور اگر اتنی قے کر کے کٹورے یا لوٹے کو منہ لگا کر کلی کے واسطے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جائے گا' اس لئے چلو سے پانی لینا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ چھوٹا لڑکا جو دودھ ڈالتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر منہ بھر نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور جب منہ بھر ہو تو نجس ہے اگر اس کے بے دھوئے نماز پڑھے گی تو نماز نہ ہوگی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر وضو کرنا تو یاد ہے اور اس کے بعد وضو ٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ ٹوٹا ہے یا نہیں ٹوٹا تو اس کا وضو باقی سمجھا جائے گا' اسی سے نماز درست ہے لیکن پھر وضو کر لینا بہتر ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس کو وضو کرنے میں شک ہو کہ فلاں عضو دھویا ہے یا نہیں تو وہ عضو پھر دھو لینا چاہیے اور اگر وضو کر چکنے کے بعد شک ہوا تو کچھ پرواہ نہ کرے وضو ہو گیا' البتہ اگر یقین ہو جائے کہ فلانی بات رہ گئی تو اس کو کر لے۔ ﴿مسئلہ﴾ بے وضو قرآن مجید کا چھونا درست نہیں ہے ہاں اگر ایسے کپڑے سے چھو لے جو بدن سے جدا ہو تو درست ہے' دوپٹہ یا کرتے کے دامن سے جبکہ اس کو پہنے اوڑھے ہوئے ہو تو اس سے چھونا درست نہیں' ہاں اگر اترا ہوا ہو تو اس سے چھونا درست ہے اور زبانی پڑھنا درست ہے اور اگر قرآن مجید کھلا ہوا رکھا ہے اس کو دیکھ دیکھ کر پڑھا لیکن ہاتھ نہیں لگایا یہ بھی درست ہے' اسی طرح بے وضو ایسے تعویذ کا اور ایسی طشتری کا چھونا بھی درست نہیں جس میں قرآن کریم کی آیت لکھی ہو' خوب یاد رکھو۔

وضو اور پاکی کی بعض ہدایتیں ❶

﴿عمل ۱﴾ وضو اچھی طرح کرو گو کسی وقت نفس کو ناگوار معلوم ہو۔ ﴿عمل ۲﴾ تازہ وضو کا زیادہ ثواب ہے۔ ﴿عمل ۳﴾ پاخانہ پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرو نہ پشت کرو۔ ﴿عمل ۴﴾ پیشاب کی چھینٹوں سے بچو اس میں بے احتیاطی کرنے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔ ﴿عمل ۵﴾ کسی سوراخ میں پیشاب مت کرو شاید اس میں سے کوئی سانپ بچھو وغیرہ نکل آئے۔ ﴿عمل ٦﴾ جہاں غسل کرنا ہو وہاں پیشاب مت کرو۔

❶ بہشتی زیور حصہ ہفتم ص ۳

﴿عمل ۷﴾ پیشاب پاخانہ کے وقت باتیں مت کرو۔ ﴿عمل ۸﴾ جب سو کر اٹھو جب تک ہاتھ اچھی طرح نہ دھولو پانی کے اندر ہاتھ نہ ڈالو۔ ﴿عمل ۹﴾ جو پانی دھوپ سے گرم ہو گیا ہو اس کو مت برتو اس سے برص کی بیماری کا اندیشہ ہے جس میں بدن پر سفید سفید داغ ہو جاتے ہیں۔

وضو میں اچھی طرح پانی نہ پہنچانا ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ وضو کر چکے تھے مگر ایڑیاں کچھ خشک رہ گئی تھیں تو آپؐ نے فرمایا بڑا عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا۔ ﴿فائدہ:﴾ انگوٹھی، چھلا، چوڑیاں، چھڑے اچھی طرح ہلا کر پانی پہنچایا کرو اور جاڑوں میں اکثر پاؤں سخت ہو جاتے ہیں خوب پانی سے تر کیا کرو اور بعضی عورتیں منہ سامنے سامنے سے دھو لیتی ہیں کانوں تک نہیں دھوتیں ان سب باتوں کا خیال رکھو۔

مسواک کرنا ❷

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتیں مسواک کر کے پڑھنا ان ستر رکعتوں سے افضل ہے جو بے مسواک پڑھی جائیں۔

وضو اور غسل کی فضیلت اور ثواب کا بیان

حدیث میں ہے کہ جو کوئی وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھے بسم الله و الحمد لله پڑھنا زیادہ بہتر ہے پھر ہر عضو دھوتے وقت یہ پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فارغ ہونے کے بعد یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ تو اس کے لئے (مرنے کے بعد) جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ (مرنے کے بعد) جس دروازے سے چاہے جنت میں

---

❶ حصہ ہفتم ص ۲۸ ❷ حصہ ہفتم ص ۲۸

داخل ہوا اگر فوراً دو رکعت (نفل) نماز پڑھے کہ ان میں قرآن پڑھے جیسا کہ پڑھا کرتے ہیں اور اس کو جان لے (یعنی غفلت سے نہ پڑھے جس میں یہ پتہ ہی نہ لگے کہ کیا پڑھا کیا نہیں بلکہ حضور قلب سے پڑھے تاکہ معلوم رہے کہ میں کیا پڑھتا ہوں) اور نماز اسی طرح حضور قلب سے پڑھے تو وہ نماز سے ایسے حال میں فارغ ہوگا کہ گناہوں سے پاک ہوگا مثل اس دن کے جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا' پس اس سے کہا جائے گا کہ نئے سرے سے عمل کر۔ ❶

اس وقت تک کے گناہ معاف ہو گئے اور علماء نے اس سے گناہ صغیرہ مراد لیے ہیں اور دوبارہ عمل کرنے کے لئے کہنا کیسے معلوم ہوگا سو اس کی صورت یہ ہے کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرما دینے سے معلوم ہو گیا اس قدر کہہ دینا مسرت حاصل ہونے کے لئے کافی ہے۔ حدیث میں ہے کہ اس شخص کا وضو کامل نہیں ہوتا جو مجھ پر درود شریف نہ پڑھے اور دوسری حدیث میں درود شریف پڑھنے کا وقت وضو کے بعد آیا ہے۔ ❷

حدیث میں ہے کہ جو مسلمان وضو کرتا ہے پس منہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے پانی کے ساتھ ہر گناہ دور ہو جاتا ہے۔ جس کی طرف اس کی آنکھوں نے دیکھا تھا یا فرمایا کہ آخر قطرہ پانی کے ساتھ جب دونوں ہاتھ (کہنیوں سمیت) دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھ کے گناہ پانی کے ساتھ دور ہو جاتے ہیں جن کو ہاتھوں سے کیا تھا' یا یہ فرمایا کہ آخری قطرے پانی کے ساتھ' پھر دونوں پیر دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں جن کو پیروں سے کیا تھا یہاں تک کہ گناہوں سے صاف ہو جاتا ہے۔ ❸

ان گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں جیسا کہ علماء نے فرمایا ہے' اور آنکھ کا گناہ جیسے کسی کو بری نظر سے دیکھنا اور ہاتھ کا گناہ مثلاً کسی کو بری نیت سے ہاتھ لگانا اور پیروں کا گناہ مثلاً بری نیت سے کہیں جانا' خوب اچھی طرح وضو کیا کرو کس قدر فضیلت و بزرگی وضو کی ہے اس کی قدر کرو۔

---

❶ رواہ الحافظ۔ المستغفری وحسنہ کذا فی احیاء السنن
❷ احیاء السنن
❸ مسلم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں اور دس برس تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے'ان سے ایک طویں حدیث میں وارد ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''اے انس! مبالغہ کر غسل میں جنابت سے (یعنی جو حاجت غسل سے کیا جاتا ہے) پس تو بیشک نہانے کی جگہ سے ایسے حال میں نکلے گا کہ کوئی گناہ اور خطا تجھ پر باقی نہ رہے گا (گناہ صغیرہ کی معافی یہاں بھی مراد ہے) میں نے یہ قول حضرت انسؓ کا ہے عرض کیا کہ غسل میں مبالغہ کی کیا صورت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (وہ یہ ہے) کہ تو بالوں کی جڑیں تر کرے اور بدن کو خوب صاف کرے (بدن کو مل کر صاف کرنا مستحب ہے اور اچھی طرح صفائی بغیر ملنے کے نہیں ہوتی اور مبالغہ سے مراد بہت اچھی طرح نہانا ہے جس کو تفسیر اور شرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے میرے پیارے بیٹے! (شفقت سے یہ لفظ استعمال فرمایا) اگر تو طاقت رکھے ہر وقت وضو سے رہنے کی (تو ایسا کر ہر وقت وضو سے رہنا مستحب ہے) پس جس کو موت اس حالت میں آئے کہ وہ باوضو ہو تو اسے شہادت کا ثواب مرحمت ہوگا' (ابویعلی)

تیمّم کا بیان ❶

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی جنگل میں ہے اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے دریافت کرے تو ایسے وقت تیمّم کرے اور اگر کوئی آدمی مل گیا اور اس نے ایک میل شرعی کے اندر اندر پانی کا پتہ بتایا اور گمان غالب ہوا کہ یہ سچا ہے یا آدمی تو نہیں ملا لیکن کسی نشانی سے خود اس کا جی کہتا ہے کہ یہاں ایک میل شرعی کے اندر اندر کہیں پانی ضرور ہے تو پانی کا اس قدر تلاش کرنا کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور حرج نہ ہو' ضروری ہے بے ڈھونڈ ھے تیمّم کرنا درست نہیں اور اگر خوب یقین ہے کہ پانی ایک میل شرعی کے اندر ہے تو پانی لانا واجب ہے۔

---

❶ حصہ اول ص ٦٦

﴿فائدہ﴾ میل شرعی انگریزی میل سے ذرا زیادہ ہوتا ہے یعنی انگریزی ایک پورا اور اس کا آٹھواں حصہ یہ سب مل کر ایک میل شرعی ہوتا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر پانی کا پتہ چل گیا لیکن پانی ایک میل سے دور ہے تو اتنی دور جا کر پانی لانا واجب نہیں ہے بلکہ تیمّم کر لینا درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی آبادی سے ایک میل کے فاصلے پر ہو اور ایک میل سے قریب کہیں پانی نہ ملے تو بھی تیمّم کر لینا درست ہے چاہے مسافر ہو یا مسافر نہ ہو تھوڑی دور جانے کے لئے نکلا ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر راہ میں کنواں تو مل گیا مگر لوٹا ڈور پاس نہیں ہے اس لئے کنویں سے پانی نہیں نکال سکتا نہ کسی اور سے مانگے مل سکتا ہے تو بھی تیمّم درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کہیں پانی مل گیا تھوڑا ہے تو اگر اتنا ہو کہ ایک ایک دفعہ منہ اور دونوں ہاتھ' دونوں پیر دھو سکے تو تیمّم کرنا درست نہیں بلکہ ایک ایک دفعہ ان چیزوں کو دھوئے اور سر کا مسح کرلے اور کلی وغیرہ کرنا یعنی وضو کی سنتیں چھوڑ دے اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو تیمّم کر لے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرتا ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں اچھا ہوگا تب بھی تیمّم درست ہے لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے غسل کرنا واجب ہے' البتہ اگر ایسی جگہ ہے کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو تیمّم کرنا درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر پانی قریب ہے یعنی یقیناً ایک میل سے کم دور ہے تو تیمّم کرنا درست نہیں' جا کر پانی لانا اور وضو کرنا واجب ہے مردوں سے شرم کی وجہ سے یا پردہ کی وجہ سے پانی لینے کو نہ جانا اور تیمّم کر لینا درست نہیں' ایسا پردہ جس میں شریعت کا کوئی حکم چھوٹ جائے ناجائز اور حرام ہے برقعہ اوڑھ کر یا سارے بدن سے چادر لپیٹ کر جانا واجب ہے' البتہ لوگوں کے سامنے بیٹھ کر وضو نہ کرے اور ان کے سامنے منہ ہاتھ نہ کھولے۔

﴿مسئلہ﴾ جب تک پانی سے وضو نہ کر سکے برابر تیمّم کرتا رہے چاہے جتنے دن گزر جائیں کچھ خیال اور وسوسہ نہ لائے جتنی پاکی وضو اور غسل کرنے سے ہوتی ہے اتنی ہی پاکی تیمّم سے بھی ہو جاتی ہے یہ نہ سمجھے کہ تیمّم سے اچھی طرح پاک نہیں ہوتا۔

﴿مسئلہ﴾ اگر پانی مول بکتا ہے تو اگر اس کے پاس دام نہ ہوں تو تیمّم کر لینا درست ہے اور اگر دام پاس ہوں اور راستہ میں کرایہ بھاڑے کی جتنی ضرورت پڑے گی اس سے زیادہ

بھی ہے، خریدنا واجب ہے۔ البتہ اگر اتنا گراں بیچے کہ اتنے دام کوئی لگا ہی نہیں سکتا تو خریدنا واجب نہیں، تیمّم کر لینا درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کہیں اتنی سردی پڑتی ہو اور برف کٹتی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہونے کا خوف ہو اور رضائی لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ نہا کر اس میں گرم ہو جائے تو ایسی مجبوری کے وقت تیمّم کر لینا درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہو یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں بلکہ تیمّم کر لے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی میدان میں تیمّم کر کے نماز پڑھ لی اور پانی وہاں سے قریب ہی تھا لیکن اس کو خبر نہ تھی تو تیمّم اور نماز دونوں درست ہیں، جب معلوم ہو دہرانا ضروری نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر سفر میں کسی اور کے پاس پانی ہو تو اپنے جی کو دیکھے اگر اندر سے دل کہتا ہو کہ اگر میں مانگوں گا تو پانی مل جائے گا تو بے مانگے ہوئے تیمّم کرنا درست نہیں اور اگر اندر سے دل یہ کہتا ہو کہ مانگنے سے وہ شخص پانی نہیں دے گا تو بے مانگے بھی تیمّم کر کے نماز پڑھ لینا درست ہے لیکن اگر نماز کے بعد اس سے پانی مانگا اور اس نے دے دیا تو نماز کو دہرانا پڑے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر زمزم کا پانی زمزمی میں بھرا ہوا ہے تو تیمّم کرنا درست نہیں، زمزمیوں کو کھول کر اس پانی سے نہانا اور وضو کرنا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ ایسا خراب ہے کہ کہیں پانی نہیں مل سکتا اس لیے راہ میں پیاس کے مارے تکلیف اور ہلاکت کا خوف ہو تو وضو نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمّم کر لے، پھر اگر تیمّم غسل کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے لئے تیمّم نہ کرے بلکہ وضو کی جگہ وضو کرنا چاہئے اور اگر تیمّم غسل سے پہلے کوئی بات وضو توڑنے والی بھی پائی گئی اور پھر غسل کا تیمّم کیا ہو تو بھی تیمّم غسل و وضو دونوں کے لئے کافی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ تیمّم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منہ کو مل لے پھر دوسری مرتبہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور دونوں پر کہنی سمیت ملے چوڑیوں، کنگنوں وغیرہ کے درمیان اچھی طرح ملے، اگر اس کے گمان میں بال برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمّم نہ ہوگا، انگوٹھی چھلے اتار ڈالے تاکہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جائے، انگلیوں میں خلال کر لے، جب یہ دونوں چیزیں کر لیں تو تیمّم ہو گیا۔ ﴿مسئلہ﴾ مٹی پر ہاتھ مار کر ہاتھ جھاڑ ڈالے تاکہ بانہوں اور منہ پر بھبھوت نہ لگ جائے اور صورت نہ بگڑے۔

کن چیزوں سے تیمّم درست ہے

﴿مسئلہ﴾ زمین کے سوا اور جو چیز مٹی کی قسم سے ہو اس سے تیمّم درست نہیں جیسے سونا' چاندی رانگا' گیہوں لکڑی کپڑا اور اناج وغیرہ' ہاں اگر ان چیزوں پر گرد اور مٹی لگی ہو اس وقت البتہ ان پر تیمّم درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جو چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے اس پر تیمّم درست ہے اور جو چیز جل کر راکھ ہو جائے یا گل جائے اس پر تیمّم درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ تانبے کے برتن اور تکیہ اور گدے وغیرہ کپڑے پر تیمّم کرنا درست نہیں البتہ اگر اس پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے خوب اڑتی ہے اور ہتھیلیوں میں خوب اچھی طرح لگ جاتی ہے تو تیمّم درست ہے اور اگر ہاتھ مارنے سے ذرا ذرا گرد اڑتی ہو تو بھی اس پر تیمّم درست نہیں ہے اور مٹی کے گھڑے بندھے پر تیمّم درست ہے چاہے اس میں پانی بھرا ہوا یا پانی نہ ہو لیکن اگر اس پر روغن پھرا ہوا ہو تو تیمّم درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تب بھی تیمّم درست ہے بلکہ اگر پانی سے خوب دھلا ہوا ہو تب بھی درست ہے ہاتھ پر گرد کا لگنا کچھ ضروری نہیں ہے اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمّم درست ہے چاہے اس پر کچھ گرد ہو چاہے نہ ہو۔

﴿مسئلہ﴾ کیچڑ سے تیمّم کرنا گو درست ہے مگر مناسب نہیں' اگر کہیں' کیچڑ کے سوا اور کوئی چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ اپنا کپڑا' کیچڑ سے بھرلے جب وہ سوکھ جائے تو اس سے تیمّم کرلے' البتہ اگر نماز کا وقت ہی نکلا جاتا ہے تو اس وقت جس طرح بن پڑے تر سے یا خشک سے تیمّم کرلے نماز قضا نہ ہونے دے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی نجاست پڑ گئی اور دھوپ سے سوکھ اور بدبو بھی جاتی رہی تو وہ زمین پاک ہوگئی' نماز اس پر درست ہے لیکن اس زمین پر تیمّم کرنا درست نہیں' جب معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی ہے اور اگر نہ معلوم ہو تو وہم نہ کرے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس طرح وضو کی جگہ تیمّم درست ہے اسی طرح غسل کی جگہ بھی مجبوری کے وقت تیمّم درست ہے۔

﴿مسئلہ﴾ ایسے ہی جو عورت حیض اور نفاس سے پاک ہوئی ہو مجبوری کے وقت اس کو بھی تیمّم درست ہے' وضو اور غسل کے تیمّم میں کوئی فرق نہیں' دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔

تیمّم کے مسائل ❶

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کو بتلانے کے لئے تیمّم کر کے دکھلا دیا لیکن دل اپنے تیمّم کرنے کی نیت نہیں بلکہ فقط اس کو دکھلانا مقصود ہے تو اس کا تیمّم نہ ہوگا کیونکہ تیمم درست ہونے میں تیمّم کرنے کا ارادہ ضروری ہے تو جب تیمّم کرنے کا ارادہ نہ ہو فقط دوسرے کو بتلانا اور دکھلانا مقصود ہوتو تیمّم نہ ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ تیمّم کرتے وقت بس اپنے دل میں اتنا ارادہ کرلے کہ میں پاک ہونے کے لئے تیمّم کرتا ہوں یا نماز پڑھنے کے لئے تیمّم کرتا ہوں تو تیمّم ہو جائے' اور یہ ارادہ کرنا کہ میں غسل کا تیمّم کرتا ہوں یا وضو کا کچھ ضروری نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر قرآن مجید چھونے کے لئے تیمّم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر ایک نماز کے لئے تیمّم کیا تو دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا درست ہے' اور قرآن مجید کا چھونا بھی اس سے درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی کو نہانے کی بھی ضرورت ہے اور وضو بھی نہیں ہے تو ایک ہی تیمّم کرے دونوں کے لئے الگ الگ تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا اور وقت ابھی باقی ہے تو نماز کا دہرانا واجب نہیں وہی نماز تیمّم سے درست ہوگی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر پانی ایک میل شرعی سے دور نہیں لیکن وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پانی لینے کو جائے گا تو نماز کا وقت جاتا رہے گا تو بھی تیمّم درست نہیں ہے پانی لائے اور نماز قضا پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ پانی موجود ہوتے وقت قرآن مجید کو چھونے کے لئے تیمّم کرنا درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر آگے چل کر پانی ملنے کی امید ہو تو بہتر ہے کہ نماز اور وقت نہ پڑھیں بلکہ پانی کا انتظار کرے لیکن اتنی دیر نہ لگائے کہ وقت مکروہ ہو جائے' اور پانی کا انتظار نہ کیا اول ہی وقت نماز پڑھ لی تب بھی درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر پانی پاس ہے لیکن یہ ڈر ہے کہ ریل پر سے اترے گا تو ریل چل دے گی تب بھی تیمّم درست ہے یا سانپ وغیرہ کوئی جانور پانی کے پاس ہے جس سے پانی نہیں مل سکتا تو بھی تیمّم درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اسباب کے ساتھ پانی بندھا تھا لیکن یاد نہیں رہا اور تیمّم کر کے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا کہ میرے اسباب میں تو پانی بندھا

❶ حصہ اوّل ص ٦٩

ہوا ہے تو اب نماز کا دہرانا واجب نہیں۔ ﴿ مسئلہ ﴾ جتنی چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی مل جانے سے بھی تیمّم ٹوٹ جاتا ہے' اسی طرح اگر تیمّم کر کے آگے چلا اور پانی ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر رہ گیا تو بھی تیمّم ٹوٹ گیا۔ ﴿ مسئلہ ﴾ اگر وضو کا تیمّم ہے تو وضو کے موافق پانی ملنے سے تیمّم ٹوٹ جائے گا اور غسل کا تیمّم ہے تو جب غسل کے موافق پانی ملے گا تب تیمّم ٹوٹے گا اور اگر پانی کم ملا تو تیمّم نہیں ٹوٹا۔ ﴿ مسئلہ ﴾ اگر راستہ میں پانی ملا لیکن اس کو پانی کی کچھ خبر نہ ہوئی اور معلوم نہ ہوا کہ یہاں پانی ہے تو بھی تیمّم نہیں ٹوٹا اسی طرح اگر راستہ میں پانی ملا اور معلوم بھی ہو گیا لیکن ریل پر سے نہ اتر سکا تو بھی تیمّم نہیں ٹوٹا۔ ﴿ مسئلہ ﴾ اگر بیماری کی وجہ سے تیمّم کیا ہے تو جب بیماری جاتی رہے کہ وضو اور غسل نقصان نہ کرے تو تیمّم ٹوٹ جائے گا اب وضو کرنا اور غسل کرنا واجب ہے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ پانی نہیں ملا اس وجہ سے تیمّم کر لیا' پھر ایسی بیماری ہو گئی جس سے پانی نقصان کرتا ہے' پھر بیماری کے بعد پانی مل گیا تو اب تیمّم باقی نہیں رہا جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا تھا' پھر سے تیمّم کرے۔

﴿ مسئلہ ﴾ اگر نہانے کی ضرورت تھی اس لیے غسل کیا لیکن ذرا سا بدن سوکھا رہ گیا اور پانی ختم ہو گیا تو ابھی وہ پاک نہیں ہوا اس لئے کو تیمّم کر لینا چاہئے' جب کہیں پانی ملے تو اتنی سوکھی جگہ کو دھو لے' پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ اگر ایسے وقت پانی ملا کہ وضو بھی ٹوٹ گیا تو اس سوکھی جگہ کو پہلے دھو لے اور وضو کے لئے تیمّم کر لے اور اگر پانی اتنا کم ہے کہ وضو تو ہو سکتا ہے لیکن وہ سوکھی جگہ اتنے پانی میں نہیں دھل سکتی تو وضو کر لے اور اس سوکھی جگہ کے واسطے غسل کا تیمّم کرے' ہاں اگر غسل کا تیمّم پہلے کر چکا ہو تو اب پھر تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں رہی وہی پہلی تیمّم باقی ہے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ کسی کا کپڑا یا بدن بھی نجس ہے اور وضو کی بھی ضرورت ہے اور پانی تھوڑا ہے تو بدن اور کپڑا دھو لے اور وضو کے عوض تیمّم کر لے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ کنویں ❶ سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنویں میں ڈال کر تر کر لے اور اسے نچوڑ کر طہارت کرے یا پانی مٹکے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا جھکا کر بھی پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو پانی نکال دے یا

❶ حصہ یازدہم ص۲۰۔

اس کے ہاتھ دھلا وے ایسی حالت میں تیمّم درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر وہ عذر جس کی وجہ سے تیمّم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہوتو جب وہ عذر جاتا رہے تو جس قدر نمازیں اس تیمّم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنی چاہئیں مثلاً کوئی شخص جیل خانہ میں اور جیل کے ملازم اس کو پانی نہ دیں یا کوئی اور شخص اس سے کہے کہ اگر تو وضو کرے تو میں تجھ کو مارڈالوں گا' اس تیمّم سے جونماز پڑھی ہے اس کو پھر دہرانا پڑے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ ایک مقام سے اور ایک ڈھیلے سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمّم کریں تو درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہوخواہ پانی اور مٹی نہ ہونے کی وجہ سے بیماری کی وجہ سے تو اس کو چاہئے کہ نماز بلاطہارت پڑھ لے پھر اسکو طہارت سے لوٹالے' مثلاً کوئی شخص ریل میں ہواور اتفاق سے نماز کا وقت آجائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمّم درست ہے جیسے مٹی اور مٹی کے برتن یا گردوغبار نہ ہواور نماز کا وقت جاتا ہو' تو ایسی حالت میں بلا طہارت نماز پڑھ لے' اسی طرح جیل میں جو شخص ہواور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہ ہوتو بے وضواور تیمّم کے نماز پڑھ لے اور دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ جس شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہواسکو نماز کے اخیر وقت مستحب تک پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے' مثلاً کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یہ یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت مستحب تک رسی ڈول مل جائے گا یا کوئی شخص ریل پر سوار ہواور یقیناً یا ظناً معلوم ہو کہ اخیر وقت تک ریل اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی مل سکتا ہے تو اخیر وقت مستحب تک انتظار مستحب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور اس نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کیا ہواور اثناء راہ میں چلتی ہوئی ریل سے اسے پانی کے چشمے تالاب وغیرہ دکھلائی دیں تو اسکا تیمّم نہ جائے گا اسلئے اس صورت میں وہ پانی کے استعمال پر قادر نہیں' ریل نہیں ٹھہر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے اتر نہیں سکتا۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان ❶

﴿مسئلہ﴾ اگر چمڑے کے موزے وضو کر کے پہن لے اور پھر وضوٹوٹ جائے تو پھر

❶ حصہ اول ص ۷۱

وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کر لینا درست ہے اور اگر موزہ اتار کر پیر دھولیا کرے تو یہ سب سے بہتر ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر وہ موزہ اتنا چھوٹا ہو کہ ٹخنے موزے کے اندر چھپے ہوئے نہ ہوں تو اس پر مسح درست نہیں، اسی طرح اگر بغیر وضو کے موزہ پہن لیا تو اس پر بھی مسح درست نہیں، اتار کر پیر دھونا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ مسافرت میں تین دن تین رات تک موزوں پر مسح کرنا درست ہے اور جو مسافرت میں نہ ہو اس کو ایک دن ایک رات تک اور جس وقت وضو ٹوٹا ہے اس وقت سے ایک دن ایک رات تک یا تین دن تین رات کا حساب کیا جائے گا، جس وقت سے موزہ پہنا ہے اس کا اعتبار نہ کریں گے جیسے کسی نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا اور مسافرت میں تیسرے دن کے سورج ڈوبنے تک مسح کرنا درست ہے جب سورج ڈوب گیا تو اب مسح کرنا درست نہیں رہا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی ایسی بات ہو گئی ہو جس سے نہانا واجب ہو گیا تو موزہ اتار کر نہائے غسل کے ساتھ موزہ پر مسح کرنا درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ موزہ کے اوپر کی طرف مسح کرے تلوے کی طرف مسح نہ کرے۔

مسح کرنے کا طریقہ اور اس کے مسائل

﴿مسئلہ﴾ موزہ پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے آگے کی طرف رکھے پورے انگلیاں موزہ پر رکھ دیوے اور ہتھیلی موزے سے الگ رکھے پھر ان کو کھینچ کر ٹخنے کی طرف لے جائے اور اگر انگلیوں کے ساتھ ساتھ ہتھیلی بھی رکھ دے اور ہتھیلی سمیت انگلیوں کو کھینچ کر لے جائے تو بھی درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی الٹا مسح کرے یعنی ٹخنے کی طرف سے کھینچ کر انگلیوں کی طرف لائے تو بھی جائز ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے ایسے ہی اگر لمبائی میں مسح نہ کرے بلکہ موزے کی چوڑائی میں مسح کرے تو یہ بھی درست ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر تلوے کے طرف یا ایڑی یا موزہ کے اغل بغل میں مسح کرے تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر پوری انگلیوں کو موزہ پر نہیں رکھا بلکہ فقط انگلیوں کا سر موزہ پر رکھ دیا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو یہ مسح درست نہیں ہوا، البتہ اگر انگلیوں سے پانی برابر ٹپک رہا ہو جس سے بہہ کر تین انگلیوں کے برابر پانی موزہ کو لگ جائے تو درست ہو جائے گا۔

﴿مسئلہ﴾ مسح میں مستحب تو یہی ہے کہ ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے اور اگر کوئی ہتھیلی کے اوپر کی طرف مسح کرے تو بھی درست ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی نے موزہ پر مسح نہیں کیا لیکن پانی برستے وقت باہر نکلا یا بھیگی گھاس میں چلا جس سے موزہ بھیگ گیا تو مسح ہو گیا۔ ﴿مسئلہ﴾ ہاتھ کی تین انگلیاں بھر ہر موزہ پر مسح کرنا فرض ہے اس سے کم میں مسح درست نہ ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ جو چیز وضو توڑ دیتی ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے اور موزوں کے اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے تو اگر کسی کا وضو تو نہیں ٹوٹا لیکن اس نے موزے اتار ڈالے تو مسح جاتا رہا' اب دونوں پیر دھولے پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر ایک موزہ اتار ڈالا تو دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر مسح کی مدت پوری ہوگئی تو بھی مسح جاتا رہا اگر وضو نہ ٹوٹا ہو تو موزہ اتار کر دونوں پاؤں دھوئے پورے وضو کا دہرانا واجب نہیں اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزہ اتار کر پورا وضو کرے۔ ﴿مسئلہ﴾ موزہ پر مسح کرنے کے بعد کہیں پانی میں پیر پڑ گیا اور موزہ ڈھیلا تھا اس لئے موزہ کے اندر پانی چلا گیا اور سارا پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو بھی مسح جاتا رہا دوسرا موزہ اتار دے اور دونوں پیر اچھی طرح سے دھوئے۔

﴿مسئلہ﴾ جو موزہ اتنا پھٹ گیا کہ چلنے میں پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو اس پر مسح درست نہیں اور اگر اس کم کھلتا ہے تو مسح درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر موزہ کی سلائی کھل گئی لیکن اس میں سے پیر نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست ہے اور اگر ایسا ہو کہ چلتے وقت تو تین انگلیوں کے برابر پیر دکھلائی دیتا ہے اور یوں نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ اگر ایک موزہ میں دو انگلیوں کے برابر پیر کھل جاتا ہے اور دوسرے موزے میں ایک انگلی کے برابر پیر دکھلائی دیتا ہے تو کچھ حرج نہیں مسح جائز ہے اور اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہے اور سب ملا کر تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو مسح جائز نہیں اور اگر اتنا کم ہو کہ سب ملا کر بھی پوری تین انگلیوں کے برابر نہیں ہوتا تو مسح درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی نے موزہ پر مسح کرنا شروع کیا اور ابھی ایک دن رات نہ گزرنے پایا تھا کہ مسافر ہو گیا تو تین دن رات تک مسح کرتا رہے اور اگر سفر سے پہلے ہی ایک دن رات گھر جائے تو مدت ختم ہو چکی پیر دھو

کر پھر موزہ پہنے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر مسافرت میں مسح کرتا تھا پھر گھر پہنچ گیا' اگر ایک دن رات پورا ہو چکا تو اب موزہ اتار دے اب اس پر مسح درست نہیں اور اگر ابھی ایک دن رات بھی پورا نہیں ہوا تو ایک دن رات پورا کر لے اس سے زیادہ تک مسح درست نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ اگر جراب کے اوپر موزہ پہنے ہیں تب بھی موزہ پر مسح درست ہے۔

﴿مسئلہ﴾ جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے' البتہ اگر ان پر چمڑہ چڑھا دیا گیا ہو یا سارے موزے پر چمڑہ نہ چڑھایا ہو بلکہ مردانہ جوتا کی شکل پر چمڑہ لگا دیا گیا ہو یا بہت سنگین اور سخت ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے آپ ہی آپ ٹھہرے رہتے ہوں اور ان کو پہن کر تین چار میل راستہ بھی چل سکتا ہو تو ان صورتوں میں جراب پر بھی مسح کرنا درست ہے۔

﴿مسئلہ﴾ برقعہ اور دستانوں پر مسح درست نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ ❶ بوٹ پر مسح جائز ہے بشرطیکہ پورے پیر کو مع ٹخنوں کو چھپائے اور اس کا چاک تسموں سے اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اس قدر کھال نظر نہ آئے جو مسح کو مانع ہو۔

﴿مسئلہ﴾ کسی نے تیمّم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وضو کرے تو ان موزوں پر مسح نہیں کر سکتا اس لیے کہ تیمّم طہارت کاملہ نہیں' خواہ وہ تیمّم صرف غسل کا ہو یا وضو و غسل دونوں کا ہو یا صرف وضو کا۔ ﴿مسئلہ﴾ غسل کرنے والے کو مسح جائز نہیں خواہ غسل فرض ہو یا سنت۔ مثلاً پیروں کو کسی اونچے مقام پر رکھ کر خود بیٹھ جائے اور سوا پیروں کے باقی جسم کو دھوئے اور اس کے بعد پیروں پر مسح کرے تو یہ درست نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ معذور کا وضو جیسے نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی اس کا مسح بھی باطل ہو جاتا ہے اور اس کو موزے اتار کر پیروں کا دھونا واجب ہے' ہاں اگر اس کا مرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل صحیح آدمیوں کے سمجھا جائے گا۔

﴿مسئلہ﴾ پیر کا اکثر حصہ کسی طرح دھل گیا اس صورت میں موزہ کو اتار کر پیروں کو دھونا چاہیے۔

---

❶ از حصہ ۱۱ بہشتی گوہر ص ۱۳

باب دوم

کتاب الصلوٰۃ

نماز کا بیان

اذان کے مسائل ❶

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی ادا نماز کے لئے اذان کہی جائے تو اس کے لئے اس نماز کے وقت کا ہونا ضروری ہے اگر وقت آنے سے پہلے اذان دی جائے تو صحیح نہ ہوگی اور بعد وقت آنے کے پھر اس کا اعادہ کرنا ہوگا' خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا کسی اور وقت کی۔

﴿مسئلہ﴾ اذان اور اقامت کا عربی زبان میں انہی خاص الفاظ سے ہونا ضروری ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں کسی اور الفاظ سے اذان واقامت کہی جائے تو صحیح نہ ہوگی اگرچہ لوگ اس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصد حل ہو جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ مؤذن کا مرد ہونا ضروری ہے عورت کی اذان اگر کوئی عورت اذان دے تو اس کا اعادہ کرنا چاہیے اگر بغیر اعادہ کیے ہوئے نماز پڑھ لی جائے گی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔﴿مسئلہ﴾ موذن کا صاحب عقل ہونا بھی ضروری ہے اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون یا مست اذان دے دے تو معتبر نہ ہوگی۔

اذان کا مسنون طریقہ

﴿مسئلہ﴾ اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہو کر کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑے ہو اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے اس قدر کہ جس سے تکلیف ہو

❶ حصہ پانزدہم بہشتی گوہر ص ۲۳

ان کلمات کو کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ چار بار پھر اَشْهَدُاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ دومرتبہ پھر اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو بار پھر حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ دومرتبہ پھر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ دومرتبہ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ دومرتبہ پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ ایک مرتبہ اور حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہتے وقت دائیں طرف منہ پھیر لیا کرے اس طرح سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی دومرتبہ کہے' پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے اور فجر کی اذان کے سترہ اور اذان کے الفاظ کو گانے کے طور پر ادا نہ کرے اور نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے' اور دومرتبہ اللہ اکبر کہہ کہ اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور اللہ اکبر کے سوا دوسرے الفاظ میں بھی ہر لفظ کے بعد اس قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے۔

اقامت کا بیان

﴿مسئلہ﴾ اقامت کا بھی یہی طریقہ ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے' یعنی یہ بہتر ہے' اور اقامت مسجد کے اندر اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے اقامت میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نہیں بلکہ بجائے اس کے پانچوں وقت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ دومرتبہ کہیں اور اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو بند کرنا بھی نہیں ہے اس لئے کہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کے لئے بند کیے جاتے ہیں اور وہ یہاں مقصود نہیں اور اقامت میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتے وقت دائیں بائیں جانب منہ پھیرنا بھی نہیں ہے یعنی ضروری نہیں اگرچہ بعض فقہاء نے لکھا ہے۔

اذان اور اقامت کے احکام

﴿مسئلہ﴾ سب فرض عین نمازوں کے لئے ایک بار اذان کہنا مردوں پر سنت مؤکدہ ہے' مسافر ہو یا مقیم جماعت کی نماز ہو یا تنہا' ادا نماز ہو یا قضا' اور نماز جمعہ کے لئے دوبارہ اذان

کہنا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو کہ جس میں عام لوگ مبتلا ہوں تو اس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے گی اور اگر کسی خاص سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ طور پر آہستہ کہی جائے' تاکہ لوگوں کو اذان سن کر نماز قضا ہونے کا علم نہ ہو اس لئے کہ نماز کا قضا ہو جانا غفلت اور سستی پر دلالت کرتا ہے اور دین کے کاموں میں غفلت اور سستی گناہ ہے گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہے اور باقی نمازوں کے لئے صرف اقامت ہاں یہ مستحب ہے کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ مسافر کے لئے اگر اس کے تمام ساتھی موجود ہوں اذان مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اس کے لئے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں بشرطیکہ محلّہ کی مسجد یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو اسے لئے محلّہ کی اذان یا اقامت تمام محلّہ والوں کو کافی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس مسجد میں اذان اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس لئے کہ محلّہ کی اذان یا اقامت تمام محلّہ والوں کو کافی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس میں اگر نماز پڑھی جائے تو اذان و اقامت کہنا مکروہ ہے ہاں اگر اس مسجد میں کوئی موذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص ایسے مقام پر جہاں جمعہ کی نماز کے شرائط پائے جاتے ہوں اور جمعہ ہوتا ہو ظہر کی نماز پڑھے تو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ وہ ظہر کی نماز کسی عذر سے پڑھتا ہو یا بلا عذر اور خواہ نماز جمعہ کے ختم ہونے سے قبل پڑھے یا ختم ہونے کے بعد۔ ﴿مسئلہ﴾ عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔ ﴿مسئلہ﴾ فرض عین نمازوں کے سوا اور کسی نماز کے لئے اذان اور اقامت مسنون نہیں خواہ فرض کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین یا نفل ہو جیسے اور نمازیں۔

﴿مسئلہ﴾ جو شخص اذان سنے مرد ہو یا عورت' طاہر ہو یا جب اس پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے اور بعض نے واجب بھی کہا ہے مگر معتمد اور ظاہر مذہب استحباب ہی ہے' یعنی جو لفظ مؤذن کی زبان سے سنے وہی کہے مگر حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بھی کہے اور اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صدقت وبررت اور اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَ الصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِىْ وَ عَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ. ﴿مسئلہ﴾ جمعہ کی پہلی اذان سن کر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد میں جانا واجب ہے۔ خرید وفروخت یا کسی اور کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے واجب نہیں اور قد قامت الصلوة کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہے۔

﴿مسئلہ﴾ کن صورتوں میں اذان کا جواب دینا ممنوع ہے؟ جواب آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہئے:

(۱) نماز کی حالت میں۔ (۲) خطبہ سننے کی حالت میں خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا کسی اور چیز کا (۳'۴) حیض ونفاس میں یعنی ضروری نہیں۔ (۵) علم دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں (۶) کھانا کھانے کی حالت میں۔ (۷) جماع کی حالت میں۔ (۸) پیشاب پاخانہ کی حالت میں یعنی ضروری نہیں' ہاں بعد ان چیزوں کی فراغت کے اگر اذان ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دینا چاہئے ورنہ نہیں۔

اذان (۱) اور اقامت کے سنن اور مستحبات

اذان اور اقامت کے سنن دو قسم کے ہیں بعض مؤذن کے متعلق ہیں اور بعض اذان اور اقامت کے متعلق لہذا ہم پہلے نمبر ۵ تک مؤذن کی سنتوں کا ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اذان کی سنتیں بیان کریں گے۔ (۱) مؤذن مرد ہونا چاہئے عورت کی اذان واقامت مکروہ تحریمی ہے' اگر عورت اذان کہے تو اس کا اعادہ کر لینا چاہئے اقامت کا اعادہ نہیں اس لئے کہ تکرار اقامت مشروع نہیں بخلاف تکرار اذان کے (۲) مؤذن کا عاقل ہونا' مجنون اور مست اور نا سمجھ بچے کی اذان واقامت مکروہ ہے اور ان کی اذانوں کا اعادہ کر لینا چاہئے نہ اقامت کا (۳) مؤذن کا

---

(۱) جاہل سے مراد یہ ہے کہ نماز کے اوقات سے خود واقف نہ ہو اور نہ کسی واقف سے پوچھ کر اذان دے۔

مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا' اگر جاہل ❶ آدمی اذان دے تو اس کو مؤذن کے برابر ثواب نہ ملے گا (۴) مؤذن کا پرہیز گار اور دیندار ہونا لوگوں کے حال سے خبردار رہنا اور لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں ان کو تنبیہ کرنا یعنی اگر یہ خوف نہ ہو کہ مجھ کو کوئی ستائے گا۔ (۵) مؤذن کا بلند آواز ہونا (۶) اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے ہاں جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا مکروہ نہیں بلکہ تمام اسلامی شہروں میں معمول ہے (۷) اذان کا کھڑے ہو کر کہنا' اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کرنا چاہئے ہاں اگر مسافر سوار ہو یا مقیم' اذان صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں (۸) اذان کا بلند آواز سے کہنا ہاں اگر صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو اختیار ہے مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہوگا (۹) اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے (۱۰) اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سنت ہے یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان بغیر اس قدر ٹھہرے ہوئے کہدے تو اس کا اعادہ مستحب ہے اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے تو اس کا اعادہ مستحب نہیں (۱۱) اذان میں **حی علی الصلوۃ** کہتے وقت داہنی طرف کو منہ پھیرنا اور **حی علی الفلاح** کہتے وقت بائیں طرف کو منہ پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے (۱۲) اذان اور اقامت کا قبلہ رخ ہو کر کہنا بشرطیکہ سوار نہ ہو' بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان و اقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے (۱۳) اذان کہتے وقت حدث اکبر سے پاک ہونا ضروری ہے اور دونوں حدثوں سے پاک ہونا مستحب اور اقامت کہتے وقت دونوں حدثوں سے پاک ہونا ضروری ہے' اگر حدث اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے' اسی طرح کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے' اسی طرح اگر کوئی حدث اکبر یا حدث

❶ از حصہ یازدہم ص ۲۶۔

اصغر کی حالت میں اقامت کہے تو مکروہ تحریمی ہے، مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں (۱۴) اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب دار کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص مؤخر لفظ کو پہلے کہہ جائے مثلاً اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه سے پہلے اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کہہ جائے یا حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة سے پہلے حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہہ جائے تو اس صورت میں صرف مؤخر لفظ کا اعادہ ضروری ہے جس کو اس نے مقدم کہہ دیا ہے پہلی صورت میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہہ کر اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے، اور دوسری صورت میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کہہ کر حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پھر کہے، پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں (۱۵) اذان ❶ اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔

اگر کوئی شخص اثنائے اذان و اقامت میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا اعادہ کرے اقامت کا نہیں۔

اذان کے متفرق مسائل

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور اذان ختم ہونے کے بعد خیال آئے یا دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گزر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہیے ہاں تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ ضرورت نہیں، اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل نہ سمجھا جائے گا، اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے گا، اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جائے جو نماز کی قسم سے نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت میں اقامت کا اعادہ کر لینا چاہیے۔

❶ یہ حکم مؤذن کا ہے اور اذان اور تکبیر سننے والے کو بھی سزاوار نہیں کہ درمیان اذان و تکبیر کے کلام کرے اور وہ نہ قرات قرآن میں مشغول ہو اور نہ کسی کام میں سوائے جواب دینے کے اذان اور اقامت کا اور اگر وہ قرآن پڑھتا ہو تو چاہیے کہ قطع کر دے اور اذان اور اقامت کے سننے اور جواب دینے میں مشغول ہو جائے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر مؤذن اذان دینے کی حالت میں مر جائے یا بیہوش ہو جائے یا اس کی آواز بند ہو جائے یا بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہیں یا اس کو حدث ہو جائے اور وہ اس کو دور کرنے کے لئے چلا جائے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنت مؤکدہ ہے۔
﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدث اصغر ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت پوری کر کے اس حدث کو دور کرنے جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے۔
﴿مسئلہ﴾ جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے ہاں اگر وہ اذان دے کر کہیں چلا جائے یا کسی دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کئی موذنوں کا ایک ساتھ اذان دینا جائز ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ موذن کو چاہئے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے وہیں ختم کرے۔ ﴿مسئلہ﴾ اذان اور اقامت کے لئے نیت شرط نہیں ہاں ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کر لے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کے لئے کہتا ہوں اور کچھ مقصود نہیں۔

نماز کا بیان [1]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا مرتبہ ہے کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کر دی ہیں' ان کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور ان کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اچھی طرح سے وضو کیا کرے اور خوب اچھی طرح سے دل لگا کر نماز پڑھا کرے' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ سب بخش دے گا اور جنت دے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا (یعنی نماز کو نہ پڑھا) اس نے دین کو برباد کر دیا' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت

[1] بہشتی زیور حصہ دوم ص ۹۔

میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور منہ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہوں گے اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان اور قارون اور بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا اس لئے نماز پڑھنا بہت ضروری ہے اور نہ پڑھنے سے دنیا اور دین دونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے' اس سے بڑھ کر اور کیا نقصان ہوگا بے نمازی کا حشر فرعون کے ساتھ کیا گیا' بے نمازی کافروں کے برابر سمجھا گیا خدا کی پناہ نماز نہ پڑھنا کتنی بری بات ہے' البتہ مجنون اور چھوٹی لڑکی اور لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوئے ہوں' ان لوگوں پر نماز واجب نہیں باقی سب مسلمانوں پر فرض ہے لیکن اولاد جب سات برس کی ہو جائے تو مار کر پڑھوائیں اور نماز کو چھوڑنا کبھی کسی وقت درست نہیں ہے جس طرح ہو سکے نماز ضرور پڑھے البتہ اگر نماز پڑھنا بھول گیا بالکل یاد نہ رہا جب وقت جاتا رہا تب یاد آیا کہ میں نے نماز نہیں پڑھی یا ایسا غافل سو گیا کہ آنکھ نہ کھلی اور نماز قضا ہوگئی تو ایسے وقت گناہ نہ ہوگا لیکن جب یاد آئے اور آنکھ کھلے تو وضو کر کے فوراً قضا پڑھ لینا فرض ہے' البتہ اگر وقت مکروہ ہو تو ذرا ٹھہر جاوے تاکہ مکروہ وقت نکل جاوے اسی طرح جو بے ہوشی کی وجہ سے نہیں پڑھیں اس میں بھی گناہ نہیں لیکن ہوش آنے کے بعد فوراً قضا پڑھنی پڑے گی۔ ﴿مسئلہ﴾ (1) کسی کے لڑکا پیدا ہو رہا لیکن ابھی سب نہیں نکلا' کچھ باہر نکلا ہے اور کچھ نہیں نکلا ایسے وقت بھی اگر ہوش و حواس باقی ہوں تو نماز پڑھنا فرض ہے قضا کر دینا درست نہیں البتہ اگر نماز پڑھنے سے بچہ کی جان کا خوف ہو تو نماز کا قضا کر دینا درست ہے اسی طرح دائی جنائی کو بھی اگر یہ خوف ہو کہ میں نماز پڑھنے لگوں گی تو بچہ صدمہ کو پہنچے گا تو ایسے وقت دائی کو بھی نماز کا قضا کر دینا درست ہے لیکن ان سب کو پھر جلدی قضا پڑھ لینا چاہئے۔

﴿عمل ۱﴾ نماز صحیح وقت پر پڑھو رکوع وسجدہ اچھی طرح کرو جی لگا کر پڑھو۔
﴿عمل ۲﴾ جب بچہ سات برس کا ہو جائے اس کو نماز کی تاکید کرو جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر نماز پڑھاو۔ ﴿عمل ۳﴾ ایسے کپڑے یا ایسی جگہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں کہ اس کی پھول

(1) حصہ دوم ص ۶۴

پتی میں دھیان لگ جائے۔ ﴿عمل ۴﴾ نمازی کے آگے کوئی آڑ ہونا چاہئے اگر کچھ نہ ہوتو ایک لکڑی کھڑی کرلو یا کوئی اونچی چیز رکھ لو اور اس چیز کو دائیں یا بائیں ابرو کے مقابل رکھو۔ ﴿عمل ۵﴾ فرض پڑھ کر بہتر ہے کہ اس جگہ سے ہٹ کر سنت ونفل پڑھو۔ ﴿عمل ۶﴾ نماز میں ادھر ادھر مت دیکھو اوپر نگاہ مت اٹھاؤ جہاں تک ہو سکے جمائی کو روکو۔ ﴿عمل ۷﴾ جب پیشاب یا پاخانے کا تقاضا ہوتو پہلے اس سے فراغت کرلو پھر نماز پڑھو۔ ﴿عمل ۸﴾ نفلیں اور وظیفے اتنے شروع کرو جس کا نباہ ہو سکے۔ ❶

نقشہ رکعات نماز پنجگانہ:

نام نماز	کل رکعات نماز	رکعات سنت قبل	تعداد رکعات فرض	تفصیل رکعات بعد فرض				کیفیت
				سنت	نفل	واجب	نفل	
فجر	۴	مؤکدہ ۲	۲	-	-	-	-	فرض کے
ظہر	۱۲	مؤکدہ ۴	۴	۲	۲	-	-	بعد سب
عصر	۸	مؤکدہ ۴	۴	-	-	-	-	سنتیں
مغرب	۷	-	۳	۲	۲	-	-	مؤکدہ
عشاء	۱۷	مؤکدہ ۴	۴	۲	۲	وتر ۳	۲	ہیں

مسائل ❷

(۱) آدمی کے بال اگر اکھاڑے جائیں تو ان بالوں کا سرنا پاک ہے اس چکنائی کی وجہ سے جو اس میں لگی ہوئی ہوتی ہے۔

(۲) عیدین کی نماز جہاں واجب ہے وہاں کے سب مرد وعورت کو نماز عیدین سے قبل نماز فجر کے بعد کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ ❸

❶ حصہ ہفتم ص ۳۔ ❷ حصہ دوم ص ۶۵ ❸ بحرالرائق

(۳) حالت جنابت میں ناخن کاٹنا اور ناف کے نیچے کے یا اور کسی مقام کے بال دور کرنا مکروہ ہے۔ ❶

(۴) نابالغ بچوں کو نماز وغیرہ ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جوان کو تعلیم کرے اسے تعلیم کا ثواب ملتا ہے۔

(۵) جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے ان وقتوں میں اگر قرآن مجید کی تلاوت کرے تو مکروہ نہیں ہے یا بجائے تلاوت کے دورد شریف پڑھے یا ذکر کرے۔ ❷

(٦) اگر نمازی پہلی رکعت میں کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھے اور دوسری رکعت میں اس سورت کا باقی حصہ پڑھے تو بلا کراہت درست ہے اور اسی طرح اگر اول رکعت میں کسی صورت کا درمیانی حصہ یا ابتدائی حصہ یا کوئی پوری چھوٹی سورت پڑھے تو بلا کراہت درست ہے۔ ❸

مگر اس قسم کی عادت ڈالنا خلاف اولیٰ ہے بہتر ہے کہ ہر رکعت میں مستقل سورت پڑھے۔

(۷) تروایح میں قرآن پڑھتے وقت کوئی آیت یا سورت غلطی سے چھوٹ جائے اور آیت یا سورت کے آگے پڑھنے لگے اور پھر یاد آئے کہ فلاں آیت یا سورت چھوٹ گئی تو مستحب یہ ہے کہ چھٹی ہوئی آیت یا سورت کو پڑھے پھر جس قدر قرآن شریف چھوٹ جانے کے بعد پڑھ لیا تھا اس کو دوبارہ پڑھے تا کہ قرآن مجید با ترتیب ختم ہو۔ ❹

اور چونکہ ایسا کرنا مستحب ہی ہے لہٰذا اگر کسی نے بوجہ اس کے کہ بہت زیادہ پڑھنے کے بعد یاد آیا تھا کہ فلانی جگہ کچھ رہ گیا اور اس وجہ سے وہاں سے یہاں تک کل کا پڑھنا گراں ہے اس لئے فقط اسی رہے ہوئے کو پڑھ کر پھر آگے پڑھنا شروع کر دیا تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

(۸) مرتے وقت پیشانی پر پسینہ آنا اور آنکھوں سے پانی بہنا اور ناک کے نتھنوں کے پردہ کا کشادہ ہو جانا اچھی موت کی علامت ہے اور فقط پسینہ آنا بھی اچھی موت کی نشانی ہے۔ ❺

---

❶ عالمگیری مصطفائی ص ۲۳۸ ج ٦ ❷ صغریٰ مجتبائی ص ۲۵۸

❸ صغریٰ ص ۲۵٦ ❹ عالمگیری مصطفائی ص ۷۰ ج ۱

❺ تذکرۃ الموتیٰ القبور از جامع ترمذی وغیرہ

(۹) راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ اس میں نجاست کا اثر معلوم نہ ہو۔ ❶

(۱۰) مستعمل پانی یعنی ایسا پانی کہ جس سے کسی بے وضو نے وضو کیا ہو یا جس سے کسی نہانے کی حاجت والے نے غسل کیا ہو یا جس سے کسی باوضو شخص نے ثواب کے لئے دوبارہ وضو کیا ہو یا جس سے کوئی شخص غسل واجب ہوئے بغیر ثواب کے لئے نہایا ہو مثلاً جمعہ کے دن محض ثواب کے لئے نہایا ہو حالانکہ اسے نہانے کی حاجت نہ تھی سو ایسے پانی سے وضو غسل جائز نہیں اور ایسے پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے۔ ❷

یہ جو بیان ہوا ہے کہ نہانے والے کی حاجت والے نے غسل کیا ہو' یہ جب کہ نہانے والے کے بدن پر نجاست حقیقیہ نہ لگی ہو' اور جو لگی ہو تو اس کا دھوون ناپاک ہے اور اس کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال حرام ہے۔

نماز ❸ کے اوقات

﴿مسئلہ﴾ پچھلی رات کو صبح ہوتے وقت پورب کی طرف یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہے آسمان کے لمبان پر کچھ سپیدی دکھائی دیتی ہے پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر چوڑان میں سپیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اجالا ہو جاتا ہے تو جب سے یہ چوڑی سپیدی دکھائی دے اس وقت سے فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور آفتاب کے نکلنے تک باقی رہتا ہے جب آفتاب کا ذرا سا کنارہ نکل آتا ہے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے لیکن اول ہی وقت بہت تڑکے نماز پڑھ لینا بہتر ❹ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور دوپہر ڈھل جانے کی نشانی یہ ہے کہ لمبی چیزوں کا سایہ پچھم سے شمال کی طرف سرکتا سرکتا بالکل شمال کی سیدھ میں

❶ مراقی الفلاح ❷ شامی ❸ حصہ دوم ص ۶۸

❹ یہ حکم عورتوں کا ہے اور مردوں کے لئے حکم یہ ہے کہ جب اجالا ہو جائے اس وقت پڑھیں بہت اندھیرے میں نہ پڑھیں ۱۲۔

آ کر پورب کی طرف مڑنے لگے، بس سمجھو کہ دوپہر ڈھل گئی اور پورب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے سے بائیں ہاتھ کی طرف کا نام شمال ہے اور ایک پہچان اس سے بھی آسان ہے وہ یہ کہ سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے پس جب گھٹنا موقوف ہو جائے اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے، پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا بس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے اور جتنا سایہ ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب تک ہر چیز کا سایہ دگنا ہو جائے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے مثلاً ایک ہاتھ لکڑی کا سیاہ ٹھیک دوپہر کو چار انگل تھا تو جب تک دو ہاتھ اور چار انگل نہ ہو اس وقت تک ظہر کا وقت ہے اور جب دو ہاتھ اور چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آ گیا اور عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر کسی وجہ سے اتنی دیر ہو گئی تو خیر پڑھ لے لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور اس عصر کے سوا اور کوئی نماز ایسے وقت پڑھنا درست نہیں ہے نہ قضا نہ نفل کچھ نہ پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آ گیا، پھر جب تک پچھّم کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے اس وقت تک مغرب کا وقت رہتا ہے لیکن مغرب کی نماز میں اتنی دیر نہ کرے کہ تارے خوب چٹک جائیں، کیونکہ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے پھر جب وہ سرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے، لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ملتا ہے اس لیے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات جانے سے پہلے ہی پڑھ لے۔ ﴿مسئلہ﴾ گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز میں جلدی نہ کرے، گرمی کی تیزی کا وقت جب جاتا رہے اس وقت پڑھنا مستحب ہے اور جاڑوں میں اول وقت پڑھ لینا مستحب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اور عصر کی نماز ذرا دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے کہ وقت آنے کے بعد اگر کچھ نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے کیونکہ عصر کے بعد تو نفلیں پڑھنا درست نہیں چاہے گرمی کا موسم ہو یا جاڑے کا دونوں کا ایک ہی حکم ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ سورج میں زردی آ جائے اور دھوپ کا رنگ بدل جائے اور مغرب کی نماز میں جلدی کرنا اور سورج ڈوبتے ہی پڑھ لینا مستحب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جو کوئی تہجد کی نماز پچھلی رات کو اٹھ کر پڑھا

کرتا ہو تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اس کو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہ ہو اور سو جانے کا ڈر ہو تو عشاء کے بعد سونے سے پہلے ہی پڑھ لینا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ بدلی کے دن فجر اور ظہر اور مغرب کی نماز ذرا دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے اور عصر کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

﴿مسئلہ﴾ سورج نکلتے وقت، ٹھیک دوپہر کو اور سورج ڈوبتے وقت کوئی نماز پڑھ لے اور ان تینوں وقت سجدہ تلاوت بھی مکروہ اور منع ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد جب تک سورج نکل کے اونچا نہ ہو جائے نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ سورج نکلتے وقت سے پہلے قضا نماز پڑھنا درست ہے اور سجدہ تلاوت بھی درست ہے اور جب سورج نکل آیا تو جب تک ذرا روشنی نہ آ جائے قضا نماز بھی درست نہیں، ایسے ہی عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد نفل نماز پڑھنا جائز نہیں، البتہ قضا اور سجدہ کی آیت کا سجدہ درست ہے لیکن جب دھوپ پیلی پڑ جائے تو یہ بھی درست نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ فجر کے وقت سورج نکل آنے کے ڈر سے جلدی کے مارے فقط فرض پڑھ لئے تو اب جب تک سورج اونچا اور روشن نہ ہو جائے اس وقت تک سنت نہ پڑھے، جب ذرا روشنی آ جائے اس وقت سنت وغیرہ اور جو نماز چاہے پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ جب صبح ہو جائے اور فجر کا وقت آ جائے تو دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا اور کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں یعنی مکروہ ہے۔ البتہ قضا نمازیں پڑھنا اور سجدہ کی آیت پر سجدہ کرنا درست ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر فجر کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا تو نماز نہیں ہوئی، سورج میں روشنی آ جانے کے بعد قضا پڑھے اور اگر عصر کی نماز پڑھنے میں سورج ڈوب گیا تو نماز ہو گئی قضا نہ پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سو رہنا مکروہ ہے نماز پڑھ کے سونا چاہئے لیکن اگر کوئی مریض یا سفر سے بہت تھکا ماندہ ہو اور کسی سے کہہ دے کہ مجھ کو نماز کے وقت جگا دینا اور وہ دوسرا وعدہ کر لے تو سو رہنا درست ہے۔

نماز ❶ کی شرطیں اور مسائل

﴿مسئلہ﴾ نماز شروع کرنے سے پہلے کئی چیزیں واجب ہیں اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے، نہانے کی ضرورت ہو تو غسل کرے بدن پر یا کپڑے پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کرے جس جگہ نماز پڑھنی ہے وہ بھی پاک ہونی چاہئے فقط منہ اور دونوں ہتھیلی اور دونوں پیر کے سوا سر سے پیر تک سارا بدن خوب ڈھانک ❷ لے۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے جس نماز کو پڑھنا چاہتی ہے اس کی نیت یعنی دل سے ارادہ کرے وقت آنے کے بعد نماز پڑھے، یہ سب چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں اگر ان میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی تو نماز نہ ہوگی۔

﴿مسئلہ﴾ باریک تن زیب یا بک یا جالی وغیرہ کا بہت باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر نماز پڑھتے وقت چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران یا چوتھائی بانہہ کھل جائے اور اتنی دیر کھلی رہے، جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے اور اگر اتنی دیر نہیں لگی بلکہ کھلتے ہی ڈھک لیا تو نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے اور اگر اتنی دیر نہیں لگی بلکہ کھلتے ہی ڈھک لیا تو نماز ہوگئی، اسی طرح جتنے بدن کا ڈھانکنا واجب ہے اس میں سے چوتھائی عضو کھل جائے گا، تو نماز نہ ہوگی، جیسے ایک کان کی چوتھائی یا چوتھائی سر یا چوتھائی بال یا چوتھائی پیٹ یا چوتھائی پیٹھ چوتھائی گردن، چوتھائی سینہ، چوتھائی چھاتی وغیرہ کھل جانے سے نماز نہ ہوگی۔

﴿مسئلہ﴾ جولڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی اگر اس کی اوڑھنی سرک گئی اور اس کا سر کھل گیا تو اس کی نماز ہوگئی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کپڑے یا بدن پر کچھ نجاست لگی ہے لیکن پانی کہیں نہیں ملتا تو اسی طرح نجاست کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ ﴿مسئلہ﴾ اور اگر سارا کپڑا نجس ہو یا پورا کپڑا تو نجس نہیں لیکن بہت ہی کم پاک ہے یعنی ایک چوتھائی سے کم پاک ہے اور باقی سب کا سب

---

❶ از حصہ دوم بہشتی زیور ص ۱۳

❷ یہ صرف عورتوں کا حکم ہے اور مردوں کو صرف ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنے تک ڈھانکنا فرض ہے اس کے سوا اور بدن کھلا ہو تو نماز ہو جائے گی لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

نجس ہے تو ایسے وقت یہ بھی درست ہے کہ اس کپڑے کو پہنے پہنے نماز پڑھے اور یہ بھی درست ہے کہ کپڑا اتار ڈالے اور ننگے ہو کر نماز پڑھے لیکن ننگے ہو کر نماز پڑھنے سے اس نجس کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا بہتر ہے اور اگر چوتھائی کپڑا یا چوتھائی سے زیادہ پاک ہو تو ننگے ہو کر نماز پڑھنا درست نہیں اسی نجس کپڑے کو پہن کر پڑھنا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو ننگے ہو کر نماز پڑھے' لیکن ایسی جگہ پڑھے کہ کوئی نہ دیکھ سکے اور کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے اور اگر کھڑے پڑھے اور رکوع سجدہ ادا کرے تو بھی درست ہے نماز ہو جائے گی لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مسافرت میں کسی کے پاس تھوڑا سا پانی ہے کہ اگر نجاست دھوتا ہے تو وضو کے لئے نہیں بچتا اور اگر وضو کرے تو نجاست پاک کرنے کے لئے پانی نہ بچے گا' تو اس پانی سے نجاست دھو ڈالے پھر وضو کے لئے تیمّم کرے۔ ﴿مسئلہ﴾ ظہر کی نماز پڑھی لیکن جب پڑھ چکا تو معلوم ہوا کہ جس وقت نماز پڑھی تھی اس وقت ظہر کا وقت نہیں رہا تھا' بلکہ عصر کا وقت آ گیا تھا' تو اب پھر قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ وہی نماز جو پڑھی ہے قضا میں آ جائے گی اور ایسا سمجھیں گے کہ قضا پڑھی تھی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر وقت آنے سے پہلے ہی نماز پڑھ لی تھی تو نماز نہیں ہوئی۔

مسائل طہارت [1]

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ (اوڑھ کر نماز پڑھتے ہوئے) نماز پڑھنے والے کے اٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اور اسی طرح اس چیز کا بھی پاک ہونا چاہئے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہو' بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے نہ رکی ہوئی ہو' مثلاً نماز پڑھنے والا کسی بچہ کو اٹھائے ہوئے ہو اور اس بچہ کا جسم یا کپڑا نجس ہو اور وہ بچہ خود اپنی طاقت سے رکا ہوا نہ ہو تب تو اس کا پاک ہونا نماز کی صحت کے لئے شرط ہے اور جب بچہ کا بدن اور کپڑا اس قدر نجس ہو جو مانع نماز ہے تو اس صورت میں اس شخص کی نماز درست نہ

[1] از حصہ یازدہم ص ۲۹۔

ہوگی اور اگر خود اپنی طاقت سے رکا ہوا بیٹھا ہوتو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے' پس یہ نجاست اسی طرف منسوب ہوگی اور نماز پڑھنے والے سے کچھ اس کا تعلق نہ سمجھا جائے گا اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں ہو اور خارج میں اس کا کچھ اثر موجود نہ ہوتو کچھ حرج نہیں' مثلاً نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اس کے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہوتو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ اس کا لعاب اس کے جسم کے اندر ہے اور وہی اس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے پس مثل اس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ میں رہتی ہے۔ جس سے طہارت شرط نہیں' اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا جس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہوتب بھی کچھ حرج نہیں اس لئے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے خارج میں اس کا کچھ اثر نہیں بخلاف اس کے کہ اگر شیشی میں پیشاب بھرا ہوا ور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگر چہ منہ بند ہو اس لئے کہ اس کا یہ پیشاب ایسی جگہ نہیں جہاں پیشاب ہوتا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز پڑھنے کی جگہ نجاست حقیقہ ❶ سے پاک ہونا چاہئے' ہاں اگر نجاست بقدر معافی ہوتو کچھ حرج نہیں' نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہیں اور اسی طرح سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اٹھائے رہے تب بھی کافی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اس کا اسی قدر پاک ہونا ضروری ہے' پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی نجس مقام پر کوئی پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی سوکھے نجس مقام پر پڑتا ہو ❷ تو کچھ حرج نہیں۔

---

❶ یعنی جتنی ناپاک چیزیں ہیں مثلاً پیشاب پاخانہ منی وغیرہ۔

❷ یعنی جبکہ پاک جگہ کھڑا ہو اور سجدہ کرنے میں کپڑے نجس مقام پر پڑتے ہوں بشرطیکہ وہ نجس جگہ سوکھی ہو یا گیلی ہو مگر کپڑوں میں اس قدر نجاست کا اثر نہ آئے جو مانع نماز ہو۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیوں کے فعل کے ہو تو جب معذوری جاتی رہے گی نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا' مثلاً کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اس کے کپڑے اتار لیے ہوں یا کسی دشمن نے اس کے کپڑے اتار لئے ہوں یا کوئی دشمن کہتا ہو کہ اگر تو کپڑے پہنے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں' مثلاً کسی کے پاس کپڑے ہی نہ ہوں۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ چاہے اس سے اپنے جسم کو چھپائے چاہے اس کو بچھا کر نماز پڑھے تو اس کو چاہئے کہ اپنے جسم کو چھپالے اور نماز اسی نجس مقام میں پڑھ لے اگر پاک جگہ میسر نہ ہو۔

نیت کرنے کا بیان [1]

﴿مسئلہ﴾ زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں جب اتنا سوچ لے کہ میں آج ظہر کی فرض نماز پڑھتا ہوں' اگر سنت پڑھتا ہو تو یہ سوچ لے کہ ظہر کی سنت پڑھتا ہوں بس اتنا خیال کر کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے تو نماز ہو جائے گی جو لمبی چوڑی نیت لوگوں میں مشہور ہے اس کا کہنا ضروری نہیں ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر زبان سے نیت کہنا چاہے تو اتنا کہہ دینا کافی ہے' نیت کرتا ہوں میں آج کے ظہر کے فرض کی اللہ اکبر' یا نیت کرتا ہوں میں ظہر کی سنتوں کی اللہ اکبر' اور چار رکعت نماز وقت ظہر منہ میرا کعبہ شریف کی طرف یہ سب کہنا ضروری نہیں ہے چاہے کہے چاہے نہ کہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر دل میں تو یہی خیال ہے کہ میں ظہر کی نماز پڑھتا ہوں لیکن ظہر کی جگہ زبان سے عصر کا وقت نکل گیا تو بھی نماز ہو جائے گی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر بھولے سے چار رکعت کی جگہ چھ رکعت یا تین رکعت زبان سے نکل جائے تو بھی نماز ہو جائے گی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کئی نمازیں قضا ہو گئی ہیں اور قضا پڑھنے کا ارادہ ہے تو وقت کو مقرر کر کے نیت کرے' یعنی یوں نیت کرے کہ میں فجر کی قضا پڑھتا ہوں' اگر ظہر کی قضا پڑھنا منظور ہو تو یوں نیت کرے کہ ظہر کے فرض کی قضا پڑھتا ہوں اس طرح جس وقت کی قضا نماز پڑھتا ہو خاص اسی کی نیت کرنا چاہئے' اگر فقط اتنی

[1] اس عنوان کے تمام مسائل بہشتی زیور حصہ دوم ص ۱۴ میں نماز کی شرطوں کے بیان میں درج ہیں (اش)

نیت کر لے کہ میں قضا نماز پڑھتا ہوں اور خاص اس وقت کی نیت نہیں کی تو قضا صحیح نہیں ہوگی' پھر سے پڑھنی پڑے گی۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کئی دن کی نمازیں قضا ہوگئیں تو دن تاریخ بھی مقرر کر کے نیت کرنا چاہئے جیسے کسی کی سنیچر' اتوار' پیر منگل چار دن کی نمازیں جاتی رہیں تو اب فقط اتنی نیت کرنا کہ میں فجر کی نماز پڑھتا ہوں درست نہیں بلکہ یوں نیت کرے کہ سنیچر کی فجر کی قضا پڑھتا ہوں' پھر ظہر پڑھتے وقت کہے کہ سنیچر کی ظہر کی قضا پڑھتا ہوں' اسی طرح کہتا جائے' پھر جب سنیچر کی سب نمازیں قضا کر چکے تو کہے کہ اتوار کی فجر کی قضا پڑھتا ہوں' اسی طرح سب نمازیں قضا پڑھے' اگر کئی مہینہ اور کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو مہینے اور سال کا بھی نام لے اور کہے کہ فلانے سال کے فلانے مہینے کی فلاں تاریخ کی فجر کی نماز قضا پڑھتا ہوں اس طرح نیت کئے بغیر قضا صحیح نہیں ہوتی۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کو دن تاریخ مہینہ سال کچھ یاد نہ ہو تو یوں نیت کرے کہ فجر کی نمازیں جتنی میرے ذمہ قضا ہیں ان میں سے جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتا ہوں یا ظہر کی نمازیں جتنی میرے ذمہ قضا ہیں ان میں سے جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتا ہوں۔

اسی طرح نیت کر کے برابر قضا پڑھتا رہے جب دل گواہی دے دے کہ اب سب نمازیں جتنی جاتی رہی تھیں سب کی قضا پڑھ چکا ہوں تو قضا پڑھنا چھوڑ دے۔

﴿مسئلہ﴾ سنت اور نفل اور تراویح کی نماز میں فقط اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں سنت ہونے یا نفل ہونے کی کچھ نیت نہیں کی تو بھی درست ہے مگر سنت تراویح کی نیت کر لینا زیادہ احتیاط کی بات ہے۔

قبلہ ❶ کی طرف منہ کرنے کا بیان

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی ایسی جگہ ہے کہ قبلہ معلوم نہیں ہوتا کہ کدھر ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے پوچھ سکے تو اپنے دل میں سوچے جدھر دل گواہی دے اس طرف پڑھ لے' اگر بے سوچے پڑھ لے گا تو نماز نہ ہوگی لیکن بے سوچے پڑھنے کی صورت میں اگر بعد میں

❶ حصہ دوم ص ۱۶

معلوم ہو جائے کہ ٹھیک قبلہ ہی کی طرف پڑھی ہے تو نماز ہو جائے گی اور اگر وہاں آدمی تو موجود ہے لیکن پردہ اور شرم کے مارے پوچھا نہیں اسی طرح نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوئی' ایسے وقت ایسی شرم نہ کرنی چاہیے بلکہ پوچھ کے نماز پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی بتلانے والا نہ ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی پھر معلو ہوا کہ جدھر نماز پڑھی ہے ادھر قبلہ نہیں ہے تو بھی نماز ہو گی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر بے رخ نماز پڑھ رہا تھا پھر نماز ہی میں معلوم ہو گیا کہ قبلہ ادھر نہیں ہے بلکہ فلانی طرف ہے تو نماز ہی میں قبلہ کی طرف گھوم جائے' اب معلوم ہونے کے بعد اگر قبلہ کی طرف نہ پھرے گا تو نماز نہ ہو گی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے اندر پڑھنے والے کو اختیار ہے جدھر چاہے منہ کر کے نماز پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ کعبہ شریف کے اندر فرض نماز بھی درست ہے اور نفل بھی درست ہے۔

قبلہ کے مسائل

﴿مسئلہ﴾ اگر قبلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدی سب کو اپنے غالب گمان پر عمل کرنا چاہیے لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہو گا تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہو گی اس لئے کہ وہ امام اس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتداء جائز نہیں' لہٰذا ایسی صورتوں میں اس مقتدی کو تنہا نماز پڑھنی چاہیے جس طرف اس کا غالب گمان ہو۔

نیت کے مسائل

﴿مسئلہ﴾ مقتدی کو اپنے امام کی اقتداء کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے امامت کی نیت کرنا شرط نہیں ہاں اگر کوئی عورت اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ' جمعہ اور عیدین کی نہ ہو تو اس کی اقتدا صحیح ہونے کے لئے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو

یا نماز جنازہ، جمعہ اور عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمر بلکہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں ہاں اگر نام لے کر تعیین کر لے گا اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہوگا تو اس کی نماز نہ ہوگی، مثلاً کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں حالانکہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ خالد ہے تو اس مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔

﴿مسئلہ﴾ جنازے کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہئے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دعا کے لئے پڑھتا ہوں اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ نیت کر لینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اس کی میں پڑھتا ہوں ❶ بعض علماء کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نماز کی نیت کر لینا کافی ہے اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نماز سنت ہے یا مستحب اور سنت فجر کے وقت کی ہے یا ظہر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد ہے یا تراویح یا کسوف ہے یا خسوف، راجح یہ ہے کہ تخصیص کے ساتھ نیت کرے۔

تکبیر تحریمہ کا بیان

﴿مسئلہ﴾ بعض ناواقف جب مسجد میں آ کر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ تکبیر تحریمہ نماز کی صحت کی شرط ہے اور تکبیر تحریمہ کے لئے قیام شرط ہے جب کہ قیام نہ کیا وہ صحیح نہ ہوئی اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے ہو سکتی ہے۔

فرض ❷ نماز پڑھنے کا طریقہ

﴿مسئلہ﴾ نماز کی نیت کر کے اللہ اکبر کہے اور اللہ اکبر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ

❶ اگر امام عورت کی نماز پڑھتا ہے تو میں بھی عورت کی نماز پڑھتا ہوں اور اگر امام مرد کی پڑھتا ہے تو میں بھی مرد کی پڑھتا ہوں۔ ❷ حصہ دوم ص ۱۶

کندھے ❶ تک اٹھائے، ہاتھوں کو دوپٹہ سے باہر نہ نکالے پھر سینہ ❷ پر باندھ لے اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت ❸ پر رکھ دے اور یہ دعا پڑھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد پڑھے اور ولا الضالین کے بعد آمین کہے پھر بسم اللہ پڑھ کے کوئی سورت پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ کہے اور رکوع میں دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں ❹ پر رکھ دے اور دونوں بازو پہلو سے خوب ملائے رہے اور دونوں پیر کے ٹخنے بالکل ملا دے پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتی ہوئی سر کو اٹھائے، جب خوب سیدھی کھڑی ہو جائے تو پھر اللہ اکبر کہتی ہوئی سجدہ میں جائے۔

زمین پر پہلے گھٹنے رکھے، پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھے اور انگلیاں خوب ملا لے پھر دونوں ہاتھ کے بیچ میں ماتھا رکھے اور سجدہ کے وقت ماتھا اور ناک دونوں زمین پر رکھ دے اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے مگر پاؤں کھڑے نہ کرے بلکہ داہنی طرف کو نکال دے اور خوب ❺ سمٹ کر اور دب کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور باہیں دونوں پہلو سے ملا لے اور دونوں باہیں زمین ❻ پر رکھ دے اور سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰى کہے اور پھر اللہ اکبر کہتی ہوئی اٹھے اور خوب اچھی طرح بیٹھ جائے تب دوسرا سجدہ اللہ اکبر کہہ کے کرے اور کم سے کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰى کہہ کر اللہ اکبر کہتی ہوئی کھڑی ہو جائے اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر کے نہ اٹھے پھر بسم اللہ کہہ کر الحمد اور سورت

---

❶ اور مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں ۱۲ منہ

❷ اور مرد دونوں کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھائیں ۱۲

❸ اور مرد داہنے ہاتھ سے بایاں پہنچا پکڑ لیں ۱۲ منہ

❹ اور مرد اپنے دونوں گھٹنے پکڑ لیں اور انگلیاں کھلی رکھیں۔

❺ اور مرد خوب کھل کر سجدہ کریں اور پیٹ کو رانوں سے اور باہیں پہلو سے جدا رکھیں ۱۲ منہ

❻ مرد زمین پر کہنیاں نہ رکھیں ۱۲

پڑھ کے دوسری رکعت اسی طرح پوری کرے اور جب دوسرا سجدہ کر چکے تو بائیں چوتڑ پر ❶ بیٹھے اور اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال لے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لے اور انگلیاں خوب ملا کر رکھے پھر پڑھے:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ ○ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

اور جب کلمہ پر پہنچے تو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر لا اله الا الله کہنے کے وقت کلمہ کی انگلی اٹھائے اور الا الله کہنے کے وقت جھکائے۔

مگر عقد اور حلقہ کی ہیئت آخر نماز تک باقی رکھے اگر چار رکعت پڑھنا ہو تو اس سے زیادہ اور کچھ نہ پڑھے بلکہ فوراً الله اکبر کہہ کر اٹھ کھڑی ہو اور دو رکعتیں اور پڑھ لے اور فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ اور کوئی سورت نہ ملائے جب چوتھی رکعت پر بیٹھے پھر التحیات پڑھ کے یہ درود شریف پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط

پھر یہ دعا پڑھے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

یا یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَ لِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ ط یا کوئی اور دعا پڑھے جو حدیث میں یا قرآن مجید میں آئی ہو پھر اپنے داہنی طرف سلام پھیرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے اور سلام کرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے یہ

❶ مرد اپنا داہنا پیر کھڑا رکھیں اور بائیں پیر پر بیٹھیں ۱۲ منہ۔

نماز پڑھنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں جو فرائض ہیں ان میں سے ایک بات بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھولے سے دونوں کا ایک ہی حکم ہے اور بعضی چیزیں واجب ہیں کہ اس میں سے کوئی چیز قصداً چھوڑ دے تو نماز نکمی اور خراب ہو جاتی ہے اور پھر سے نماز پڑھنی پڑتی ہے اگر کوئی پھر سے نہ پڑھے تو خیر پھر بھی فرض سر سے اتر جاتا لیکن بہت گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے چھوٹ جائے سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی اور بعض چیزیں سنت ہیں اور بعض چیزیں مستحب ہیں۔

نماز کے فرائض

﴿مسئلہ﴾ نماز میں چھ فرض ہیں: نیت باندھتے وقت (۱) الله اکبر کہنا۔ (۲) کھڑا ہونا (۳) قرآن میں سے کوئی سورت یا آیت پڑھنا (۴) رکوع کرنا اور (۵) دونوں سجدے کرنا اور (۶) نماز کے اخیر میں جتنی دیر التحیات پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔

نماز کے واجبات:

﴿مسئلہ﴾ یہ چیزیں نماز میں واجب ہیں' **الحمد لله** پڑھنا' اس کے ساتھ کوئی سورۃ ملانا' ہر فرض کو اپنے موقع پر ادا کرنا' اور پہلے کھڑے ہو کر **الحمد** پڑھنا اور پھر سورت ملانا' پھر رکوع کرنا اور پھر سجدہ کرنا' دو رکعت پر بیٹھنا' دونوں بیٹھکوں میں **التحیات** پڑھنا' وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا' **السلام علیکم ورحمة الله** کہہ کر سلام کرنا ہر چیز کو اطمینان سے ادا کرنا' بہت جلدی نہ کرنا۔ ﴿مسئلہ﴾ ان باتوں کے سوا جتنی اور باتیں ہیں وہ سب سنت ہیں لیکن بعض اس میں مستحب ہیں۔

نماز کے فرائض و واجبات سے متعلق چند مسائل

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی نماز میں **الحمد** نہ پڑھے بلکہ کوئی اور آیت یا کوئی اور پوری سورۃ پڑھے یا فقط **الحمد** پڑھے اس کے ساتھ کوئی سورت یا کوئی آیت نہ ملائے یا دو رکعت پڑھ کے

نہ بیٹھے بغیر بیٹھے اور بغیر التحیات پڑھے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے یا بیٹھ تو گیا لیکن التحیات نہیں پڑھی تو ان سب صورتوں میں سرے سے فرض تو اتر جائے گا لیکن نماز بالکل نکمی اور خراب ہے' پھر سے پڑھنا واجب ہے نہ دہرائے گا تو بہت گناہ ہوگا' البتہ اگر بھولے سے ایسا کیا ہے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر **السلام علیکم ورحمة الله** کہہ کر سلام نہیں پھیرا بلکہ جب سلام کا وقت آیا تو کسی سے بول پڑا باتیں کرنے لگا یا اٹھ کے کہیں چلا گیا یا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ فرض تو سر سے اتر جائے گا لیکن نماز کا دہرانا واجب ہے پھر سے نہ پڑھے گا تو بڑا گناہ ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر پہلے سورت پڑھی پھر **الحمد** پڑھی تب بھی نماز دہرانا پڑے گی اور اگر بھولے سے ایسا کیا تو سجدہ سہو کرلے۔ ﴿مسئلہ﴾ **الحمد** کے بعد کم سے کم تین آیتیں پڑھنی چاہئیں اگر ایک ہی آیت یا دو آیتیں **الحمد** کے بعد پڑھے تو اگر وہ ایک آیت اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو جائے تب بھی درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی رکوع سے کھڑا ہو کر **سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد**۔ یا رکوع میں **سبحان ربی العظیم** نہ پڑھے یا سجدہ میں **سبحان ربی الاعلی** نہ پڑھے یا اخیر کی بیٹھک میں التحیات کے بعد کوئی دعا نہ پڑھی فقط درود شریف پڑھ کر سلام پھیر دیا تب بھی نماز درست ہے' لیکن سنت کے خلاف ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ نیت باندھتے وقت ہاتھوں کو اٹھانا سنت ہے اگر کوئی نہ اٹھائے تب بھی درست ہے مگر خلاف سنت ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ ہر رکعت میں **بسم الله** پڑھ کر **الحمد** پڑھے اور جب سورۃ ملائے تو سورت سے پہلے **بسم الله** پڑھ لے یہی بہتر ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ سجدہ کے وقت اگر ناک اور ماتھا دونوں زمین پر نہ رکھے بلکہ فقط ماتھا زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی نماز درست ہے اور اگر ماتھا نہیں لگایا فقط ناک زمین پر لگائی تو نماز نہیں ہوئی' البتہ اگر مجبوری ہو تو فقط ناک لگانا بھی درست ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑا نہیں ہوا ذرا سا سر اٹھا کر سجدہ میں چلا گیا تو نماز پھر سے پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر دونوں سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح نہیں بیٹھا ذرا سا سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کر لیا تو اگر ذرا ہی سر اٹھایا تو ایک ہی سجدہ ہوا۔ دونوں سجدے ادا نہیں ہوئے

اور نماز بالکل ادا نہیں ہوئی اور اگر اتنا اٹھا کر قریب قریب بیٹھنے کے ہو گیا تو خیر نماز سر سے اتر گئی لیکن نکمی اور خراب ہو گئی اور اس لئے پھر سے پڑھنا چاہئے نہیں تو بڑا گناہ ہو گا۔

﴿مسئلہ﴾ اگر پیال پر یا روئی کی چیز پر سجدہ کرے تو سر کو خوب دبا کر کے سجدہ کرے اتنا دبا دے کہ اس سے زیادہ نہ دب سکے اگر اوپر ذرا اشارے سے سر رکھ دیا دبایا نہیں تو سجدہ نہیں ہوا۔

﴿مسئلہ﴾ فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں اگر الحمد کے بعد کوئی سورت بھی پڑھ لی گئی تو نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا' نماز بالکل صحیح ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر پچھلی دو رکعتوں میں **الحمد** نہ پڑھے بلکہ تین دفعہ **سبحان اللہ سبحان اللہ** کہدے تو بھی درست ہے لیکن **الحمد** پڑھ لینا بہتر ہے' اور اگر کچھ نہ پڑھے تو چپ کھڑا ❶ رہے تو بھی کچھ حرج نہیں' نماز درست ہے۔

﴿مسئلہ﴾ پہلی دو رکعتوں میں **الحمد** کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے اگر کوئی پہلی دو رکعتوں میں فقط **الحمد** پڑھے سورت نہ ملائے یا **الحمد** بھی نہ پڑھے **سبحان اللہ سبحان اللہ** پڑھتا رہے تو اب پچھلی رکعتوں میں **الحمد** کے ساتھ سورت ملانا چاہئے' پھر اگر قصداً ایسا کیا ہے تو نماز پھر سے پڑھے اور اگر بھولے سے کیا ہے تو سجدہ سہو کرے۔

﴿مسئلہ﴾ نماز میں **الحمد** اور سورۃ وغیرہ ساری چیزیں آہستہ آہستہ اور چپکے ❷ سے پڑھے لیکن ایسی طرح پڑھنا چاہئے کہ خود اپنے کان میں آواز ضرور آئے اگر اپنی آواز خود اپنے آپ کو سنائی نہ دے تو نماز نہ ہو گی۔

﴿مسئلہ﴾ کسی نماز کے لئے کوئی سورت مقرر نہ کرے بلکہ جو جی چاہے پڑھا کرے' سورۃ مقرر کر لینا مکروہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ دوسری رکعت میں پہلی رکعت سے زیادہ لمبی سورت نہ پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ سب عورتیں اپنی اپنی نماز الگ الگ پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں اور جماعت کے لئے مسجد میں جانا اور وہاں جا کر مردوں کے ساتھ پڑھنا نہ چاہیے اگر کوئی عورت اپنے شوہر وغیرہ کسی محرم کے ساتھ جماعت کر کے نماز پڑھے تو اس کے مسئلے کسی سے

---

❶ یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار چپ کھڑا رہے ۱۲

❷ اور مرد بھی ظہر اور عصر کی نماز میں چپکے سے پڑھیں اور فجر اور مغرب اور عشاء میں اگر امام ہیں تو زور سے پڑھیں اور اکیلا ہو تو اختیار ہے جس طرح جی چاہے پڑھے۔

پوچھ لے چونکہ ایسا اتفاق کم ہوتا ہے اس لئے ہم نے بیان نہیں کئے' البتہ اتنی بات یاد رکھے کہ اگر کبھی ایسا موقع ہو تو کسی مرد کے برابر ہرگز نہ کھڑی ہو بالکل پیچھے رہے ورنہ اس کی نماز بھی خراب ہوگی اور اس مرد کی نماز بھی برباد ہو جائے گی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر نماز پڑھتے میں وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے پھر سے نماز پڑھے۔ ❶

﴿مسئلہ﴾ مستحب یہ ہے کہ جب کھڑا ہو تو اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ رکھے اور جب رکوع میں جائے تو پاؤں پر نگاہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے اور جب جمائی آئے تو منہ خوب بند کرے اور اگر کسی طرح سے نہ رکے تو ہاتھ کی ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے روکے اور جب گلا سہلائے ❷ تو جہاں تک ہو سکے کھانسی کو روکے اور ضبط کرے۔

قرآن مجید پڑھنے کا بیان ❸

﴿مسئلہ﴾ قرآن شریف کو صحیح صحیح پڑھنا واجب ہے ہر حرف کو ٹھیک ٹھیک پڑھے ہمزہ اور عین میں جو فرق ہے' اسی طرح بڑی ح اور ہ میں اور ذ ظ ز ض میں اور س' ص اور ث میں ٹھیک نکال کے پڑھے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی سے کوئی حرف نہیں نکلتا جیسے ح کی جگہ ہ پڑھتا ہے یا ع نہیں نکلتا یا ث س ص سب کو سین ہی پڑھتا ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے اگر صحیح پڑھنے کی محنت نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی البتہ اگر محنت سے بھی درستی نہ ہو تو لاچاری ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر ح' ع وغیرہ سب حرف نکلتے ہیں لیکن ایسی بے پرواہی سے پڑھتا ہے کہ ح کی جگہ ہ اور ع کی جگہ ہمزہ ہمیشہ پڑھ جاتا ہے کچھ خیال کر کے نہیں پڑھتا تب بھی گنہگار ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی۔

﴿مسئلہ﴾ جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی ہے وہی سورت دوسری رکعت میں پھر پڑھ

---

❶ چونکہ بنا کے شرائط و مسائل بہت نازک ہیں نیز اختلافی مسئلہ ہے اس لئے وہ سب مسائل چھوڑ دیئے گئے ہیں۔

❷ یعنی گلے کے اندر کھجلی ہونے لگے ۱۲۔

❸ از حصہ دوم ص ۲۱ حصہ ہفتم ص ۴

گیا تو بھی کچھ حرج نہیں لیکن بے ضرورت ایسا کرنا بہتر نہیں۔ ﴿ مسئلہ ﴾ جس طرح کلام مجید میں سورتیں آگے پیچھے لکھی ہیں نماز میں اسی طرح پڑھنا چاہئے جس طرح عم کے سیپارہ میں لکھی ہیں اس طرح سے نہ پڑھے یعنی جب پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھے تو اب دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھے اس کے پہلے والی سورت نہ پڑھے جیسے کسی نے پہلی رکعت میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھی تو اب اذا جآء یا قُلْ هُوَ اللّٰهُ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے۔ اور اَلَمْ تَرَ کَیْفَ اور لِاِیْلٰفِ وغیرہ اس کے اوپر کی سورتیں نہ پڑھے کہ اس طرح پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر بھولے سے اس طرح پڑھ جائے تو مکروہ نہیں ہے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ جب کوئی سورت شروع کرے تو بے ضرورت اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا مکروہ ہے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ جس کو نماز بالکل نہ آتی ہو یا نیا نیا مسلمان ہوا ہو وہ سب جگہ سبحان الله سبحان الله وغیرہ پڑھتا رہے تو فرض ادا ہو جائے گا لیکن نماز برابر سیکھتا رہے اگر نماز سیکھنے میں کوتاہی کرے گا تو گنہگار ہو گا۔ ❶

قرآن مجید پڑھنے میں دل لگانے کا طریقہ ❷

﴿ قاعدہ ﴾ ہے کہ اگر کوئی کسی سے کہے کہ ہم کو تھوڑا سا قرآن سناؤ دیکھیں کیسا پڑھتے ہو تو اس وقت جہاں تک ہوسکتا ہے خوب بنا کر سنوار کر سنبھال کر پڑھتے ہو اب یوں کیا کرو کہ جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو پہلے دل میں سوچ لیا کرو کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ہم سے فرمائش کی ہے کہ ہم کو سناؤ کیسا پڑھتے ہو اور یوں سمجھو کہ اللہ خوب سن رہے ہیں اور یوں خیال کرو کہ جب آدمی کے کہنے سے بنا سنوار کر پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے جو پڑھتے ہیں اس کو تو خوب ہی سنبھال سنبھال کر پڑھنا چاہئے یہ سب باتیں سوچ کر اب پڑھنا شروع کرو اور جب تک پڑھتے رہو یہی باتیں خیال میں رکھو اور جب پڑھنے میں بگاڑ ہونے لگے یا دل ادھر ادھر بٹنے لگے تو تھوڑی دیر کے لئے پڑھنا موقوف کر کے ان باتوں کے سوچنے کو پھر تازہ کر لو

❶ از حصہ دوم ص ۲۱
❷ حصہ ہفتم ص ۲۲۔

انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقہ سے صحیح اور صاف بھی پڑھا جائے گا اور دل بھی ادھر متوجہ رہے گا' اگر ایک مدت تک اسی طرح پڑھو گے تو پھر آسانی سے دل لگنے لگے گا۔

قرآن مجید کی تلاوت ❶ کا بیان

﴿عمل ۱﴾ اگر قرآن مجید اچھی طرح نہ چلے گھبرا کر مت چھوڑ و پڑھے جاؤ ایسے شخص کو دہرا ثواب ملتا ہے۔ ﴿عمل ۲﴾ اگر قرآن شریف پڑھا ہو اس کو بھلاؤ مت' بلکہ ہمیشہ پڑھتے رہو نہیں تو بڑا گناہ ہوگا۔ ﴿عمل ۳﴾ قرآن شریف جی لگا کر خدا سے ڈر کر پڑھا کرو۔

تجوید سے قرآن مجید ❷ پڑھنے کا بیان

﴿مسئلہ﴾ اس کوشش کرنا واجب ہے اس میں بے پرواہی اور سستی کرنے میں گناہ ہوتا ہے۔ ﴿فائدہ﴾ تجوید کے قاعدے بہت سے ہیں مگر تھوڑے سے قاعدے جو بہت ضروری اور آسان ہیں لکھے جاتے ہیں۔ ﴿تنبیہ﴾ ان حروف میں خوب اہتمام سے فرق کرنا چاہئے اور اچھی طرح ادا کرنا چاہئے' ز' ع' ء اور ت' ط میں اور ث' س' ص میں اور ح' ہ میں اور ذ' ض میں اور ذ' ظ' ز میں کہ ت پُر نہیں ہوتی اور ط پُر ہوتی ہے اور ث نرم ہوتی ہے س سخت ہوتا ہے ص پر ہوتا ہے اور ض کے نکالنے سے زبان کی کروٹ بائیں طرف کی ڈاڑھ سے لگتی ہے' سامنے کے دانتوں سے اس کا پڑھنا غلط ہے اور اس کی زیادہ مشق کرنا چاہئے اور ذ نرم ہوتی ہے' ز سخت ہوتی ہے ظ پُر ہوتی ہے۔

﴿قاعدہ﴾ یہ حرف ہمیشہ پُر ہوتے ہیں خ' ص' ض' ط' ظ غ' ق۔ ﴿قاعدہ﴾ ن' م پر جب تشدید ہو غنہ سے پڑھو یعنی اسی آواز کو ذرا دیر تک ناک میں نکالتے رہو۔

﴿قاعدہ﴾ جس حرف پر زیر یا زبر یا پیش ہو اور اس کے آگے الف یا ی یا واؤ نہ ہو تو اس کو بڑھا کر مت پڑھو جیسے اکثر لڑکیوں کی عادت پڑ جاتی ہے اس طرح پڑھنا غلط ہے' جیسے

❶ از جلد ہفتم ص ۴

❷ حصہ چہارم ص ۴۸

اَلْحَمْدُ کواس طرح پڑھنا اَلْحَمْد و یامٰلِكِ کواس طرح پڑھنامٰلِکِی یا اِیَّاكَ کواس طرح پڑھنااِیَّا کا اور جہاں الف یا ی یا واو ہواس کو گھٹا ؤ مت غرض کھڑے پڑے کا بہت خیال رکھو۔

﴿قاعدہ﴾ پیش کو واوَ کی بو دیکر پڑھواور زیر کو ی کی بو دیکر۔ ﴿قاعدہ﴾ جہاں نون پر جزم ہواور نون کے بعد ان حرفوں میں سے کوئی حرف ہواس کو نون غنہ سے پڑھووہ حروف یہ ہیں ت' ث' ج' د' ذ' ز' س' ش' ض' ص' ط' ظ' ف' ق' ک' جیسے اَنْتُمْ مِنْ ثَمَرَةٍ' فَاَنْجَیْنٰکُمْ اَنْدَادًا اَنْذَرْتَهُمْ' اَنْزَلَ' مِنْسَاتَه' نَنْشُرُ' لِمَنْ صَبَرَ' مَنْضُوْدٍ فَاِنْ طِبْنَ' فَانْظُرْ' یُنْفِقُوْنَ' مِنْ قَبْلِكَ' اِنْ کُنْتُمْ۔

﴿قاعدہ﴾ اسی طرح اگر کسی حرف پر دوزبر' یا دوزیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس حرف کے بعد ان پندرہ حرفوں میں سے کوئی حرف آجائے تب بھی اس نون کی آواز پر غنہ کرو جیسے جَنّٰتٍ تَجْرِیْ' جَمِیْعًا' ثُمَّ اسْتَوٰی' مِنْ نَفْسٍ شَیْئًا' رِزْقًا قَالُوْ' رَسُوْلٌ کَرِیْمٌ اسی طرح اور مثالیں ڈھونڈلو۔

﴿قاعدہ﴾ جہاں نون پر جزم ہواور اس کے بعد حرف ر یا حرف ل آئے تو اس نون میں نون کی آواز بالکل نہیں رہتی بلکہ بالکل ر یا ل میں مل جاتا ہے جیسے مِنْ رَّبِّهِمْ ' وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۔ ﴿قاعدہ﴾ اسی طرح اگر کسی حرف پر دوزبر یا دوزیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اس حرف کے بعد ر یا ل ہو جب بھی اس نون کی آواز نہ رہے گی ر یا ل میں مل جائے گا' جیسے غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ' هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔

﴿قاعدہ﴾ اگر نون پر جزم ہواور اس کے بعد حرف ب ہو تو اس نون کو میم کی طرح پڑھیں گے اور اس پر غنہ بھی کریں گے جیسے اَنْبِئْهُمْ اس کو اَمْبِئْهِمْ کی طرح پڑھیں گے اسی طرح اگر کسی حرف پر دوزبر یا دوزیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس کے بعد ب ہو وہاں بھی اس نون کی آواز کو میم کی طرح پڑھیں گے جیسے اَلِیْمٌ بِمَا اس کو اس طرح پڑھیں گے اَلِیْمُمْ بِمَا' بعض جگہ قرآن میں اس موقع پر ننھی سی میم لکھ دیتے ہیں اور بعضوں میں نہیں لکھتے مگر پڑھنا سب جگہ چاہئے جہاں جہاں یہ قاعدہ پایا جائے۔

﴿قاعدہ﴾ جہاں میم پر جزم ہواور اس کے بعد حرف ب ہو تو اس میم پر غنہ کرے جیسے

یَعْتَصِمْ بِاللّٰہِ۔ ﴿ قاعدہ ﴾ جس حرف پر دوزبر یا دوزیر یا دو پیش ہوں اور اس کے بعد والے حرف پر جزم ہو تو وہاں دوزبر کی جگہ ایک زبر پڑھیں گے اور وہاں جو الف لکھا ہے اس کو نہیں پڑھیں گے' ایک نون زبر والا اپنی طرف سے نکال کر اس جزم والے حرف سے ملا دیں گے' جیسے خَیْرًا الْوَصِیَّۃُ اس کو اس طرح پڑھیں گے' خَیْرَنِ الْوَصِیَّۃُ اسی طرح دوزیر کی جگہ ایک زیر پڑھیں گے اور ویسا ہی نون پچھلے حرف سے ملائیں گے جیسے فَخُوْرٍ الَّذِیْنَ اس کو اس طرح پڑھیں گے فَخُوْرِنِ الَّذِیْنَ اسی طرح دو پیش کی جگہ ایک پیش پڑھیں گے اور ویسا ہی نون پچھلے حرف سے ملا دیں گے جیسے نُوْحٌ اِبْنَہٗ اس کو اس طرح پڑھیں گے نُوْحُ نِ ابْنَہٗ بعض قرآنوں میں ننھا سا نون بیچ میں لکھ دیتے ہیں لیکن اگر کسی قرآن میں نہ لکھا ہو جب بھی پڑھنا چاہئے۔

﴿ قاعدہ ﴾ ر پر اگر زبر یا پیش ہو تو پُر پڑھنا چاہئے' جیسے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ' اَمْرُھُمْ اور اگر ر کے نیچے زیر ہو تو باریک پڑھو جیسے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ اور اگر ر پر جزم ہو تو اس کے پہلے والے حرف کو دیکھو اگر اس پر زبر یا پیش ہے تو ر پر جزم ہو تو اس کے پہلے والے حرف کو دیکھو اگر اس پر زبر یا پیش ہے تو ر پُر پڑھو جیسے اَنْذَرْتَھُمْ مُرْسَلٌ اور اگر اس سے پہلے والے حرف زیر ہو تو اس جزم والی ر کو باریک پڑھو جیسے لَمْ تُنْذِرْھُمْ اور کہیں کہیں یہ قاعدہ نہیں چلتا مگر وہ مواقع تمہاری سمجھ میں نہ آئیں گے' زیادہ جگہ یہی قاعدہ ہے تم یوں ہی پڑھا کرو۔ ﴿ قاعدہ ﴾ اَللّٰہُ اور اَللّٰھُمَّ میں جو لام ہے اس لام سے پہلے والے حرف اگر زبر یا پیش ہو تو لام کو پر پڑھو جیسے خَتَمَ اللّٰہُ' فَزَادَھُمُ اللّٰہُ وَاِذْقَالُوا اللّٰھُمَّ اور اگر پہلے والے حرف پر زیر ہو تو اس لام کو باریک پڑھو' جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

﴿ قاعدہ ﴾ جہاں گول ۃ لکھی ہو چاہے الگ ہو اس طرح ۃ یا چاہے ملی ہو اس طرح بۃ اور اس پر ٹھہرنا ہو تو اس ۃ کو ہ کی طرح پڑھیں گے جیسے: قَسْوَۃٌ اسکو اس طرح پڑھیں گے قَسْوَہْ اسی طرح اٰتُوا الزَّکٰوۃَ اور طَیِّبَۃٍ میں بھی ہ پڑھیں گے۔ ﴿ قاعدہ ﴾ جس حرف پر دو زبر ہوں اور اس پر ٹھہرنا ہو تو اس حروف سے آگے الف پڑھیں گے جیسے نداءً کو اس طرح پڑھیں گے نداءا۔ ﴿ قاعدہ ﴾ جس جگہ قرآن میں ایسی نشانی لکھی ہو ~ وہاں ذرا بڑھا

دو جیسے وَلَا الضَّآلِّيْنَ یہاں الف کو اور الفوں سے بڑھا کر پڑھو یا جیسے قَالُوْٓا اٰنُؤْمِنُ یہاں واؤ کو اور جگہوں کے واؤ سے بڑھا دو جیسے فِيْٓ اٰذَانِهِمْ اس (یٓ) کو دوسری جگہ کی ی سے بڑھا دو۔

﴿قاعدہ﴾ جہاں ایسی نشانیاں بنی ہوں وہاں ٹھہر جاؤ (مٓ طٗ o قف ل) اور جہاں (س) سکتہ یا وقفہ ہو وہاں سانس نہ توڑو مگر ذرا رک کر آگے بڑھتے چلے جاؤ اور جہاں ایک آیت میں دو جگہ تین نقطے دیئے ہوں اس طرح وہاں ایک جگہ ٹھہرو ایک جگہ نہ ٹھہرو چاہے پہلی جگہ ٹھہرو چاہے دوسری جگہ ٹھہرو اور جہاں (لا) لکھا ہو وہاں مت ٹھہرو اور جہاں دو نشانیاں بنی ہوں جی چاہے ٹھہرو جی چاہے نہ ٹھہرو اور جہاں اوپر نیچے دو نشانیاں بنی ہوں جو اوپر لکھی ہو اس پر عمل کرو۔

﴿قاعدہ﴾ جس حرف پر جزم ہو اور اس کے بعد والے حرف پر تشدید ہو تو اس جگہ پہلا حرف نہ پڑھیں گے جیسے قَدْ تَّبَيَّنَ میں دال نہ پڑھیں گے اور قَالَتْ طَّآئِفَةٌ میں ت نہ پڑھیں گے اور وَلَئِنْ م بَسَطْتَّ میں ط نہ پڑھیں گے اور اَثْقَلَتْ دَّعَوُا اللّٰهَ میں ت نہ پڑھیں گے اور اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا میں ت نہ پڑھیں گے اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ میں ق نہ پڑھیں گے البتہ اگر یہ جزم والا حرف ن ہو یا دو زبر یا دو زیر یا دو پیش سے نون پیدا ہو گیا ہو اور اس کے بعد تشدید والا حرف ی یا واؤ ہو تو وہاں پڑھنے میں نون کی بو رہے گی جیسے مَنْ يَّقُوْلُ، ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ میں نون کی آواز ناک میں پیدا ہوگی۔ ﴿قاعدہ﴾ پارہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ کے چوتھے رکوع کی چھٹی آیت میں جو یہ بول آیا ہے مَجْرِيْهَا اس ر کے زیر کو اور زیروں کی طرح نہ پڑھیں گے بلکہ جس طرح لفظ (ستارے) کی ر کا زیر پڑھا جاتا ہے اسی طرح اس کو بھی پڑھیں گے۔

﴿قاعدہ﴾ پارہ حٰمٓ سورہ حجرات کے دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں جو یہ بول آیا ہے بِئْسَ الْاِسْمُ اس میں بئس کا سین کسی حرف سے نہیں ملتا اور اس کے بعد کا لام اگلے سین سے ملتا ہے اور اس طرح پڑھا جاتا ہے بِئْسَلِسْمُ۔ ﴿قاعدہ﴾ پارہ تلک الرسل سورہ آل عمران کے شروع میں جو الم آیا ہے اس کے میم کو اگلے لفظ اللہ کے لام سے اس طرح ملایا جاتا ہے کہ جس کے ہجے یوں ہوتے ہیں م ی زیر مِ ی م ل زبر مَلْ، مِيْمَلْ اور بعض پڑھنے والے جو اس طرح پڑھتے ہیں مِيْمَ مَلْ یہ غلط ہے۔ ﴿قاعدہ﴾ یہ چند مقام ایسے ہیں جو اور طرح لکھا

جاتا ہے اور پڑھا جاتا ہے اور طرح ان کا بہت خیال رکھو۔ اور قرآن مجید میں یہ مقامات نکال کر لڑکوں اور لڑکیوں کو دکھلا دو اور سمجھا دو۔

﴿مقام اول﴾ قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ اَنَا آیا ہے اس میں نون کے بعد کا الف نہیں پڑھا جاتا بلکہ فقط پہلا حرف اور نون زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں اس کو بڑھاتے نہیں اس طرح ان۔ ﴿مقام دوم﴾ پارہ سیقول کے سولھویں رکوع کی تیسری آیت میں یَبْصُطُ ص سے لکھا جاتا ہے مگر سین سے پڑھا جاتا ہے اس طرح یَبْسُطُ اکثر قرآنوں میں ایک ننھا سا سین س بھی لکھ دیتے ہیں لیکن اگر نہ بھی لکھا ہو جب بھی سؔ پڑھے اسی طرح پارہ ولو اننا کے سولھویں رکوع پانچویں آیت میں بَصْطَةً آیا ہے اس میں بھی ص کی جگہ س پڑھتے ہیں۔ ﴿مقام ۳﴾ پارہ لَنْ تَنَالُوْا کے چھٹے رکوع کی پہلی آیت میں اَفَائِنْ میں ف کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں اَفَئِنْ۔ ﴿مقام ۴﴾ پارہ لَنْ تَنَالُ کے آٹھویں رکوع کی تیسری آیت میں لَا اِلَی اللّٰهِ میں پہلے لام کے بعد دو الف لکھے ہیں مگر ایک الف پڑھا جاتا ہے اس طرح لَاِلَی اللّٰهِ۔ ﴿مقام ۵﴾ پارہ لَایُحِبُّ اللّٰهُ کے نویں رکوع کی تیسری آیت میں تَبُوْٓءَا میں ہمزہ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھا جاتا ہے۔ تَبُوْٓءَ اَ۔ ﴿مقام ۶﴾ پارہ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کے تیسرے رکوع کی چوتھی آیت میں مَلَائِهٖ میں الف لام کے بعد لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں مَلَئِهٖ اسی طرح یہ لفظ قرآن میں جہاں آیا ہے اسی طرح پڑھا جاتا ہے۔ ﴿مقام ۷﴾ پارہ وَاعْلَمُوْ کے تیرھویں رکوع کی پانچویں آیت میں لَا اَوْضَعُوْا میں لام کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لَاَ وْضَعُوْا۔ ﴿مقام ۸﴾ پارہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ کے چھٹے رکوع کی آٹھویں آیت میں ثَمُوْدَا میں دال کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں ثَمُوْدَ اسی طرح پارہ فَمَا خَطْبُكُمْ سورہ والنجم کے تیسرے رکوع کی انیسویں آیت میں جو ثَمُوْدَا آیا ہے اس میں بھی الف نہیں پڑھا جاتا۔ ﴿مقام ۹﴾ پارہ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ کے دسویں رکوع کی چوتھی آیت میں لِتَتْلُوَا میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا' بلکہ یوں پڑھتے ہیں لِتَتْلُوَ۔

﴿مقام۱۰﴾ پارہ سُبْحَانَ الَّذِیْ کے چودھویں رکوع کی دوسری آیت میں...... لَنْ نَدْعُوَا میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لَنْ نَدْعُوَ اسی طرح سُبْحَانَ الَّذِیْ کے سولہویں رکوع کی پہلی آیت میں لِشَایْءٍ میں الف نہیں پڑھا جاتا بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں لِشَيْءٍ ۔ ﴿مقام۱۱﴾ پارہ سُبْحَانَ الَّذِیْ کے سترھویں رکوع کی ساتویں آیت میں لٰكِنَّا میں نون کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لٰكِنَّ۔ ﴿مقام۱۲﴾ پارہ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ کے سترھویں رکوع کی ساتویں آیت میں لَا اَذْبَحَنَّهٗ کے لام کے بعد دو الف لکھے جاتے ہیں مگر ایک پڑھا جاتا ہے اس طرح لَاَذْبَحَنَّهٗ۔ ﴿مقام۱۳﴾ پارہ وَمَالِیَ کے چھٹے رکوع کی سنتالیسویں آیت میں لَا اِلَی الْجَحِیْمِ میں پہلے لام کے بعد دو الف لکھے ہیں مگر ایک پڑھا جاتا ہے اس طرح لَاِلَی الْجَحِیْمِ۔ ﴿مقام۱۴﴾ پارہ حٰمٓ سورہ محمدؐ کے پہلے رکوع کی چوتھی آیت میں لِیَبْلُوَا میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لِیَبْلُوَ اسی طرح اسی سورت کے چوتھے رکوع کی تیسری آیت میں نَبْلُوَا میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں نَبْلُوَ۔ ﴿مقام۱۵﴾ پارہ تَبَارَكَ الَّذِیْ سورہ دہر کے پہلے رکوع کی چوتھی آیت میں سَلَا سِلَا میں دوسرے لام کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں سلاسل اور اسی رکوع کے پندرھویں اور سولہویں آیت میں دو جگہ قواریرا قواریرا آیا ہے اور دونوں جگہ دوسری ر کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا۔ اکثر پڑھنے والے پہلے قواریر پر ٹھہر جاتے ہیں اور دوسرے قواریرا پر نہیں ٹھہرتے اس طرح پڑھنے میں تو یہ حکم ہے کہ پہلی جگہ الف پڑھیں اور دوسری جگہ الف نہ پڑھیں بلکہ اس طرح پڑھیں قواریر اور اگر کوئی پہلی جگہ نہ ٹھہرے اور دوسری جگہ ٹھہر جائے تو جہاں ٹھہرے وہاں الف پڑھے جہاں نہ ٹھہرے وہاں الف نہ پڑھے۔ دوسری جگہ کسی حال میں الف نہ پڑھا جائے گا خواہ وہاں وقف کرے یا نہ کرے اور پہلی جگہ اگر وقف کرے تو الف پڑھے۔ ورنہ نہیں صحیح یہی ہے (کمافی جمال القرآن)

﴿فائدہ﴾ پارہ وَاعْلَمُوا میں سورہ توبہ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ سے شروع ہوتی ہے اس پر

بِسْمِ اللّٰہِ نہیں لکھی اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی اوپر سے سے پڑھتا چلا آتا ہے تو وہ اس پر پہنچ کر بِسْمِ اللّٰہِ نہ پڑھے ویسے ہی شروع کر دے۔ اور اگر کسی نے اس جگہ سے پڑھنا شروع کیا ہے یا کچھ سورت پڑھ کر بند کر دیا تھا پھر بیچ میں سے پڑھنا شروع کیا تو ان دونوں حالتوں میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا چاہئے۔

نماز توڑ دینے ❶ والی چیزیں

﴿مسئلہ﴾ قصداً یا بھولے سے نماز میں بول اٹھا تو نماز جاتی رہی ہے۔

﴿مسئلہ﴾ نماز میں آہ یا اف یا اوہ یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے البتہ اگر جنت یا دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز نکل پڑی یا آہ یا اف وغیرہ نکلی تو نماز نہیں ٹوٹی۔ ﴿مسئلہ﴾ بے ضرورت کھکھارنے اور گلا صاف کرنے سے جس سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہو جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے' البتہ لاچاری کے وقت کھکھارنا درست ہے' اور نماز نہیں جاتی۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز میں چھینک آئی اس پر الحمد للہ کہا تو نماز نہیں گئی لیکن کہنا نہیں چاہئے اور اگر کسی اور کو چھینک آئی اور اس نے نماز ہی میں یرحمک اللہ کہا تو نماز جاتی رہی۔ ﴿مسئلہ﴾ قرآن شریف میں دیکھ دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز میں اتنا مڑ گیا کہ سینہ قبلہ کی طرف سے پھر گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

﴿مسئلہ﴾ کسی کے سلام کا جواب دیا اور وعلیکم السلام کہا تو نماز جاتی رہی۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز کے اندر جوڑا باندھا تو نماز جاتی رہی۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز میں کوئی چیز کھالی یا کچھ پی لیا تو نماز جاتی رہی یہاں تک کہ اگر ایک تل یا ❷ دھرا اٹھا کر کھالے تو بھی نماز ٹوٹ جائے گی' البتہ اگر دھرا وغیرہ کوئی چیز دانتوں میں اٹکی ہوئی تھی اب اس کو نگل گیا تو اگر چنے سے کم ہو تب تو نماز ہو گئی اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو نماز ٹوٹ گئی۔ ﴿مسئلہ﴾ منہ میں پان دبا ہوا ہے اور اس کی پیک حلق میں جاتی رہے تو نماز نہیں ہوئی۔ ﴿مسئلہ﴾ کوئی میٹھی چیز کھائی پھر

❶ حصہ دوم ص ۲۲

❷ یعنی چھالیا کا ٹکڑا

کلی کر کے نماز پڑھنے لگا لیکن منہ میں اس کا مزہ کچھ باقی ہے اور تھوک کے ساتھ حلق میں جاتا ہے تو نماز صحیح ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز میں کچھ خوشخبری سنی اور اس پر الحمد للہ کہہ دیا یا کسی کی موت کی خبر سنی اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو نماز جاتی رہی۔

﴿مسئلہ﴾ نماز میں بچہ نے آ کر دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہی البتہ اگر دودھ نہیں نکلا تو نماز نہیں گئی۔ ﴿مسئلہ﴾ کوئی لڑکا وغیرہ گر پڑا اس کے گرتے وقت بسم اللہ کہہ دیا تو نماز جاتی رہی۔ ﴿مسئلہ﴾ اللہ اکبر کہتے وقت اللہ کے الف کو بڑھا دیا اور آللہ اکبر کہا تو نماز جاتی رہی' اسی طرح کی ب کو بڑھا کر پڑھا اور اللہ کبار کہا تو بھی نماز جاتی رہی۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی خط یا کسی کتاب پر نظر پڑی اور اس کو اپنی زبان سے نہیں پڑھا' لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گیا تو نماز نہیں ٹوٹی البتہ اگر زبان سے پڑھ لے تو نماز جاتی رہے گی۔ ﴿مسئلہ﴾ نمازی کے سامنے سے اگر کوئی چلا جائے یا کتا بلی' بکری وغیرہ کوئی جانور نکل جائے تو نماز نہیں ٹوٹی لیکن سامنے سے جانے والے آدمی کو بڑا گناہ ہوگا اس لئے ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہئے جہاں آگے سے کوئی نہ نکلے اور پھرنے چلنے میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو اور اگر ایسی جگہ کوئی نہ ہو تو اپنے سامنے کوئی لکڑی گاڑے جو کم سے کم ایک ہاتھ لمبی ہو اور ایک انگل موٹی ہو اور اس لکڑی کے پاس کھڑا ہو اور اس کو بالکل ناک کے سامنے نہ رکھے بلکہ داہنی یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے' اگر کوئی لکڑی نہ گاڑے تو اتنی ہی اونچی کوئی اور چیز رکھ لے' جیسے مونڈھا' تو اب سامنے سے جانا درست ہے کوئی گناہ نہ ہوگا۔

﴿مسئلہ﴾ کسی ضرورت کی وجہ سے اگر قبلہ کی طرف ایک آدھ قدم آگے بڑھ گیا یا پیچھے ہٹ گیا لیکن سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا تو نماز درست ہوگئی لیکن اگر سجدہ کی جگہ سے آگے بڑھ جائے گا تو نماز نہ ہوگی۔

جو چیزیں نماز میں مکروہ (1) اور منع ہیں

﴿مسئلہ﴾ مکروہ وہ چیز ہے جس سے نماز تو نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب کم ہو جاتا ہے اور گناہ ہوتا

(1) حصہ دوم ص ۲۴۔

ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اپنے کپڑے یا بدن یا زیور سے کھیلنا یا کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے البتہ اگر کنکریوں کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو ایک دو مرتبہ ہاتھ سے برابر کر دینا اور ہٹا دینا درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز میں انگلیاں چٹخانہ اور کولہے پر ہاتھ رکھنا اور دائیں بائیں منہ موڑ کے دیکھنا یہ سب مکروہ ہے البتہ اگر کن انکھیوں سے کچھ دیکھے اور گردن نہ پھیرے تو ویسا مکروہ تو نہیں ہے لیکن بلاسخت ضرورت کے ایسا کرنا بھی اچھا نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز میں دونوں پیر کھڑے رکھ کر بیٹھنا یا چارزانو بیٹھنا یا کتے کی طرح بیٹھنا یہ سب مکروہ ہے ہاں دکھ بیماری کی وجہ سے جس طرح بیٹھنے کا حکم ہے اس طرح نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بیٹھ سکے بیٹھ جائے اس وقت کچھ مکروہ نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ سلام کے جواب میں ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے اور زبان سے جواب دیا تو نماز ٹوٹ گئی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز میں ادھر ادھر سے کپڑے کو سمیٹنا اور سنبھالنا کہ مٹی سے نہ بھرنے پائے مکروہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ جس جگہ یہ ڈر ہو کہ کوئی نماز میں ہنسا دے گا یا خیال بٹ جائے گا تو نماز میں بھول چوک ہو جائے گی ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی آگے بیٹھا باتیں کر رہا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہو تو اس کے پیچھے اس کی پیٹھ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے لیکن اگر بیٹھنے والے کو اس سے تکلیف ہو اور وہ اس رک جانے سے گھبرائے تو ایسی حالت میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے یا وہ اتنی زور زور سے باتیں کرتا ہو کہ نماز بھول جانے کا ڈر ہے تو وہاں نماز نہ پڑھنا چاہئے مکروہ ہے اور اگر کسی کے منہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر نمازی کے سامنے قرآن شریف یا تلوار لٹکی ہو تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس فرش پر تصویریں بنی ہوں اس پر نماز ہو جاتی ہے لیکن تصویر پر سجدہ نہ کرے اور تصویری دار جانماز رکھنا مکروہ ہے اور تصویر کا گھر میں رکھنا بڑا گناہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر تصویر سر کے اوپر ہو یعنی چھت میں یا چھتگیری میں تصویر بنی ہوئی ہو یا آگے کی طرف ہو یا دائیں طرف یا بائیں طرف ہو تو نماز مکروہ ہے اور اگر پیر کے نیچے ہو تو نماز مکروہ نہیں لیکن اگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اگر زمین پر رکھ دو تو کھڑے ہو کر نہ دکھائی دے یا پوری تصویر نہ ہو بلکہ سر کٹا ہوا اور مٹا ہوا ہو تو اس کا کچھ حرج نہیں ایسی تصویر سے کسی صورت میں

نماز مکروہ نہیں ہوتی چاہے جس طرف ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ تصویر دار کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ ﴾ درخت یا مکان وغیرہ کسی بے جان چیز کا نقشہ بنا ہو تو وہ مکروہ نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز کے اندر آیتوں کا یا کسی چیز کا انگلیوں پر گننا مکروہ ہے' البتہ اگر انگلیوں کو دبا کر گنتی یا در کھے تو کچھ حرج نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے زیادہ لمبی کرنا مکروہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی نماز میں کوئی سورت مقرر کر لینا کہ ہمیشہ وہی پڑھا کرے کوئی اور سورت کبھی نہ پڑھے یہ بات مکروہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ کندھے پر رومال ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ بہت برے اور میلے کچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر دوسرے کپڑے نہ ہوں تو جائز ہے۔

﴿مسئلہ﴾ پیسہ کوڑی وغیرہ منہ میں لے کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر ایسی چیز ہو کہ نماز میں قرآن وغیرہ نہیں پڑھ سکتا تو نماز نہیں ہوئی ٹوٹ گئی۔ ﴿مسئلہ﴾ جس وقت پیشاب پاخانہ زور سے لگا ہو ایسے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جب بہت بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھا لے پھر نماز پڑھے' بے کھانا کھائے نماز پڑھنا مکروہ ہے' البتہ اگر وقت تنگ ہونے لگے تو پہلے نماز پڑھ لے۔ ﴿مسئلہ﴾ آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے لیکن اگر آنکھیں بند کرنے سے نماز میں دل خوب لگے تو بند کر کے پڑھنے میں بھی کوئی برائی نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ بے ضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر ضرورت پڑے تو درست ہے جیسے کسی کو کھانسی آئی اور منہ میں بلغم آ گیا تو اپنے بائیں طرف تھوک دے یا کپڑے میں لیکر مل ڈالے اور داہنی طرف اور قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔

﴿مسئلہ﴾ نماز میں کھٹمل نے کاٹ کھایا تو اس کو پکڑ کے چھوڑ دے نماز پڑھتے میں مارنا اچھا نہیں اور اگر کھٹمل نے ابھی کاٹا نہیں ہے تو اس کو نہ پکڑے بے کاٹے پکڑنا بھی مکروہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ فرض نماز میں بے ضرورت دیوار وغیرہ کسی چیز کے سہارے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ ابھی پوری سورت ختم نہیں ہوئی دو ایک کلمے رہ گئے تھے کہ جلدی کے مارے رکوع میں چلا گیا اور سورت کو رکوع میں جا کر ختم کیا تو نماز مکروہ ہوئی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر سجدہ کی جگہ پیر سے اونچی ہو جیسے کوئی دہلیز پر سجدہ کرے تو دیکھو کتنی اونچی ہے اگر ایک بالشت سے زیادہ اونچی

ہے تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر ایک بالشت یا اس سے کم ہے تو نماز درست ہے لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

جن وجہوں سے نماز کا توڑ دینا درست ہے

﴿مسئلہ﴾ نماز پڑھتے میں ریل چل دے اور اس پر اپنا اسباب رکھا ہوا ہے یا بال بچے سوار ہیں تو نماز توڑ کے بیٹھ جانا درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ سامنے سانپ آ گیا تو اس کے ڈر سے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز میں کسی نے جوتی اٹھالی اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑے گا تو لیکر بھاگ جائے گا تو اس کے لئے نماز توڑ دینا درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ رات کو مرغی کھلی رہ گئی اور بلی اس کے پاس آ گئی تو اس کے خوف سے نماز توڑ دینا درست ہے۔
﴿مسئلہ﴾ کوئی نماز میں ہے اور ہانڈی ابلنے لگی جس کی لاگت تین چار آنے ہے تو نماز توڑ کر اس کو درست کر دینا جائز ہے' غرض یہ کہ جب ایسی چیز کے ضائع ہو جانے یا خراب ہونے کا ڈر ہے جس کی قیمت تین چار آنے ہو تو اس کی حفاظت کے لئے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔
﴿مسئلہ﴾ اگر نماز میں پیشاب یا پاخانہ زور کرے تو نماز توڑ دے اور فراغت کر کے پھر پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ کوئی اندھی عورت یا مرد جا رہا ہے اور آگے کنواں ہے اس میں گر پڑنے کا ڈر ہے اس کے بچانے کے لئے نماز کا توڑ دینا فرض ہے اگر نماز نہیں توڑی اور وہ گر کے مر گیا تو گنہگار ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ کسی بچے وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا تو اس کے لئے بھی نماز توڑ دینا فرض ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ ماں' باپ' دادا' دادی' نانا' نانی کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز کو توڑ دینا واجب ہے' جیسے کسی کا ماں باپ وغیرہ بیمار ہے اور پاخانہ وغیرہ کسی ضرورت سے گیا اور آتے میں یا جاتے میں پیر پھسل گیا اور گر پڑا تو نماز توڑ کے اسے اٹھا لے لیکن اگر کوئی اور اٹھانے والا نہ ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے۔ ﴿مسئلہ﴾ اور اگر ابھی گرا نہیں ہے لیکن گرنے کا ڈر ہے اور اس نے اس کو پکارا تب بھی نماز توڑ دے۔
﴿مسئلہ﴾ اور اگر کسی ایسی ضرورت کے لئے نہیں پکارا یونہی پکارا ہے تو فرض نماز کا توڑ دینا درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اور اگر نفل یا سنت پڑھتا ہو اس وقت ماں' باپ' دادا' دادی' نانا'

نانی پکاریں لیکن یہ ان کو معلوم نہیں ہے کہ فلاں نماز پڑھتا ہے تو ایسے وقت بھی نماز کو توڑ کر ان کی بات کا جواب دینا واجب ہے چاہے کسی مصیبت سے پکاریں اور چاہے بے ضرورت پکاریں۔ دونوں کا ایک حکم ہے' اگر نماز توڑ کے نہ بولے گا تو گناہ ہوگا' اور اگر وہ جانتے ہوں کہ نماز پڑھتا ہے پھر بھی پکاریں تو نماز نہ توڑے لیکن اگر کسی ضرورت سے پکاریں اور ان کو تکلیف ہونے کا ڈر ہو تو نماز توڑ دے۔

نماز جن چیزوں ❶ سے فاسد ہوتی ہے

﴿مسئلہ﴾ حالت نماز میں اپنے امام کے سوا کسی کو لقمہ دینا قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا مفسد نماز ہے۔ ﴿تنبیہ﴾ چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہاء کے درمیان میں اختلافی ہے بعض علماء نے اس مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کیے ہیں اس لئے ہم چند جزئیات اس کی اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔

﴿مسئلہ﴾ صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی' خواہ امام بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو یا نہیں' قدر ضرورت سے قرأت کی وہ مقدار مقصود ہے جو مسنون ہے البتہ ایسی صورت میں امام کے لئے بہتر یہ ہے کہ رکوع کر لے جیسا اس سے اگلے مسئلہ میں آتا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ امام اگر بقدر ضرورت قرات کر چکا ہے تو اس کو چاہے کہ رکوع کر دے مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے (ایسا مجبور کرنا مکروہ ہے) اور مقتدیوں کو چاہے کہ جب تک ضرورت شدیدہ پیش نہ آئے امام کو لقمہ نہ دیں (یہ بھی مکروہ ہے) ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے پڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جائے اور اگر بلا ضرورت شدیدہ بھی بتلا دیا تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی جیسا اس سے اوپر مسئلہ گزرا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اس کا مقتدی نہ ہو خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ شخص اگر لقمہ لے گا تو اس لقمہ لینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی' ہاں اگر اس کو خود بخود یاد آ جائے خواہ اس کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے یا پیچھے اس

❶ حصہ یازدہم ص ۶۳ تا ۶۵۔

کے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہ ہو اور اپنی یاد پر اعتماد کر کے پڑھے تو جس کو لقمہ دیا گیا ہے اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اس کا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں' ہر حال میں لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ ﴿مسئلہ﴾ مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر امام لے لیگا تو اس کی نماز بھی اور اگر مقتدی کو قرآن میں دیکھ کر یا دوسرے سے سن کر خود بھی یاد آ گیا اور پھر اپنی یاد پر لقمہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ ﴿مسئلہ﴾ اسی طرح اگر حالت نماز میں قرآن مجید دیکھ کر ایک آیت قرات کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی' اور اگر وہ آیت جو دیکھ کر پڑھی ہے اس کو پہلے سے یاد تھی تو نماز فاسد نہ ہوگی' یا پہلے سے یاد تو نہ تھی مگر ایک آیت سے کم دیکھ کر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

﴿مسئلہ﴾ عورت کا مرد کے ساتھ اس طرح کھڑے ہو جانا کہ اس کا کوئی عضو دوسرے کے کسی عضو کے مقابل ہو جائے' ان شرطوں سے نماز فاسد کرتا ہے یہاں تک کہ اگر سجدے میں جانے کے وقت عورت کا سر مرد کے پاؤں کے محاذی ہو جائے تب بھی نماز جاتی رہے گی۔ (۱) عورت بالغ ہو چکی ہو (خواہ جوان ہو یا بوڑھی) یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو' تو اگر کوئی کمسن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۲) دونوں نماز میں ہوں پس اگر ایک نماز میں ہو دوسرا نہ ہو تو اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۳) کوئی حائل درمیان میں نہ ہو پس اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا کوئی سترہ حائل ہو یا کوئی بیچ میں اتنی جگہ چھوٹی ہو جس میں ایک آدمی بے تکلف کھڑا ہو سکے تو بھی فاسد نہ ہوگی۔ (۴) عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں' پس اگر عورت مجنون ہو یا حالت حیض ونفاس میں ہو تو اس کے محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ ان صورتوں میں وہ خود نماز میں نہ سمجھی جائے گی۔

(۵) نماز جنازہ نہ ہو پس جنازے کی نماز میں محاذات مفسد نہیں۔ (۶) محاذات بقدر ایک رکن ➊ کے باقی رہے اگر اس سے کم محاذات رہے تو مفسد نہیں' مثلاً اتنی دیر تک محاذات

➊ نماز کے رکن چار ہیں قیام' قرات' سجدہ' رکوع اور بقدر رکن سے مراد ہے کہ جس میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے۔۱۲

رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہوسکتا اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔ (۷) تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنی یہ عورت اس مرد کی مقتدی ہو یا دونوں کسی تیسرے کے مقتدی ہوں۔ (۸) امام نے اس عورت کی امامت کی نیت ہو نماز شروع کرتے وقت یا درمیان میں جب وہ آ کر ملی ہو اگر امام نے اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی' بلکہ اسی عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر امام حدث کے بعد بے خلیفہ کیے ہوئے مسجد سے باہر نکل گیا تو مقتدیوں کی نماز فاسد [1] ہو جائے گی۔

﴿مسئلہ﴾ امام نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دیا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر مرد نماز میں ہو اور عورت اس مرد کا اسی حالت میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی' ہاں اگر اس کے بوسہ لیتے وقت مرد کو شہوت ہوگئی تو نماز فاسد ہو جائے گی' اور اگر عورت نماز میں ہو اور کوئی مرد اس کا بوسہ لے لئے تو عورت کی نماز جاتی رہے گی' خواہ مرد نے شہوت سے بوسہ لیا ہو یا بلاشہوت اور خواہ عورت کو شہوت ہوئی یا نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس سے مزاحمت کرنا اور اس کو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے بشرطیکہ اس روکنے سے عمل کثیر نہ ہو اور اگر عمل کثیر ہو گیا تو نماز فاسد ہوگئی۔

نماز جن چیزوں سے مکروہ [2] ہو جاتی ہے

﴿مسئلہ﴾ حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا' یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقہ سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ﴿مثال﴾ کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ [3] شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

---

[1] یعنی سب کی نماز فاسد ہو جائے گی امام کی بھی خلیفہ کی بھی' سب مقتدیوں کی بھی۔

[2] یعنی دونوں کنارے چھوٹے ہوں اگر ایک کنارہ چھوٹا ہو اور دوسرا شانہ پر پڑا ہو تو نماز مکروہ ہوگی ۱۲۔

[3] حصہ ۱۱ ص ۵۶

﴿مسئلہ﴾ برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر تذلل اور خشوع (عاجزی) کی نیت سے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھنے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اسے اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عمل کثیر کی ضرورت پڑے تو پھر نہ پہنے۔ ﴿مسئلہ﴾ مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدہ کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ صرف امام کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو مکروہ تنزیہی ہے' اگر امام کے ساتھ چند مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں' اگر امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی ہو تو مکروہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اگر ایک ہاتھ سے کم ہو اور سرسری نظر سے اس کی اونچائی ممتاز معلوم ہوتی ہو تب بھی مکروہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ کل مقتدیوں کا امام سے بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑے ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں۔ یا بعض مقتدی امام کے برابر ہوں اور بعض اونچی جگہ ہوں تب بھی جائز ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مقتدی کو جب کہ امام قیام میں قرأت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ یا قرآن مجید کی قرات کرنا خواہ وہ سورہ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔

نماز (1) میں حدث ہو جانے کا بیان

نماز میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدث اکبر ہو گا جس سے غسل واجب ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر حدث اصغر (2) ہو گا تو دو حال سے خالی نہیں' اختیاری ہو گا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اس کے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہو گا یا نہیں' اگر

(1) حصہ یازدہم ص ٦٦

(2) یعنی وہ حدث جس سے وضو واجب ہوتا ہے۔

اختیاری ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی' مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہے کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے' یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے' ان سب سورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

اس لئے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوتے ہیں اور اگر بے اختیاری ہوگا تو اس میں دو صورتیں ہیں یا نادر الوقوع ہوگا جیسے جنون بے ہوشی یا امام کا مر جانا وغیرہ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح' پیشاب' پاخانہ' مذی وغیرہ پس اگر نادر الوقوع ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر نادر الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اس شخص کو شرعاً اختیار اور اجازت ہے کہ اس حدث کو رفع کرنے کے بعد اسی نماز کو تمام کرے اور اس کو بنا کرنے کی صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی شرطیں ہیں۔ (۱) کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے۔ (۲) کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے مثلاً جب وضو کے لئے جائے یا وضو کر کے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے اس لئے کہ قرآن مجید کا پڑھنا نماز کا رکن ہے۔ (۳) کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو۔ (۴) حدث کے بعد بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کے لئے جائے ہاں اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں' مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پہلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو۔ ❶

﴿مسئلہ﴾ منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ فوراً وضو کر لے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحبات کے ساتھ چاہئے اور اس درمیان میں کوئی کلام وغیرہ نہ کرے' پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے' حاصل یہ کہ جس قدر حرکت

---

❶ پس اس صورت میں اگر بقدر رکن کے آنے میں دیر لگ جائے کہ مشکل سے صفوں سے نکل کر آئے تو مضائقہ نہیں اور جس طرح اس شخص کو صفیں پھاڑ کر اپنی جگہ جانا جائز ہے اسی طرح وضو کرنے کے لئے جس کا وضو جاتا رہے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی اس کو بھی صفیں پھاڑ کر نکل جانا اور بضرورت قبلہ سے پھر جانا بھی جائز ہے ۱۲۔

سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے وضو کے بعد چاہے وہیں اپنی بقیہ نماز تمام کرلے اور یہی افضل ہے اور چاہے جہاں پہلے تھا وہاں جا کر پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ قصداً پہلی نماز کو سلام پھیر کی قطع کردے اور بعد وضو کے از سر نو نماز پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ امام کو اگر حدث ہو جائے اگر قعد اخیرہ میں ہو تو اس کو چاہئے کہ فوراً وضو کرنے کے لئے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اس کو اپنی جگہ کھڑا کردے، مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مسبوق کو کردے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق کو اشارے سے بتلا دے کہ میرے اوپر اتنی رکعتیں وغیرہ باقی ہیں، رکعتوں کے لئے انگلی سے اشارہ کرے، مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اٹھائے، دو رکعت باقی ہوں تو دو انگلی رکوع باقی ہو تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دے، سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر قرات باقی ہو تو منہ پر، سجدہ باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر سجدہ سہو کرنا ہو تو سینہ پر جب کہ وہ بھی سمجھتا ہو ورنہ اس کو خلیفہ نہ بنائے پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آکر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے اور اگر وضو کرکے وضو کی جگہ کے پاس ہی کھڑا ہو گیا تو اگر درمیان میں کوئی ایسی چیز یا اتنا فصل حائل ہو جس سے اقتدا صحیح نہیں ہوتی تو درست نہیں ❶ ورنہ درست ہے اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کرے خواہ جہاں وضو کیا ہے وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں۔

﴿مسئلہ﴾ اگر پانی مسجد کے فرش کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں، چاہے کرے چاہے نہ کرے بلکہ جب خود وضو کرکے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر تک مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ خلیفہ کردینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے، لہٰذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرلے، اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ کردیں یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام مسجد سے باہر نہ نکل چکا ہو، اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوئی ہو تو صفوں سے یا سترے سے آگے نہ بڑھا ہو اور اگر حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو

❶ یعنی وضو کی جگہ ایسی صورت میں کھڑا ہونا درست ہے اور اس کا جماعت میں شریک ہونا صحیح ہو جائے گا۔۱۲

جائے گی اب کوئی دوسرا امام نہیں بن [1] سکتا۔

﴿مسئلہ﴾ اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اس کو بھی فوراً وضو کرنا چاہئے' وضو کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کرلے اور مقتدی کو اپنے مقام پر جا کر نماز پڑھنا چاہئے اگر جماعت باقی ہو لیکن اگر امام کی اور اس کے وضو کی جگہ میں کوئی چیز مانع اقتداء نہ ہو تو یہاں بھی کھڑا ہو جانا جائز ہے اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو مقتدی کو اختیار ہے چاہے محل اقتداء میں جا کر نماز پوری کرے یا وضو کی جگہ میں پوری کرے اور یہی بہتر ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے تو اس کو چاہئے کہ جس قدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں ان کو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تاکہ وہ مدرک سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے میں مصروف ہو۔﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کو قعدہ اخیر میں اس کے بعد کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا بلاقصد حدث اصغر ہو جائے یا بے ہوش ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔﴿مسئلہ﴾ چونکہ یہ مسائل باریک ہیں اور آج کل علم کی کمی ہے' ضرور غلطی کا احتمال ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ بناء نہ کرے بلکہ وہ نماز سلام کے ساتھ قطع کر کے پھر از سر نو نماز پڑھیں۔

سنت اور نفل نمازوں کا بیان [2]

﴿مسئلہ﴾ فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت نماز سنت ہے' حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے کبھی اس کو نہ چھوڑے' اگر کسی دن دیر ہو گئی اور نماز کا وقت بالکل اخیر ہو گیا تو ایسی مجبوری کے وقت فقط دو رکعت فرض پڑھ لے لیکن جب سورج نکل جائے اور اونچا ہو جائے تو سنت کی دو رکعت قضا پڑھ لے۔

﴿مسئلہ﴾ ظہر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت ظہر کے وقت کی یہ چھ رکعتیں بھی ضروری ہیں ان کے پڑھنے کی بہت تاکید آئی ہے بے وجہ

---

[1] یعنی اس جماعت کو پورا کرنے کے لئے کوئی امام نہیں بن سکتا' ہاں دوبارہ جماعت سے پڑھی جائے ۱۲۔

[2] از حصہ دوم ص ۲۸۔

چھوڑ دینے سے گناہ ہوتا ہے۔

﴿مسئلہ﴾ عصر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض پڑھے لیکن عصر کے وقت کی سنتوں کی تاکید نہیں' اگر کوئی نہ پڑھے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا اور جو کوئی پڑھے اس کو بہت ثواب ملتا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مغرب کے وقت پہلے تین رکعت فرض پڑھے پھر دو رکعت سنت پڑھے یہ سنتیں بھی ضروری ہیں نہ پڑھنے سے گناہ ہوتا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ عشاء کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سنت پڑھے' پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت پڑھے پھر اگر جی چاہے تو دو رکعت نفل بھی پڑھ لے' اس حساب سے عشاء کی چھ رکعت سنت ہوئیں اور اگر کوئی اتنی رکعتیں نہ پڑھے تو پہلے چار رکعت فرض پڑھے پھر دو رکعت سنت پڑھے' پھر وتر پڑھے' عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ضروری ہیں نہ پڑھے گا تو گنہگار ہوگا۔

﴿مسئلہ﴾ رمضان شریف کے مہینے میں تراویح کی نماز بھی سنت ہے اس کی بھی تاکید آئی ہے اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے عورتیں تراویح کی نماز اکثر چھوڑ دیتی ہیں' ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے عشاء کے فرض اور دو سنتوں کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھنا چاہئے' چاہے دو رکعت کی نیت باندھے [1] یا چار رکعت کی مگر دو رکعت پڑھنا اولیٰ ہے جب بیس رکعت پڑھ چکے تو پھر وتر پڑھے۔

﴿فائدہ﴾ جن سنتوں کا پڑھنا ضروری ہے یہ سنت مؤکدہ کہلاتی ہیں اور رات دن میں ایسی سنتیں بارہ ہیں' دو فجر کی' چار ظہر سے پہلے' دو ظہر کے بعد' دو مغرب کے بعد اور دو عشا کے بعد اور رمضان شریف میں تراویح اور بعض عالموں نے تہجد کو بھی موکدہ میں گنا ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اتنی نمازیں تو شرع کی طرف سے مقرر ہیں' اگر اس سے زیادہ پڑھنے کو کسی کا دل چاہے تو جتنا چاہے زیادہ پڑھے اور جس وقت چاہے پڑھے' اتنا خیال رکھے کہ جن وقتوں

---

[1] مراقی الفلاح میں ہے کہ ہر دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرے اور اگر ملاوے یعنی دو رکعت سے زیادہ ایک سلام میں پڑھے اگر ہر دو رکعت پر التحیات پڑھے تو درست ہے۔ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ دیدہ و دانستہ ایسا کرنا مکروہ ہے اور تراویح صحیح ہو جائے گی' سب رکعتیں حساب میں آئیں گی اور اگر ہر دو رکعت پر نہ بیٹھے تو دو ہی رکعت محسوب ہوں گی۔

میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے' فرض اور سنت کے سوائے جو کچھ پڑھے گا اس کو نفل کہتے ہیں' جتنی زیادہ نفلیں پڑھے گا اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا اس کی کوئی حد نہیں' بعض خدا کے بندے ایسے ہوئے ہیں کہ ساری رات نفلیں پڑھا کرتے تھے اور بالکل نہیں سوتے تھے۔

﴿مسئلہ﴾ بعض نفلوں کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے اس لئے اور نفلوں سے ان کا پڑھنا بہتر ہے کہ تھوڑی سی محنت میں بہت ثواب ملتا ہے وہ یہ ہیں' تحیتہ الوضو' اشراق' چاشت' اوابین' تہجد' صلوٰۃ التسبیح۔

﴿مسئلہ﴾ تحیۃ الوضو اس کو کہتے ہیں کہ جب کبھی وضو کرے تو وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لیا کرے حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے لیکن جس وقت نفل نماز مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ اشراق کی نماز کا یہ طریقہ ہے کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو جائے نماز پر سے نہ اٹھے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے درود شریف یا کلمہ یا کوئی وظیفہ پڑھتا رہے' اور اللہ کی یاد میں لگا رہے' دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے' نہ دنیا کا کوئی کام کرے' جب سورج نکل آئے اونچا ہو جائے تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھ لے تو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے' اور اگر فجر کی نماز کے بعد کسی دنیا کی دھندے میں لگ گیا' پھر سورج اونچا ہو جانے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تو بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔

﴿مسئلہ﴾ پھر جب سورج خوب اونچا ہو جائے اور دھوپ تیز ہو جائے تب کم سے کم دو رکعت پڑھے یا اس سے زیادہ پڑھے یعنی چار رکعت یا آٹھ رکعت یا بارہ رکعت پڑھے اس کو چاشت کہتے ہیں اس کا بھی بہت ثواب ہے۔

﴿مسئلہ﴾ مغرب کے فرضوں اور سنتوں کے بعد کم از کم چھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں پڑھے' اس کو اوابین کہتے ہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے' اس کو تہجد کہتے' یہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول ہے اور سب سے زیادہ اس کا ثواب ملتا ہے' تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں' نہ ہو تو دو ہی رکعتیں سہی' اگر پچھلی رات کو ہمت نہ ہو تو عشا کے بعد پڑھ لے مگر ویسا ثواب نہ ہوگا' اس کے سوا

بھی دن رات میں جتنی چاہے نفلیں پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ صلوٰۃ التسبیح کا حدیث شریف میں بڑا ثواب آیا ہے اور اس کے پڑھنے سے بے انتہا ثواب ملتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو یہ نماز سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ اس کے پڑھنے سے تمہارے سب گناہ اگلے پچھلے، نئے پرانے چھوٹے بڑے سب معاف ہو جائیں گے اور فرمایا تھا کہ اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو اور ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار پڑھ لیا کرو اگر ہفتہ میں نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں پڑھ لیا کرو اور ہر مہینہ میں نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک دفعہ پڑھ لو، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ پڑھ لو، اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور اَلْحَمْدُ اور سورت جب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ پندرہ دفعہ یہ پڑھے، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پھر رکوع میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہنے کے بعد دس دفعہ پھر یہی پڑھے، پھر رکوع سے اٹھے اور سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے اور پھر سجدے میں جائے اور سبحان ربی الاعلی کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے، پھر سجدہ سے اٹھ کر دس دفعہ پڑھے اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اس میں بھی دس مرتبہ پڑھے، پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھے اور دس دفعہ پڑھ کے دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو، اسی طرح دوسری رکعت پڑھے اور جب دوسری رکعت میں التحیات کے لیے بیٹھے تو پہلے وہی دعا دس دفعہ پڑھ لے تب التحیات پڑھے اسی طرح چاروں رکعتیں پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ ان چاروں رکعتوں میں جو سورت چاہے پڑھے کوئی سورت مقرر نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ دن کو نفل پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے اور چاہے چار چار رکعت کی نیت باندھے اور دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ ہے اور رات کو ایک دم سے چھ چھ یا آٹھ آٹھ رکعت کی نیت باندھ لے تو بھی درست ہے اور اس سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر چار رکعتوں کی نیت باندھے اور چاروں پڑھنی بھی چاہے تو جب دو رکعت پڑھ کے بیٹھے اس وقت اختیار ہے چاہے التحیات کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھے پھر بے سلام

پھیرے اٹھ کھڑا ہو پھر تیسری رکعت سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھ کے اعوذ و بسم اللہ کہہ کے الحمد شروع کرے اور چاہے صرف التحیات پڑھ کر اٹھ کھڑا ہو اور تیسری رکعت پر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور اگر آٹھ رکعت کی نیت باندھی ہے اور آٹھوں رکعتیں ایک سلام سے پوری کرنا چاہے تو چوتھی رکعت پر سلام نہ پھیرے اور اسی طرح دونوں باتیں اب بھی درست ہیں چاہے التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے کھڑا ہو جائے اور پھر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھے اور چاہے صرف التحیات پڑھ کر اور کھڑا ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور اسی طرح چھٹی رکعت میں بھی چاہے التحیات، درود، دعا سب کچھ پڑھ کے کھڑا ہو پھر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھے اور چاہے فقط التحیات پڑھ کے کھڑا ہو کر بسم اللہ اور الحمد شریف سے شروع کر دے اور آٹھویں رکعت پر بیٹھ کر سب کچھ پڑھ کے سلام پھیرے اسی طرح ہر دو رکعت پر ان دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے اگر قصداً سورت نہ ملائے تو گنہگار ہوگا اور اگر بھول گیا تو سجدہ سہو کرنا پڑے گا اور سجدہ سہو کا بیان آگے آئے گا۔

﴿مسئلہ﴾ نفل نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو اب اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا اگر توڑ دے گا تو گنہگار ہوگا اور جو نماز توڑی ہے اس کی قضا پڑھنا پڑے گی لیکن نفل کی ہر دو رکعت الگ الگ ہیں اگر چار یا چھ رکعت کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہوا چاروں رکعتیں واجب نہیں ہوئیں، پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت کی پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ اور اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت پڑھ چکی تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر اس نے التحیات وغیرہ پڑھی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھا بغیر التحیات پڑھے بھولے سے کھڑا ہو گیا یا قصداً کھڑا ہو گیا تو پوری چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ ظہر کی چار رکعت سنت کی نیت اگر ٹوٹ جائے تو پوری چار رکعتیں پھر سے پڑھے

چاہے دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اس لئے کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے اس میں وتر کے بعد کی نفلیں بھی آ گئیں، البتہ بیماری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو پورا ثواب ملے گا، اور فرض نماز اور سنت جب تک مجبوری نہ ہو بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر نفل نماز کو بیٹھ کر شروع کیا پھر کچھ بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑا ہو گیا یہ بھی درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی، پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گیا یہ بھی درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ نفل نماز کھڑے کھڑے پڑھی لیکن ضعف کی وجہ سے تھک گیا تو کسی لاٹھی یا دیوار کی ٹیک لگا لینا اور اس کے سہارے کھڑا ہونا بھی درست ہے مکروہ نہیں۔

نماز کی بعض سنتیں اور نیت باندھنے کا طریقہ [1]

﴿مسئلہ﴾ تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مردوں کو کانوں تک اور عورتوں کے شانوں تک سنت ہے، عذر کی حالت میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھوں کو باندھ لینا مردوں کو ناف کے نیچے، عورتوں کو سینہ پر سنت ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مردوں کا اس طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لینا اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا سنت ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ امام اور منفرد کو سورہ فاتحہ کے ختم ہونے کے بعد آہستہ آواز سے آمین کہنا اور قرات بلند آواز سے ہو تب بھی سب مقتدیوں کو بھی آہستہ آمیں کہنا سنت ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جدا رکھنا سنت ہے، قومے میں امام کو صرف سمع الله لمن حمده کہنا اور مقتدی کو صرف ربنا لك الحمد کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ سجدہ کی حالت میں مردوں کو اپنے پیٹ کا زانوؤں سے اور کہنیوں کا پہلوؤں سے علیحدہ رکھنا اور ہاتھوں کی باہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا سنت ہے۔

---

[1] جلد یازدہم ص ۱۳۹

﴿مسئلہ﴾ قعدی اولیٰ اور اخری دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور اس انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہو اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوؤں پر ہوں' انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں یہ سنت ہے۔
﴿مسئلہ﴾ امام کو سلام بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ امام کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ مرد ہوں' یا عورت یا لڑکے اور ساتھ رہنے والوں فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں اور بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں اور اگر محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرنا سنت ہے۔

﴿مسئلہ﴾ تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کا آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو سنت ہے۔

فرض ❶ نماز کے بعض مسائل اور اس کا طریقہ

﴿مسئلہ﴾ امین کے الف کو بڑھا کر پڑھنا چاہئے اس کے بعد کوئی سورت قرآن مجید کی پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر سفر کی حالت میں ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو اختیار ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد جو سورت چاہے پڑھے اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں سورہ حجرات اور سورہ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورۃ کو چاہے پڑھے فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورۃ ہونی چاہئے باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئیں ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں' عصر اور عشاء کی نماز میں وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ اور لَمْ يَكُنْ اور ان کے درمیان کی سورتوں میں کوئی سورت پڑھنی چاہئے' مغرب کی نماز میں اِذَا زُلْزِلَتْ سے آخر قرآن تک۔ ﴿مسئلہ﴾ جب رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو تو امام صرف سمع الله لمن حمده اور مقتدی صرف ربنالك

❶ جلد یازدہم ص ۳۱

الحمد اور منفرد دونوں کہے پھر تکبیر کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدہ میں جائے تکبیر کی انتہا اور سجدہ کی ابتداء ساتھ ہی ہو یعنی سجدے میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ سجدے میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہئے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو' منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہونا چاہئے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونی چاہئیں اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوئے ہوں اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف اور پیٹ زانو سے علیحدہ اور بازو بغل سے جدا ہوں' پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا بچہ درمیان سے نکل سکے۔

﴿ مسئلہ ﴾ فجر' مغرب اور عشاء کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دوسری سورۃ اور سمع الله لمن حمده اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو قرات میں تو اختیار ہے مگر سمع الله لمن حمده اور تکبیریں آہستہ کہے اور ظہر اور عصر کے وقت امام صرف سمع الله لمن حمده اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں وغیرہ آہستہ کہے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ نماز ختم کر چکنے کے بعد دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے دعا مانگے اور امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لئے بھی اور دعا مانگ چکنے کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دعا سنائی دے تو خواہ سب آمین کہتے رہیں۔ ﴿ مسئلہ ﴾ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر' مغرب' عشاء ان کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں جیسے فجر' عصر' ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اس کے مقابلہ میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ ﴿ مسئلہ ﴾ فرض نمازوں کے بعد بشرطیکہ ان کے بعد سنتیں نہ ہوں ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ تین مرتبہ' آیت الکرسی' قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق' قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس مرتبہ سبحان اور اسی قدر الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں صرف چند مقامات پر ان کو اس کے خلاف کرنا چاہئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ (۱) تکبیر تحریمہ

کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئے اگر کوئی ضرورت مثل سردی وغیرہ کے اندر ہاتھ رکھنے کی نہ ہو اور عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک اٹھانا چاہئے۔ (۲) تکبیر تحریمہ کے بعد مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہئے اور عورتوں کو سینہ پر۔ (۳) مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھا کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئے اور داہنی تین انگلیں بائیں کلائی پر بچھانا چاہئے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہئے۔ حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہئے۔ (۴) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہئے کہ سر اور سرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہئے بلکہ صرف اسی قدر کہ ان کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ (۵) مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بغیرہ کشادہ کیے ہوئے بلکہ ملا کر۔ (۶) مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملی ہوئی۔ (۷) مردوں کو سجدے میں پیٹ زانو اور بغل سے جدا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملا ہوا۔ (۸) مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہئے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔ (۹) مردوں کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو نہیں (۱۰) مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہئے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہئے اور اس طرہ داہنی ران بائیں ران پر آ جائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر (۱۱) عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قرأت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کرنی چاہئے۔

فرائض ❶ واجبات صلوٰۃ کے متعلق مسائل

﴿مسئلہ﴾ مدرک پر قرأت نہیں، امام کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے اور حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں سے ایک یا دو رکعت میں قرأت کرنا فرض ہے۔

❶ حصہ یازدہم ص ۳۲

﴿مسئلہ﴾ حاصل یہ ہے کہ امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قرأت نہ کرنا چاہئے' ہاں مسبوق کے لئے چونکہ ان گئی ہوئی رکعتوں میں امام نہیں ہوتا اس لئے اس کو قرأت کرنا چاہئے۔
﴿مسئلہ﴾ سجدے کے مقام کو پیروں کی جگہ سے آدھ گز سے زیادہ اونچا نہ ہونا چاہئے' اگر آدھ گز سے زیادہ اونچے مقام پر سجدہ کیا جائے تو درست نہین ہاں اگر کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے' مثلاً جماعت زیادہ ہو اور لوگ اس قدر مل کر کھڑے ہوں کی زمین پر سجدہ ممکن نہ ہو تو نماز پڑھنے والوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ جس شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جائے وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہو جو سجدہ کرنے والا پڑھ رہا ہے۔﴿مسئلہ﴾ عیدین کی نماز میں علاوہ معمول تکبیروں کے چھ تکبیریں کہنا واجب ہے۔﴿مسئلہ﴾ امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب کی اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہوں یا ادا جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔﴿مسئلہ﴾ منفرد کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے' آواز بلند ہونے کی فقہا نے یہ حد لکھی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن (1) سکے۔
﴿مسئلہ﴾ امام اور منفرد کو ظہر و عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب و عشاء کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔
﴿مسئلہ﴾ جو نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں انہیں آہستہ آواز سے قرأت کرنا چاہئے اور جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔
﴿مسئلہ﴾ منفرد اگر فجر مغرب اور عشاء کی قضائیں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اگر رات کو قضا پڑھے تو اسے اختیار ہے۔﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص مغرب کی یا عشاء کی پہلی دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ ملانا بھول جائے تو اسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری صورت پڑھنا چاہئے اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

(1) یعنی جو شخص کھڑا ہو وہ نہ سن سکے یہ مطلب نہیں ہے کہ جو بالکل پاس کھڑا ہو وہ بھی نہ سن سکے۔

نماز میں ❶ دل لگانے کا طریقہ

اتنی بات یاد رکھو کہ نماز میں کوئی کام کوئی پڑھنا بے ارادے نہ ہو بلکہ ہر بات ارادے اور سوچ سے ہو' مثلاً **الله اکبر** کہہ کر جب کھڑا ہو تو ہر لفظ پر یوں سوچو کہ میں اب **سبحانك اللھم** پڑھ رہا ہوں۔

پھر سوچو کہ اب **وبحمدك** کہہ رہا ہوں' پھر دھیان کرو کہ اب **وتبارك اسمك** منہ سے نکل رہا ہے' اسی طرح ہر لفظ پر الگ الگ دھیان اور ارادہ کرو' پھر الحمد اور سورۃ میں یوں ہی کرو' پھر رکوع میں اسی طرح ہر دفعہ **سبحان ربی العظیم** کو سوچ سوچ کر کہو' غرض منہ سے نکالو دھیان بھی ادھر رکھو' ساری نماز میں یہی طریقہ رکھو انشاءاللہ تعالیٰ یہ طریقہ رکھنے سے نماز میں کسی طرف دھیان نہ بٹے گا' پھر تھوڑے دنوں میں آسانی سے جی لگنے لگے گا' اور نماز میں مزہ آئے گا۔

جماعت ❷ کا بیان

چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت ❸ مؤکدہ ہے اس لئے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات وسنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا اور مسائل کے زیادہ اور قابل اہتمام ہونے کے سبب سے اس کے لئے علیحدہ عنوان قائم کیا گیا' جماعت کم سے کم دو آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں' اس طرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو اور دوسرا متبوع' متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔

﴿مسئلہ﴾ امام کے سوا ایک آدمی کے شریک نماز ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ آدمی مرد ہو یا عورت غلام' ہو یا آزاد بالغ ہو یا سمجھدار نابالغ بچہ' ہاں جمعہ وعیدین کی نماز میں کم سے کم

❶ حصہ ہفتم ص ۲۳۔
❷ حصہ یازدہم بہشتی گوہر ص ۴۰
❸ یعنی بعضوں کے نزدیک واجب اور بعضوں کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے جس کا مفصل بیان آگے آتا

امام کے سوا تین آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔ ﴿مسئلہ﴾ جماعت کے ہونے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل میں دو آدمی اس طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائے گی خواہ امام ومقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا مقتدی نفل پڑھتا ہو البتہ جماعت کی نفل کا عادی ہونا یا تین مقتدیوں سے زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

جماعت ❶ کی فضیلت

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کی جائیں تو ایک بہت کافی حجم ❷ کا رسالہ تیار ہو سکتا ہے ان کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ حالت مرض میں جب آپ خود چلنے کی قوت نہ تھی' دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی' تارک جماعت پر آپ کو سخت غصہ آتا تھا' اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپ کا جی چاہتا تھا' بے شبہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہے' اور ہونا بھی چاہئے تھا' نماز جیسی عبادت کی شان بھی اسی کو چاہتی تھی' کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی تاکید کے اعلیٰ درجہ پر پہنچا دی جائے' ہم اس مقام پر پہلے اس آیت کو لکھ کر جس سے بعض مفسرین اور فقہاء نے جماعت کو ثابت کیا ہے' چند حدیثیں بیان کرتے ہیں' قولہ تعالیٰ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر یعنی جماعت سے' اس آیت میں حکم صریح جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے' مگر چونکہ رکوع کے معنیٰ بعض مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہیں لہٰذا فرضیت ثابت نہ ہوگی' ﴿حدیث﴾ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن عمرؓ جماعت کی نماز میں ❸ تنہا نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب روایت کرتے ہیں۔

❶ یازدہم ص ۱۴۱ ❷ یعنی ضخامت

❸ مطلب یہ ہے کہ اکیلے نماز پڑھنے سے جتنا ثواب ملتا ہے جماعت سے پڑھنے میں اس سے ستائیس گنا زیادہ ملتا ہے ۱۲۔

﴿حدیث ۲﴾ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ ﴿حدیث ۳﴾ حضرت انس بن مالکؓ راوی ہیں کہ بنی سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی مکانات سے (چونکہ وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور تھے) اٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کر قیام کریں' تب ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے قدموں میں جو زمین پر پڑتے ہیں ثواب نہیں سمجھتے ❶ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چل کر مسجد میں آئے گا اسی قدر زیادہ ثواب ملے گا۔

﴿حدیث ۴﴾ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا وقت نماز کے انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔ ﴿حدیث ۵﴾ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عشاء کے وقت اپنے ان اصحاب سے جو جماعت میں شریک تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ کر سو رہے اور تمہارا وہ وقت جو انتظار میں گزرا سب نماز میں محسوب ❷ ہوا۔

﴿حدیث ۶﴾ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بریدہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بشارت دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کے لئے مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت میں ان کے لئے پوری روشنی ہوگی۔

﴿حدیث ۷﴾ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اس کو نصف شب کی عبادت کا ثواب ملے گا اور جو عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھے گا اسے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

﴿حدیث ۸﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ ایک روز آپؐ نے فرمایا کہ بے شک میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے اور پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں

---

❶ لیکن اگر کسی کے محلّہ میں مسجد ہو تو اس کو چھوڑ کر دور نہ جائے کیونکہ محلّہ کی مسجد کا حق ہے بلکہ اگر وہاں جماعت بھی نہ ہوتی ہو تو تب بھی وہاں جا کر اذان واقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھے ۱۲۔

❷ یعنی شمار کیا گیا۔

کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔

﴿حدیث ۹﴾ ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز میں شریک ہو جاتا اور خادموں کو حکم دیتا کہ ان کے گھروں کے مال واسباب کو مع ان کے جلا دیں (مسلم) عشاء کی تخصیص اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اس وقت گھروں میں ہوتے ہیں' امام ترمذی اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون ابن مسعود اور ابو درداء اور ابن عباس اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے یہ سب لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز اصحاب میں سے ہیں۔

﴿حدیث ۱۰﴾ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی آبادی یا جنگل میں تین مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو بیشک ان پر شیطان غالب ہو جائے گا پس اے ابو درداء! جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھ لو دیکھو بھیڑیا (شیطان) اسی بکری (آدمی) کو کھاتا ہے (بہکاتا ہے) جو اپنے گلے (جماعت) سے الگ ہو گئی ہو۔

﴿حدیث ۱۱﴾ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جو شخص اذان سن کر جماعت میں نہ آئے اور اس کوئی عذر بھی نہ ہو تو اس کی وہ نماز جو تنہا پڑھی قبول ❶ نہ ہوگی' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوف یا مرض؟ اس حدیث میں خوف یا مرض کی تفصیل نہیں کی گئی بعض احادیث میں کچھ تفصیل بھی ہے۔

﴿حدیث ۱۲﴾ حضرت محجنؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اتنے میں اذان ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور میں اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ محجن! تم نے جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی کیا تم مسلمان نہیں ہو' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان تو ہوں مگر میں اپنے

❶ یعنی پورا ثواب نہ ملے گا کہ یہ غرض نہیں کہ فرض ادا نہ ہوگا کبھی کوئی اس خیال سے نماز ہی چھوڑ دے کہ نماز قبول تو ہوگی ہی نہیں پھر تنہا بھی نہ پڑھیں کیونکہ کچھ فائدہ نہیں ایسا خیال ہرگز نہ چاہئے ۱۲۔

گھر میں نماز پڑھ چکا تھا' نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب مسجد میں آؤ اور دیکھو جماعت ہو رہی ہے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیا کرو اگر چہ ❶ پڑھ چکے ہو' ذرا اس حدیث کو غور سے دیکھو کی نبی ﷺ نے اپنے برگزیدہ صحابی محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات کہی کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو' چند حدیثیں نمونے کے طور پر ذکر ہو چکیں۔

اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال سنیے کہ انہیں جماعت کا کس قدر اہتمام مدنظر تھا' اور ترک جماعت کو وہ کیسا سمجھتے تھے اور کیوں نہ سمجھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان کی مرضی کا ان سے زیادہ کس کو خیال ہو سکتا ہے۔ اثر ❷ اسود کہتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے کہ نماز کی پابندی اور اس کی فضیلت و تاکید کا ذکر نکلا اس پر حضرت عائشہ نے تائیداً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایک دن نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں' عرض کیا گیا کہ ابوبکر ایک نہایت رقیق القلب آدمی ہیں جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو بے طاقت ہو جائیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے' آپ نے پھر وہی فرمایا پھر وہی جواب دیا گیا' تب آپ نے فرمایا کہ تم ویسی باتیں کرتے ہو جیسے یوسف علیہ السلام سے مصر کی عورتیں ❸ کرتی تھیں' ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں' خیر حضرت ابوبکرؓ

❶ مگر فجر عصر اور مغرب کی نماز اگر تنہا پڑھ لی ہو اور پھر جماعت ہو تو اب جماعت میں شامل نہ ہونا چاہئے اس لئے کہ فجر اور عصر کے بعد تو نوافل نہ پڑھنا چاہئے اور مغرب میں اس لئے کہ تین رکعت نوافل کی شریعت میں نہیں ہیں ۱۲۔

❷ اثر صحابی اور تابعین کے قول کو کہتے ہیں۔۱۲

❸ یہاں پر حضرت عائشہؓ کو تشبیہ دی ہے' حضرت عائشہؓ سے وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ جب حضرت زلیخا کے عشق کی شہرت ہوئی کہ وہ یوسفؑ کو چاہتی ہیں جو اس وقت میں ان کے خاوند کے غلام تھے تو انہوں نے عورتوں کی ضیافت کی اور مراد ان کی علاوہ ضیافت کے اور بھی تھی اور وہ یہ تھی کہ عورتیں حضرت یوسفؑ کے حسن کو بے نظیر کو دیکھیں اور مجھے اس کے ساتھ عشق میں معذور سمجھیں اور لعن طعن سے باز آئیں اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مراد بھی علاوہ اس کے جو انہوں نے عذر کیا اور بھی تھی اور وہ یہ کہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہونے کی بدفالی نہ سمجھیں اور اس بنا پر حضرت ابوبکرؓ سے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کدورت نہ ہو۔

نماز پڑھانے کے لئے نکلے اتنے میں نبی ﷺ کو مرض میں کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے سے نکلے میری آنکھوں میں اب تک وہ حالت موجود ہے کہ نبی ﷺ کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے یعنی اتنی قوت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیر اٹھا سکیں، وہاں حضرت ابوبکرؓ نماز شروع کر چکے تھے۔ چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر نبی ﷺ نے منع فرمایا۔ اور انہیں سے نماز پڑھوائی۔ ﴿اثر۲﴾ ایک دن حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلیمانؒ بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا تو ان کے گھر گئے اور ان کی ماں سے پوچھا کہ آج میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا، انہوں نے کہا وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے اس وجہ سے اس وقت ان کو نیند آ گئی، تب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ تمام شب عبادت کروں (موطاء امام مالکؒ) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صبح کی نماز باجماعت پڑھنے میں تہجد سے بھی زیادہ ثواب ہے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نماز فجر میں مخل ❶ ہو تو اس کا ترک اولیٰ ہے (اشعۃ اللمعات)

﴿اثر۳﴾ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک ہم نے آزمالیا اپنے کو اور صحابہؓ کو کہ ترک جماعت نہیں کرتا مگر وہ منافق جس کا نفاق کھلا ہوا ہو یا بیمار بھی دو آدمیوں کا سہارا لیکر جماعت کے لئے حاضر ہوتے تھے، بے شک نبی ﷺ نے ہمیں ہدایت کی راہیں بتلائیں اور منجملہ ان کے نماز ہے، ان مسجدوں میں جہاں اذان ہوتی ہو، دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا جس کو خواہش ہو کل (قیامت میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے مسلمان جائے اسے چاہئے کہ پنج وقت نماز کی پابندی کرے ان مقامات میں جہاں اذان ہوتی ہو (یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو) بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے لئے ہدایت کے طریقے نکالے ہیں اور یہ نماز بھی انہی طریقوں میں سے ہے اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو گے، جیسے کے منافق پڑھ لیتا ہے تو بیشک تم سے چھوٹ جائے گی تمہارے نبی ﷺ کی سنت اور اگر تم چھوڑ دو گے اپنے پیغمبر ﷺ کی سنت کو تو بے شبہ گمراہ ہو جاؤ گے اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے نماز کے لئے

---

❶ یعنی خلل انداز ۱۲۔

مسجد نہیں جاتا مگر اس کے ہر قدم پر ایک ثواب ملتا ہے اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ہم نے دیکھ لیا کہ جماعت سے الگ نہیں رہتا مگر منافق' ہم لوگوں کی حالت تو یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دو آدمیوں پر تکیہ لگا کر جماعت کے لئے لائے جاتے تھے' اور صف میں کھڑے کر دیئے جاتے تھے۔ ﴿اثر ۴﴾ ایک مرتبہ ایک شخص مسجد سے اذان ❶ کے بعد بے نماز پڑھے ہوئے چلا گیا' تو حضرت ابو ہریرۃؓ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی اور ان کے مقدس حکم کو نہ مانا (مسلم شریف) دیکھو حضرت ابو ہریرۃؓ نے تارک جماعت کو کیا کہا' کیا کسی مسلمان کو اب بھی بے عذر ترک جماعت کی حسرت ہو سکتی ہے کیا کسی ایماندار کو حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی گوارا ہو سکتی ہے۔ ﴿اثر ۵﴾ حضرت ام درداءؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس اس حال میں آئے کہ نہایت غضبناک تھے' میں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کو کیوں غصہ آیا کہنے لگے اللہ کی قسم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اب کوئی بات نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں یعنی اب اس کو بھی چھوڑنے لگے ہیں۔ ﴿اثر ۶﴾ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اصحابؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی اذان سن کر جماعت میں نہ جائے اس کی نماز ہی نہیں ہوگی' یہ لکھ کر امام ترمذی لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حکم تاکیدی ہے مقصود یہ ہے کہ بے عذر ترک جماعت جائز نہیں۔ ❷

﴿اثر ۷﴾ مجاہدؒ نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور رات بھر نماز پڑھتا ہو مگر جمعہ اور جماعت میں نہ شریک ہوتا ہو اسے آپ کیا کہتے ہیں فرمایا کہ دوزخ میں جائے گا (ترمذی) امام ترمذی اس حدیث کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ جمعہ و جماعت کا مرتبہ کم سمجھ کر ❸ ترک تب یہ حکم کیا جائے گا' لیکن اگر دوزخ میں جانے سے مراد تھوڑے دن

---

❶ بعد اذان کے مسجد سے ایسے شخص کو کہ پھر اس مسجد میں آ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو جانا منع ہے' ہاں کوئی قوی عذر ہو اور سخت مجبوری ہو تو مضائقہ نہیں ۱۲۔ ❷ اور بے عذر تنہا نماز پڑھنے سے گو نماز ہو جائے گی مگر کامل نہ ہوگی ۱۲۔ ❸ اس لئے کہ احکام شرعیہ کو ہلکا اور حقیر سمجھنا کفر ہے اور اس تاویل کی جب حاجت ہوگی کہ حضرت ابن عباسؓ کے فرمانے کا یہ مطلب ہو کہ ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں جائے گا ۱۲۔

کے لئے جانا لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔ ﴿اثر ۸﴾ سلف صالحین کا یہ دستور تھا کہ جس کی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اس کی ماتم پرسی کرتے (احیاء العلوم) صحابہؓ کے اقوال میں تھوڑے سے بیان ہو چکے ہیں جو درحقیقت نبی ﷺ کے اقوال ہیں اب ذرا علماء امت اور مجتہدین ملت کو دیکھئے کہ ان کا جماعت کے متعلق کیا خیال ہے اور ان احادیث کا مطلب انہوں نے کیا سمجھا ہے۔ (۱) ظاہر یہ اور امام احمدؒ کے بعض مقلدین کا مذہب ہے کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی (۲) امام احمد کا صحیح مذہب یہ کہ جماعت فرض عین ہے اگرچہ نماز صحیح ہونے کی شرط نہیں۔ (۳) امام شافعیؒ کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے' امام طحاویؒ جو حنفیہ میں ایک بڑے درجہ کے فقیہ اور محدث ہیں ان کا بھی یہی مذہب ہے (۴) اکثر محققین حنفیہ کے نزدیک واجب ہے' محقق ابن ہمام اور حلبی اور صاحب بحر الرائق وغیرہ ہم اسی طرف ہیں (۵) بعض حنفیہ ❶ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں' اور درحقیقت حنفیہ کے ان دونوں قولوں میں کچھ مخالفت نہیں۔ (۶) ہمارے فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں لوگ جماعت چھوڑ دیں اور کہنے سے بھی نہ مانیں تو ان سے لڑنا حلال ہے' قنیہ وغیرہ میں ہے کہ بے عذر تارک جماعت کو سزا دینا امام وقت پر واجب ہے اور اس کے پڑوسی اگر اس کے اس فعل قبیح پر کچھ نہ بولیں ❷ تو گنہگار ہوں گے۔

(۸) اگر مسجد جانے کے لئے اقامت سننے کا انتظار کرے تو گنہگار ہوگا ❸ یہ اس لئے کہ

---

❶ حکم جماعت کے بارے میں فقہاء میں اختلاف ہوا ہے بعض نے کہا ہے کہ جماعت سنت مؤکدہ ہے اور بعض نے کہا ہے واجب ہے اس کے بعد بعض فقہاء نے اس کو اختلاف آراء پر محمول کیا اور تطبیق کی فکر نہیں کی اور بعض نے تطبیق کی فکر کی' جن لوگوں نے تطبیق کی فکر کی ان میں سے بعض نے کہا کہ سنت مؤکدہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ واجب ہے اور اس کا وجود سنت سے ثابت ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس پر مداومت سنت مؤکدہ ہے اور کبھی کبھی پڑھنا واجب ہے' یہ وہ باتیں تھیں جو کتب فقہ میں میری نظر سے گزری ہیں' یہی وہ تطبیق ہے جو علم فقہ میں بیان کی گئی ہے۔

❷ یعنی اس کو اس فعل سے نہ روکیں اور نصیحت حسب قدرت نہ کریں یہ جبکہ ان کو اس شخص سے کسی ضرر کا بھی اندیشہ نہ ہو تو وہ پڑوسی گنہگار ہوں گے ۱۲۔ ❸ یعنی سستی سے ۱۲

اگر اقامت سن کر چلا کریں گے تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چلے جانے کا خوف ہے' امام محمد رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جمعہ اور جماعت کے لئے تیز قدم جانا درست ہے بشرطیکہ زیادہ تکلیف نہ ہو۔

(۹) تارک جماعت ضرور گنہگار ہے اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی بشرطیکہ اس نے بیعذر صرف سہل انگاری (سستی) سے جماعت چھوڑ دی ہو۔ (۱۰) اگر کوئی شخص دینی مسائل کے پڑھتے اور پڑھانے میں دن رات مشغول رہتا ہو اور جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو تو معذور نہ سمجھا جائے گا اور اس کی گواہی قبول نہ ہو گی' (بحر الرائق)

جماعت ❶ کی حکمتیں اور فائدے

اس بارے میں حضرت علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ بیان کیا ہے مگر جہاں تک میری نظر قاصر پہنچی ہے حضرت شاہ مولانا ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ وسلم سے بہتر جامع اور لطیف تقریر کسی کی نہیں' اگرچہ زیادہ لطف یہی تھا کہ انہی کی پاکیزہ عبارت سے وہ مضامین سنے جائیں مگر بوجہ اختصار کے میں حضرت موصوفؒ کے کلام کا خلاصہ یہاں درج کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔

(۱) کہ کوئی اس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی عبادت رسم عام کر دی جائے یہاں تک کہ وہ عبادت ایک ضروری عبادت ہو جائے کہ اس کا چھوڑنا ترک عبادت کی طرح ناممکن ہو جائے اور کوئی عبادت نماز سے زیادہ شاندار نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے (۲) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جاہل بھی' عالم بھی' لہٰذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں' اگر کسی سے کچھ غلطی ہو جائے تو دوسرا اسے تعلیم کر دے' گویا اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اسے دیکھتے ہیں جو خرابی اس میں ہوتی ہے بتلا دیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں' پس یہ ایک عمدہ ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہو گا (۳) جو لوگ بے نمازی ہوں گے ان کا حال بھی اس سے کھل

❶ حصہ یازدہم ص ۴۶

جائے گا اور ان کو وعظ ونصیحت کا موقع ملے گا (۴) چند مسلمانوں کا مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کے لئے (۵) اس امت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اس کا کلمہ بلند اور کلمہ کفر پست ہو اور روئے زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی ہوسکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص مسافر و مقیم چھوٹے اور بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لئے جمع ہو اکریں اور شان وشوکت اسلام کی ظاہر کریں' ان ہی سب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کی طرف مصروف ہوگئی اور اس کی ترغیب دی گئی اور اس کے چھوڑنے کی سخت ممانعت کی گئی جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور ایک' دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکے گا جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید اور فضیلت جابجا قرآن عظیم' اور احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بیان فرمائی گئی ہے۔ افسوس ہمارے زمانہ میں ترک جماعت ایک عام عادت ہوگئی ہے' جاہلوں کا کیا ذکر' ہم بعض پڑھے لکھے لوگوں کو اس بلا میں مبتلا دیکھ رہے ہیں' افسوس یہ لوگ احادیث پڑھتے ہیں اور اس کے معنی سمجھتے ہیں' مگر جماعت کی سخت تاکیدیں ان کے پتھر سے زیادہ سخت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں' قیامت میں جب قاضی روز جزاء کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقدمات پیش ہوں گے اور اس کے ادا نہ کرنے والے یا ادا میں کمی کرنے والوں سے باز پرس شروع ہوگی تو یہ لوگ کیا جواب دیں گے؟

جماعت ❶ کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مرد ہونا' عورتوں پر جماعت واجب نہیں (۲) بالغ ہونا' نابالغ بچوں پر جماعت واجب نہیں۔ (۳) آزاد ہونا' غلام پر جماعت واجب نہی (۴) عاقل ہونا مست اور بیہوش دیوانے پر جماعت واجب نہیں (۵) تمام عذروں سے خالی ہونا' ان عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں مگر ادا کرلے تو بہتر ہے نہ ادا کرنے سے ثواب جماعت سے محروم رہے گا۔

❶ حصہ یازدہم ص ۴۷

ترک جماعت کے عذر چودہ ہیں:

(۱) لباس بقدر ستر عورت کے نہ پایا جانا (۲) مسجد کے راستے میں سخت کیچڑا ہو کہ چلنا سخت دشوار ہو' امام ابو یوسفؒ نے حضرت امام اعظمؒ سے پوچھا کہ کیچڑ کی حالت میں جماعت کے لئے آپ کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ جماعت کا چھوڑنا مجھے پسند نہیں (۳) پانی بہت زور سے برستا ہو' ایسی حالت میں امام محمدؒ نے موطا میں لکھا ہے کہ اگرچہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت سے جا کر نماز پڑھے (۴) سردی سخت ہونا کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو (۵) مسجد میں جانے میں مال و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو (۶) مسجد جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔

(۷) مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ اور اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائے گا' اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی (۸) اندھیری رات ہو کہ راستہ دکھلائی نہ دیتا ہو لیکن اگر روشنی کا سامان خدا نے دیا ہو تو جماعت نہ چھوڑنا چاہئے (۹) رات کا وقت ہو آندھی بہت سخت چلتی ہو (۱۰) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو کہ اس کے جماعت میں چلے جانے سے اس مریض کو تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔

(۱۱) کھانا تیار ہو یا تیاری کے قریب ہو اور بھوک ایسی لگی ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو (۱۲) پیشاب یا پاخانہ زور کا معلوم ہوتا ہو۔

(۱۳) سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی قافلہ نکل جائے گا' ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ وہاں ایک قافلہ کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں میں ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن میں کئی بار جاتی ہے اگر ایک وقت کی ریل نہ ملے تو دوسرے وقت جا سکتا ہے ہاں اگر کوئی ایسا ہی سخت حرج ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں' ہماری شریعت سے حرج اٹھا دیا گیا ہے۔

(۱۴) کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو یا لنجا ہو یا کوئی پیر کٹا ہو لیکن جو نابینا بے تکلف مسجد تک پہنچ سکے تو اس کو ترک جماعت نہ چاہئے۔

جماعت ❶ کے صحیح ہونے کی شرطیں

﴿شرط ۱﴾ اسلام، کافر کی جماعت صحیح نہیں۔

﴿شرط ۲﴾ عاقل ہونا، مست بیہوش دیوانے کی جماعت صحیح نہیں۔

﴿شرط ۳﴾ مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتداء کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں، نیت کا بیان اوپر بہ تفصیل ہو چکا ہے۔

﴿شرط ۴﴾ امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقۃً متحد ہوں جیسے دونوں ایک ہی مسجد ❷ ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اس پار ہو مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام اور ان مقتدیوں کے درمیان جو پل کے اس پار ہیں دریا حائل ہے اور اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقۃً متحد نہیں۔

مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوئی ہیں اس لئے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائے گا اور اقتدا صحیح ہو جائے گی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر مقتدی مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر ہو تو درست ہے اس لئے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ دونوں مقام حکماً متحد سمجھے جائیں گے اسی طرح اگر کسی کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائے گی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتدا کرنا جو مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر مسجد بہت بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر بہت بڑا ہو یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام یعنی جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہوگی۔ ﴿مسئلہ﴾ اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی نہر ہو جس

---

❶ حصہ یازدہم ص ۴۸

❷ یعنی جب کہ وہ مسجد یا گھر بہت بڑے نہ ہوں، کیونکہ بڑی مسجد بڑے گھر کا حکم آگے آئے گا۔

میں ناؤ وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا حوض ہو جس کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام رہ گزر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں صفیں نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہوگی' البتہ بہت چھوٹی گول اگر حائل ہو جس کی برابر تنگ ❶ راستہ نہیں ہوتا وہ مانع اقتداء نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ اسی طرح اگر دو صفوں کے درمیان کوئی ایسی نہر یا ایسا رہ گزر واقع ہو جائے تو اس صف کی اقتدا درست نہ ہوگی جو ان چیزوں کے اس پار ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ پیادے کی اقتدا سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں اس لئے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار ہوں تو درست ہے۔ ﴿شرط ۵﴾ مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغائر نہ ہونا' اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز مغائر ہوگی تو اقتداء درست نہ ہوگی مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نیت کرے' یا امام کل کی ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کی ظہر کی' ہاں اگر دونوں کل کی ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کی ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے' البتہ اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدا صحیح ہے اس لئے کہ امام کی نماز قوی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتداء نہ ہوگی' کیونکہ امام کی نماز ضعیف ہے۔ ﴿شرط ٦﴾ امام کی نماز کا صحیح ہونا اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا نماز ختم ہونے کے بعد مثلاً امام کے کپڑوں میں نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ تھی اور نماز ختم ہونے کے بعد یا اثنائے نماز میں معلوم ہوئی' یا امام کا وضو نہ تھا اور نماز کے بعد یا اثنائے نماز میں اس کو خیال آیا۔ ﴿مسئلہ﴾ امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگئی اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہوا ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے تاکہ وہ لوگ اپنے نمازوں کا اعادہ کرلیں خواہ آدمی کے ذریعہ سے کی جائے یا خط کے ذریعہ سے۔ ﴿شرط ۷﴾ مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے' اگر

❶ تنگ سے تنگ راستہ وہ ہے جس کی عرض میں اونٹ آسکے تو جو گول یا راجباہ عرض میں اس سے کم ہو وہ مانع اقتداء نہیں' کذا فی الشامیہ عن ابی یوسف ۱۲۔

مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتداء درست نہ ہوگی' امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے' اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا' اور اقتداء درست ہو جائے گی۔

﴿شرط ۸﴾ مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع' قومے' سجدوں اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھ کر یا اس کے مکبر (تکبیر کہنے والے) کی آواز سن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر' اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتداء صحیح نہ ہوگی اور اگر کوئی حائل مثل پردے یا دیوار وغیرہ کے ہو مگر امام کے انتقالات معلوم ہوتے ہوں' تو اقتداء درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر امام کا مسافر یا مقیم ہونا معلوم نہ ہو سکے تو' لیکن قرائن سے اس کی مقیم ہونے کا خیال ہو بشرطیکہ وہ شہر یا گاؤں کے اندر ہو اور نماز پڑھائے مسافر کی سی یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقتدی کو اس سلام سے امام کے متعلق سہو کا شبہ ہو تو اس مقتدی کو اپنی چار رکعتیں پوری کر لینے کے بعد امام کی حالت کی تحقیق کر لینا واجب ہے کہ امام کو سہو ہوا یا وہ مسافر تھا' اگر تحقیق سے مسافر ہونا معلوم ہوا تو نماز صحیح ہو گئی اور اگر سہو کا ہونا متحقق ہوا تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر کچھ تحقیق نہیں کیا بلکہ مقتدی اسی شبہ کی حالت میں نماز پڑھ کر چلا گیا تو اس صورت میں بھی اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر امام کے متعلق مقیم ہونے کا خیال ہے مگر وہ نماز شہر یا گاؤں میں نہیں پڑھا رہا اور اس نے چار رکعت والی نماز میں مسافر کی سی نماز پڑھائی اور مقتدی کو امام کے سہو کا شبہ ہوا' اس صورت میں بھی مقتدی اپنی چار رکعت پوری کرے اور نماز کے بعد امام کا حال معلوم کرے تو اچھا ہے اگر نہ معلوم کرے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ شہر یا گاؤں سے باہر کا امام کا مسافر ہونا ہی ظاہر ہے اور اس کے متعلق مقتدی کا یہ خیال کہ شاید اس کو سہو ہوا ہے ظاہر کے خلاف ہے' لہذا اس صورت میں تحقیق حال ضروری نہیں' اسی طرح اگر امام چار رکعت والی نماز شہر یا گاؤں میں پڑھائے یا جنگل وغیرہ میں اور کسی مقتدی کو اس کے متعلق مسافر ہونے کا شبہ ہو لیکن امام نے پوری چار رکعت پڑھائیں تب بھی مقتدی کو نماز کے بعد تحقیق حال امام

واجب نہیں، اور فجر میں اور مغرب کی نماز میں کسی وقت بھی امام کے مسافر یا مقیم ہونے کی تحقیق ضروری نہیں کیونکہ ان نمازوں میں مقیم ومسافر سب برابر ہیں، خلاصہ یہ کہ اس تحقیق کی ضرورت صرف ایک صورت میں ہے جب کہ امام شہر یا گاؤں میں یا کسی اور جگہ چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھائے اور مقتدی کو امام پر سہو کا شبہ ہو۔ ﴿شرط ۹﴾ مقتدی کو تمام ارکان میں سوا قرأت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے اخیر تک امام اس کا شریک ہو جائے، پہلی صورت کی مثال امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے دوسری صورت کی مثال امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے، تیسری صورت کی مثال امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اس سے مل جاوے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتداء امام سے پہلے کی جائے۔ اور اخیر تک امام اس میں شریک نہ ہو مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع کرے مقتدی کھڑا ہو جائے، ان دونوں صورتوں میں اقتداء درست نہ ہوگی۔ ﴿شرط ۱۰﴾ مقتدی کی حالت کا امام سے کم یا برابر ہونا۔ ﴿مثال ۱﴾ قیام کرنے والے کی اقتداء قیام سے عاجز کے پیچھے درست ہے، شرع میں معذور کا قعود بمنزلہ قیام ہے (۲) تیمّم کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں (۳) مسح کرنے والے کے پیچھے، خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر، دھونے والے کی اقتداء درست ہے اس لئے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک ہی درجہ کی طہارت ہیں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں (۴) معذور کی اقتداء معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں مثلاً دونوں کو سلسل البول ہو یا دونوں کو خروج ریح کا مرض ہو (۵) امی ❶ کی اقتداء امی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو۔

---

❶ امی وہ شخص ہے جو بقدر قرأت مفروضہ یعنی ایک آیت قرآن مجید کی زبانی نہ پڑھ سکتا ہو اور قاری سے مراد وہ ہے جو بقدر قرأت مفروضہ زبانی قرآن مجید پڑھ سکے ۱۲۔

(٦) عورت یا نابالغ کی اقتداء بالغ مرد کے پیچھے درست ہے (٧) عورت کی اقتداء عورت کے پیچھے درست ہے (٨) نابالغہ عورت یا نابالغ مرد کی اقتداء نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے (٩) نفل پڑھنے والے کی اقتداء واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے، مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہو جائے (١٠) نفل پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے پیچھے والے کے درست ہے (١١) قسم کی نماز پڑھنے والے اقتداء نفل پڑھنے والے کی پیچھے درست ہے اس لئے کہ قسم کی نماز بھی فی نفسہ نفل ہے، یعنی ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں گا اور پھر کسی متنفل کے پیچھے اس نے دو رکعت پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی (١٢) نذر کی نماز پڑھنے والے اقتداء نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو، مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اس چیز کی نذر کی جس کی فلاں شخص نے نذر کی ہے اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ ایک نے دو رکعت کی مثلاً الگ نذر کی اور دوسرے نے الگ تو ان میں سے کسی کو دوسرے کی اقتداء درست نہ ہوگی، حاصل یہ کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتداء درست ہو جائے گی۔ اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے خواہ یقیناً یا احتمالاً اور اقتداء درست نہیں (١) بالغ کی اقتداء خواہ مرد ہو یا عورت نابالغ کے پیچھے درست نہیں (٢) مرد کی اقتداء خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے پیچھے درست نہیں (٣) خنثیٰ کی خنثیٰ کے پیچھے درست نہیں، خنثیٰ اس کو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت ہونے کی علامات ایسی متعارض ہوں کہ نہ اس کا مرد ہونا تحقیق ہو نہ عورت ہونا اور ایسی مخلوق شاذ و نادر ہوتی ہے (٤) جس عورت [1] کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو اس کی اقتداء اسی قسم کی عورت کے پیچھے درست نہیں، ان دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام سے زیادہ ہونا محتمل ہے۔

اس لئے اقتداء جائز نہیں کیونکہ پہلی صورت میں جو خنثیٰ امام ہے، شاید عورت ہو اور جو خنثیٰ

---

[1] اس سے مراد وہ عورت ہے جس کو اول ایک خاص عادت کے ساتھ حیض آتا ہو اس کے بعد کسی مرض کی وجہ سے اس کا خون جاری ہو جائے اور جاری رہے اور وہ عورت اپنی عادت حیض کو بھول جائے۔

مقتدی ہے شاید مرد ہو‘ اسی طرح دوسری صورت میں جو عورت امام ہے شاید یہ زمانہ اس کے حیض کا ہو اور جو مقتدی ہے اس کی طہارت کا ہو (۵) خنثیٰ کی اقتداء عورت کے پیچھے درست نہیں اس خیال سے کہ شائد خنثیٰ مرد ہے (۶) ہوش وہواس والے کی اقتداء مجنون ومست بے ہوش و بے عقل کے پیچھے درست نہیں (۷) طاہر کی اقتداء معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلسل البول وغیرہ کی شکایت ہو‘ درست نہیں (۸) ایک عذر والے کی اقتداء دو عذر والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو اور وہ ایسے شخص کی اقتداء کرے جس کو خروج ریح اور دو بیماریاں ہوں (۹) ایک طرح کی عذر والے کی اقتداء دوسری طرح کے عذر والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً سلسل البول والا ایسے شخص کی اقتداء کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو (۱۰) قاری کی اقتداء امی کے پیچھے درست نہیں اور قاری وہ کہلاتا ہے جس کو اتنا قرآن مجید صحیح یاد ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے اور امی وہ جس کو اتنا بھی یاد نہ ہو (۱۱) امی کی اقتداء امی کے پیچھے جب کہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو درست نہیں کیونکہ اس صورت میں اس امام امی کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ ممکن تھا کہ وہ اس قاری کو امام کر دیتا اور اس کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہو جاتی ہے اور جب امام کی نماز فاسد ہو گئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جن میں وہ امی مقتدی بھی ہے (۱۲) امی کی اقتداء گونگے کے پیچھے درست نہیں اس لئے کہ امی اگر چہ بالفعل قرأت نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے اس وجہ سے کہ وہ قرأت سیکھ سکتا ہے گونگے میں تو یہ بھی قدرت نہیں (۱۳) جس شخص کا جسم جس قدر ڈھانکنا فرض ہے چھپا ہوا ہو اس کی اقتداء برہنہ کے پیچھے درست نہیں (۱۴) رکوع وسجود کرنے والے کی اقتداء دونوں سے عاجز کے پیچھے درست نہیں اور اگر کوئی شخص سجدے سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتداء درست نہیں (۱۵) فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں (۱۶) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں‘ اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے (۱۷) نذر کی نماز پڑھنے والے اقتداء قسم کی نماز پڑھنے والے کی پیچھے درست نہیں مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں آج چار رکعت پڑھوں گا اور کسی نے چار رکعت کی نذر کی تو وہ نذر کرنے والا اگر اس کے پیچھے نماز پڑھے تو درست نہ ہو گی اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے

اور قسم کی نفل' کیونکہ قسم کا پورا کرنا ہی واجب نہیں ہوتا بلکہ اس میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کفارہ دیدے اور وہ نماز نہ پڑھے (۱۸) جس شخص سے صاف حروف ادا نہ ہو سکتے ہوں مثلاً سین کو ثے' یا رے کو غین پڑھتا ہو یا کسی اور حروف میں ایسا ہی تغیر وتبدل ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہاں اگر پوری قرأت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہوجائے تو اقتداء صحیح ہوجائے گی۔

﴿شرط ۱۱﴾ امام کا واجب الافراد نہ ہونا یعنی ایسے شخص کے پیچھے اقتداء درست نہیں جس کا اس وقت منفرد رہنا ضروری ہے جیسے مسبوق کو اس کو امام کی نماز ختم ہوجانے کے بعد اپنی چھوڑی ہوئی رکعتوں کا تنہا پڑھنا ضروری ہے' پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی اقتداء کرے تو درست نہ ہوگی۔ ﴿شرط ۱۲﴾ امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا' یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ حقیقتاً جیسے مدرک یا حکماً جیسے لاحق' لاحق اپنی ان رکعتوں میں جو امام کے ساتھ اس کو نہیں ملیں' مقتدی کا حکم رکھتا ہے' لہذا اگر کوئی شخص کسی مدرک یا لاحق کی اقتداء کرے تو درست نہیں اسی طرح مسبوق اگر لاحق کی یا مسبوق کی اقتداء کرے تب بھی درست نہیں' یہ بارہ شرطیں جو ہم نے جماعت کے صحیح ہونے کی بیان کی ہیں اگر ان میں سے کوئی شرط کسی مقتدی میں نہ پائی جائے گی تو اس کی اقتداء صحیح نہ ہوگی اور جب کسی مقتدی کی اقتداء صحیح نہ ہوگی تو اس کی وہ نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے بحالت اقتداء ادا کیا ہے۔

جماعت ① کے احکام

﴿مسئلہ﴾ جماعت جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شرط ہے یعنی یہ نمازیں تنہا صحیح ہی نہیں ہوتیں' پنج وقتی نمازوں میں واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اور تراویح میں سنت مؤکدہ ہے اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور اسی طرح نماز کسوف کے لئے اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے اور سوائے رمضان کے اور کسی زمانہ کے وتر میں مکروہ تنزیہی ہے یعنی جبکہ مواظبت کی جائی اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے

① حصہ یازدہم ص ۵۴

پڑھ لیں تو مکروہ نہیں اور نماز خسوف میں اور تمام نوافل میں جبکہ اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے تحریمی ہے' ہاں اگر بے اذان واقامت کے اور بے بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کوئی مضائقہ بھی نہیں اور پھر دوام نہ کریں' اور اسی طرح مکروہ تحریمی ہے ہر فرض کی دوسری جماعت مسجد میں ان چار شرطوں سے۔

(۱) مسجد محلّہ کی ہو اور عام رہ گذر پر نہ ہو اور مسجد محلّہ کی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہاں کا امام اور نمازی معین ہوں (۲) پہلی جماعت بلند آواز سے اذان واقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو (۳) پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلّہ میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے (۴) دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے اور یہ چوتھی شرط صرف امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور امام صاحبؒ کے نزدیک ہیت بدل دینے پر بھی کراہت رہتی ہے پس اگر دوسری جماعت مسجد میں نہ ادا کی جائے تو مکروہ نہیں اسی طرح اگر کوئی شرط ان چاروں شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً عام رہ گذر پر ہو محلّہ کی مسجد نہ ہو جس کے معنی اوپر معلوم ہو چکے تو اس میں دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلّہ میں نہیں رہتے نہ ان کو مسجد کی انتظامات کا اختیار حاصل ہے یا بقول امام ابو یوسفؒ کے دوسری جماعت اس ہیت سے نہ ادا کی جائے جس ہیت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیت بدل جائے گی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جماعت مکروہ نہ ہوگی۔

﴿تنبیہ﴾ ہر چند کہ بعض لوگوں کا عمل امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے' لیکن امام صاحبؒ کا قول دلیل سے بھی قوی ہے اور اس وقت دینیات اور خصوصی امر جماعت میں جو تہاون وسستی اور تکاسل ہو رہا ہے اس کا مقتضاء بھی یہی ہے کہ باوجود تبدل ہیت کراہت پر فتویٰ دیا جائے ورنہ لوگ قصداً جماعت اولیٰ کو ترک کریں گے کہ ہم اپنی دوسری کر لیں گے۔

مقتدی ❶ اور امام کے متعلق مسائل

﴿مسئلہ﴾ مقتدیوں کو چاہئے کہ تمام حاضرین میں سے جو امامت کے لائق ہو جس میں اچھے اوصاف زیادہ ہوں اس کو امام بنائیں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جو امامت کی لیاقت میں برابر ہوں تو غلبہ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بنائیں اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے زیادہ لائق ہو کسی ایسے شخص کو امام بنائیں جو اس سے کم لیاقت رکھتا ہو تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہو جائیں گے۔

﴿مسئلہ﴾ سب سے زیادہ استحاق امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہر اس میں کوئی فسق وغیرہ کی بات نہ ہو اور جس قدر قرأت مسنون ہے اسے یاد ہو اور قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی قرأت کے قواعد کے مطابق' پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو' پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو' پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ خلیق ہو' پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ خوبصورت ہو' پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ شریف ہو' پھر وہ جس کی آواز سب سے عمدہ ہو' پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو' پھر وہ شخص جس کا سر سب سے بڑا ہو مگر تناسب کے ساتھ' پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے' پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو' پھر وہ شخص جس نے حدث اصغر سے تیمّم کیا ہو بہ نسبت اس کے جس نے حدث اکبر سے تیمّم کیا ہو' اور بعض کے نزدیک حدث اکبر سے تیمّم کرنے والا مقدم ہے اور جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو' مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کے لئے زیادہ مستحق ہے اس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنائے' ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر انہی کو استحقاق ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں ہاں اگر

❶ حصہ یازدہم ص ۵۵

وہ کسی دوسرے کو امام بنا دے تو مضائقہ نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ قاضی یعنی حاکم شرع یا بادشاہ اسلام کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ بے رضا مندی قوم کی امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے' ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جاتے ہوں' پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں بلکہ جو اس کی امامت سے ناراض ہو وہی غلطی پر ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے' ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے سوا کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں' اس طرح اگر بدعتی و فاسق زوردار ہوں کہ ان کے معزول کرنے پر قدرت نہ ہو یا فتنہ عظیم برپا ہوتا ہو تو بھی مقتدیوں پر کراہت نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ غلام کا یعنی جو فقہ کے قاعدے سے غلام ہو وہ نہیں' جو قحط وغیرہ میں خرید لیا جائے اس کا امام بنانا اگرچہ وہ آزاد شدہ ہو گنوار یعنی گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا کا جو پاکی ناپاکی کی احتیاط نہ رکھتا ہو' ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور والدالزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے' ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم وفضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں' اسی طرح ایسے کسی حسین نوجوان کو امام بنانا جس کی داڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے ہاں سنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں' پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدی کو ہاتھوں کا اٹھانا ضروری نہیں ❶ اس لئے کہ ہاتھوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے' اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی المذہب امام قنوت پڑھے گا تو حنفی مقتدیوں کے لئے ضروری نہیں' ہاں وتر میں البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے لہٰذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی بعد رکوع کے پڑھنا چاہئے۔

﴿مسئلہ﴾ امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں بہت زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے' بلکہ امام کو چاہئے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت وضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب

❶ اور بہتر بھی نہیں بلکہ مکروہ ہے ۱۲۔

ضرورت ہو اس کی رعایت کر کے قرأت وغیرہ کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قرأت کرنا بہتر ہے تاکہ لوگوں کا حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اس کو امام کے داہنی جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہئے اگر بائیں جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اور اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو ان کو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے' اگر امام کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے۔ اس لئے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہوا' اس کے بعد اور مقتدی آ گئے تو پہلے مقتدی کو چاہئے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں' اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہئے کہ اس کو پیچھے کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے جانب یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں اور پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہئے کہ وہ آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہئے کہ وہ آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں' اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام کو چاہئے کہ آگے بڑھ جائے' لیکن اگر مقتدی مسائل سے ناواقف ہوں جیسا کہ ہمارے زمانہ میں غالب ہے تو اس کو ہٹانا مناسب نہیں' کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جس سے نماز ہی غارت ہو جائے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہئے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد' کچھ عورت' کچھ نابالغ تو امام کو چاہئے کہ اس ترتیب سے ان کی صفیں قائم کرے پہلے مردوں کی صفیں پھر نابالغ لڑکوں کی پھر نابالغ عورتوں کی پھر بالغ لڑکیوں کی۔

﴿مسئلہ﴾ امام کو چاہئے کہ صفیں سیدھی کرے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑا ہونے کا حکم دے' صف میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہئے' درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہئے۔

﴿مسئلہ﴾ تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہئے کہ اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کھڑا کر لے' لیکن کھینچنے میں اگر احتمال ہو کہ وہ اپنی نماز خراب کرے گا تو جانے ❶ دے۔ ﴿مسئلہ﴾ پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے' ہاں جب صف ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو' نہ کوئی محرم عورت مثل اس کی زوجہ' ماں' بہن وغیرہ کے موجود نہ ہو' ہاں اگر کوئی مرد ❷ یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشاء کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو' اسی اثنا میں کوئی شخص اس کی اقتداء کرے تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ یہ شخص دل میں قصد کرے کہ میں اب امام بنتا ہوں تا کہ نماز جماعت سے ہو جائے' دوسری صورت یہ کہ یہ قصد نہ کرے بلکہ بدستور اپنے کو یہی سمجھے کہ گویا میرے پیچھے آ کھڑا ہوا لیکن میں امام نہیں بنتا بلکہ بدستور تنہا پڑھتا ہوں' بس پہلی صورت میں تو اس پر اسی جگہ سے بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے پس اگر سورۃ فاتحہ یا کسی قدر دوسری صورت بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ اسی جگہ بقیہ فاتحہ اور بقیہ سورہ کو بلند آواز سے پڑھے اس لئے امام کو فجر' مغرب اور عشاء کے وقت بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اور دوسری صورت میں بلند آواز سے قرأت کرنا واجب نہیں اور اس مقتدی کی نماز بھی درست رہے گی' کیونکہ صحت صلوٰۃ مقتدی کے لئے امام کا نیت امامت کرنا ضروری نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ امام کو اور ایسا ہی منفرد کو جبکہ وہ گھر یا میدان میں نماز پڑھتا ہو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ داہنی جانب یا بائیں جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کرے جو ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچی اور ایک انگل کے برابر موٹی ہو ہاں اگر مسجد میں نماز پڑھتا ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کے سامنے سے گزر نہ ہوتا ہو تو اس کی کچھ

---

❶ چونکہ اس میں بہت سے مسائل سے واقفیت ضروری ہے اور اس زمانہ میں ناواقفیتی غالب ہے اس لئے جانے دے نہ کھینچے ۱۲۔

❷ یہ مسئلہ درمختار سے ماخوذ ہے اور گو اس میں فی الجملہ اختلاف کیا گیا ہے مگر حضرت مولف قدس سرہ کے نزدیک راجح وہی ہے جو کہ انہوں نے اوپر فرمایا ہے ۱۲۔

ضرورت نہیں اور امام کا سترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے' سترہ قائم ہو جانے کے بعد سترہ کے آگے سے نکل جانے میں کچھ گناہ نہیں لیکن اگر سترہ کے اندر سے کوئی شخص نکلے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔

لاحق کی تعریف اور اس کے احکام

﴿مسئلہ﴾ لاحق وہ مقتدی ہے جس کی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں بعد شریک جماعت ہو جانے کے بعد جاتی رہیں خواہ بعذر مثلاً نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہی یا لوگوں کی کثرت سے رکوع سجدے وغیرہ نہ کر سکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لئے جائے اور اس درمیان میں اس کی رکعتیں جاتی رہیں (نماز خوف میں پہلا گروہ لاحق ہے اس طرح جو مقیم مسافر کی اقتداء کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم امام کے نماز ختم کرنے کے بعد لاحق ہے) یا بے عذر جاتی رہیں' مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع سجدہ [1] کر لے اور اس وجہ سے یہ رکعت اس کی کالعدم سمجھی جائے تو اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائے گا' پس لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو اس کی جاتی رہیں' ان کے ادا کرنے کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔
﴿مسئلہ﴾ لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا' یعنی جیسے مقتدی قرأت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قرأت نہ کرے بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی۔ ﴿مسئلہ﴾ مسبوق یعنی جس کی ایک دو رکعت رہ گئی ہو اس کو چاہئے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے اور امام کی نماز ختم ہونے کے بعد کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔ ﴿مسئلہ﴾ مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرأت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے اور اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدۂ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہئے کہ پہلے قرأت

[1] یعنی امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں چلا جائے اور پہلے ہی اٹھ کھڑا ہو ۱۲

والی پھر بے قرأت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے قعدہ کرے یعنی ان رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے وعلی ہذالقیاس

﴿مثال﴾ ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو اس کو چاہئے کہ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملا کر رکوع سجدے کرے، پہلا قعدہ کرے اس لئے یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری رکعت ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کی ساتھ سورت نہ ملائے کیونکہ یہ رکعت قرأت کی نہ تھی اور س میں قعدہ کرے کہیہ قعدہ اخیرہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی، مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو اور شرکت کے بعد پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو شرکت کے بعد گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے مگر ان کے ادا کرنے میں اپنے کو ایسا سمجھے جیسا وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے، یعنی قرأت نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے، ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے اس کے بعد اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔ ﴿مثال﴾ عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس درمیان میں نماز ختم ہو گئی تو اس کو چاہئے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو شریک ہونے کے بعد گئی ہیں، پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی، اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قرأت نہ کرے اور ان تینوں کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا، پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے، پھر تیسری رکعت میں قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں امام نے قعدہ کیا تھا، پھر اس

رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت میں اس کو قرأت بھی کرنا ہوگی اس لئے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

﴿مسئلہ﴾ مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے' تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ کریں رکوع بھی امام کے ساتھ' قومہ بھی اس کے قومہ کے ساتھ' سجدہ بھی اس کے سجدہ کے ساتھ' غرض کہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ' ہاں اگر قعدہ اولیٰ میں امام مقتدیوں کے التحیات تمام کرنے سے قبل کھڑا ہو جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں ❶ اسی طرح قعدہ اخیرہ میں اگر امام قبل اس کے کہ مقتدی التحیات تمام کریں سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں' ہاں رکوع سجدہ وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تو بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہئے۔

جماعت ❷ میں شامل ہونے نہ ہونے کے مسائل

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص اپنے محلہ یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں تبلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آ کر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر' عشاء کا وقت ہو' اور فجر عصر' مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو اس لئے کہ فجر عصر کی نماز کے بعد نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت

❶ اگر چہ یہ احتمال ہو کہ امام رکوع میں چلا جائے گا اور اگر ایسا واقع ہو جائے تو بعد تشہد کے تین تسبیح کی قدر قیام کر کے رکوع میں جائے اور اس طرح ترتیب وار سب ارکان ادا کرتا رہے خواہ امام کو کتنی ہی دور جا کر پائے یہ اقتداء کے خلاف نہ ہوگا کیونکہ اقتداء جیسے امام کے ساتھ رہنے کو کہتے ہیں اس طرح امام کے پیچھے پیچھے جانے کو بھی کہتے ہیں امام سے پہلے کوئی کام کرنا یہ اقتداء کے خلاف ہے ۱۲۔

❷ حصہ یازدہم بہشتی گوہر ص ۱۶۔

میں فرض جماعت سے ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو رکعت والا ہے جیسی فجر کی نماز تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس نماز کو قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو اور دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بھی قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دونوں رکعت پوری کر لے اور اگر وہ فرض تین رکعت والا ہو جیسے مغرب تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز کو پوری کر لے اور بعد میں جماعت کے اندر شریک نہ ہو کیونکہ نفل تین رکعت کے ساتھ جائز نہیں اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو جیسے ظہر' عصر' عشاء تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دو رکعت پر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جائے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی ہو اور اس کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو پوری کر لے' اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جائے ان میں سے مغرب اور فجر اور عصر میں تو دوبارہ شریک جماعت نہ ہو اور ظہر اور عشاء میں شریک ہو جائے اور جن صورتوں میں قطع کرنا ہو کھڑے کھڑے ایک سلام پھیر دے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو نفل نماز کو نہ توڑے بلکہ اس کو چاہئے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اگر چہ چار رکعت کی نیت کی ہو۔

﴿مسئلہ﴾ ظہر اور جمعہ کی سنت مؤکدہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے اور بہت سے فقہاء کے نزدیک راجح [1] یہ ہے کہ چار رکعت پوری کر لے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی تو اب چار کا پورا کرنا ضروری ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کی جائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو' ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے جائے گی تو پڑھ لے' مثلاً جب ظہر کے وقت فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت فرض کی جاتی رہے گی تو پھر سنتیں موکدہ جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے' پھر ظہر

[1] یعنی قوی مذہب ۱۲۔

اور جمعہ میں فرض کے بعد بہتر یہ ہے کہ بعد والی سنت مؤکدہ اول پڑھ کر ان سنتوں کو پڑھ لے مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ موکدہ ہیں لہذا ان کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی ادا کرلیجائیں بشرطیکہ ایک رکعت مل جانے کی امید ❶ ہو اور اگر ایک رکعت کے ملنے کی بھی امید نہ ہو تو پھر نہ پڑھے اور پھر اگر چاہے بعد سورج نکلنے کے پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہئے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اقتصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے۔

﴿مسئلہ﴾ فرض ہونے کی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علیحدہ ہو اس لئے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علیحدہ مسجد کے کسی کونے میں پڑھ لے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر جماعت کا قعدہ مل جائے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

نماز قضا ❷ ہو جانے کے مسائل

﴿مسئلہ﴾ اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہوگئی ہو تو ان کو چاہئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قرأت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی نابالغ لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے اور طلوع فجر کے بعد بیدار ہو

---

❶ ظاہر مذہب یہی ہے کہ جب تک کم از کم ایک رکعت ملنے کی امید ہو اس وقت تک پڑھ لے ورنہ چھوڑ دے اور ایک قول یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ ملنے تک سنتیں پڑھ لے مگر راجح ظاہر مذہب ہے ۱۲۔

❷ حصہ یازدہم بہشتی گوہر ص ۶۹

کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کا احتلام ہو گیا ہے تو بقول راجح اس کو چاہئے کہ عشاء کی نماز کا پھر اعادہ کرے اور اگر طلوع فجر کے قبل بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق عشا کی نماز قضا پڑھے۔

قضا نمازوں ❶ کے پڑھنے کا بیان

﴿مسئلہ﴾ جس کی کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو جب یاد آئے فوراً اس کی قضا پڑھے' بلا کسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر کرنا گناہ ہے' سو جس کی کوئی نماز قضا ہو گئی اور اس نے فوراً اس کی قضا نہ پڑھی دوسرے وقت پر یا دوسرے دن پر ٹال دیا کہ فلانے دن پڑھ لوں گا اور اس دن سے پہلے ہی اچانک موت سے مر گیا تو دہرا گناہ ہوا ایک تو نماز قضا ہو جانے کا اور دوسرے فوراً قضا پڑھنے کا۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کی کئی نمازیں قضا ہو گئیں تو جہاں تک ہو سکے جلدی سے سب کی قضا پڑھ لے' ہو سکے تو ہمت کر کے ایک ہی وقت سب کی قضا پڑھ لے' یہ ضروری نہیں ہے کہ ظہر کی قضا ظہر کے وقت پڑھے اور عصر کی قضا عصر کے وقت اور اگر بہت سی نمازیں کئی مہینے یا کئی برس کی قضا ہوں تو ان کی قضا میں بھی جہاں تک ہو سکے جلدی کرے' ایک ایک وقت دو' دو' چار' چار نمازیں قضا پڑھ لیا کرے' اگر کوئی مجبوری اور ناچاری ہو تو خیر ایک وقت ایک ہی نماز کی قضا سہی' یہ بہت کم درجہ کی بات ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ قضا پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے جس وقت فرصت ہو وضو کر کے پڑھ لے البتہ اتنا خیال رکھے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ جس کی ایک ہی نماز قضا ہوئی اس سے پہلے کوئی نماز اس کی قضا نہیں ہوئی' یا اس سے پہلے نمازیں قضا تو ہوئیں لیکن سب کی قضا پڑھ چکا ہے فقط اسی ایک نماز کی قضا پڑھنا باقی ہے تو پہلے اس کی قضا پڑھ لے تب کوئی اور ادا نماز پڑھے اگر بغیر قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو اور درست نہیں ہوئی' قضا پڑھ کے پھر ادا پڑھے' ہاں اگر قضا پڑھنا یاد نہیں رہا بالکل بھول گیا تو ادا درست ہو گئی اب جب یاد آئے تو فقط قضا پڑھ لے ادا کو نہ دہرائے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر وقت بہت تنگ ہے

❶ حصہ دوم ص ۲۷

کہ اگر قضا پہلے پڑھے گا تو ادا نماز کا وقت نہ رہے گا تو پہلے ادا پڑھ لے پھر قضا پڑھے۔

﴿ مسئلہ ﴾ اگر دو تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہو گئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمہ کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں رہی یعنی عمر بھر میں جب سے جوان ہوا ہے کبھی کوئی نماز قضا نہ ہوئی یا قضا تو ہوگئی لیکن سب کی قضا پڑھ چکا ہے تو جب تک ان پانچوں کی قضا نہ پڑھ لے تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے اول چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے پھر اس کے بعد والی پھر اس کے بعد والی' سی طرح ترتیب سے پانچوں کی قضا پڑھے۔ جیسے کسی نے پورے ایک دن کی نمازیں نہیں پڑھیں' فجر' ظہر' عصر' مغرب' عشاء یہ پانچوں نمازیں چھوٹ گئیں تو پہلے فجر' پھر ظہر' پھر عصر' پھر مغرب' پھر عشاء اسی ترتیب سے قضا پڑھے' اگر پہلے فجر کی قضا نہیں پڑھی بلکہ ظہر کی پڑھی یا عصر کی یا اور کوئی تو درست نہیں ہوئی' پھر سے قضا پڑھنا پڑے گی۔

﴿ مسئلہ ﴾ اگر کسی کی چھ نمازیں قضا ہوگئیں تو اب بغیر ان کے قضا پڑھے ہوئے بھی ادا پڑھنا جائز ہے اور جب ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اول قضا ہوئی ہے پہلے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں۔ ہے بلکہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے سب جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ دو چار مہینہ یا دو چار برس ہوئے کہ کسی کی چھ نمازیں یا زیادہ قضا ہوگئی تھیں اور اب تک ان کی قضا نہیں پڑھی لیکن اس کے بعد سے ہمیشہ نماز پڑھتا رہا' کبھی قضا نہیں ہونے پائی' مدت کے بعد اب پھر ایک نماز جاتی رہی تو اس صورت میں بھی بغیر اس کی قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھنا درست ہے اور ترتیب واجب نہیں۔ ﴿ مسئلہ ﴾ کسی کے ذمہ چھ نمازیں یا بہت سی نمازیں قضا تھیں اس وجہ سے ترتیب سے پڑھنا اس پر واجب نہیں تھا لیکن اس نے ایک ایک دو دو کر کے سب کی قضا پڑھ لی۔ اب کسی نماز کی قضا پڑھنا باقی نہیں رہی' تو اب پھر جب ایک نماز یا پانچ نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب سے پڑھنا پڑے گا' اور بغیر ان پانچوں کی قضا پڑھے ادا نماز پڑھنا درست نہیں' البتہ اب پھر اگر چھ نمازیں چھوٹ جائیں تو پھر ترتیب معاف ہو جائے گی اور ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے بغیر بھی ادا پڑھنا درست ہوگا۔

﴿مسئلہ﴾ کسی کی بہت سی نمازیں قضا ہوگئی تھیں اس نے تھوڑی تھوڑی کر کے سب کی قضا پڑھ لی اب فقط چار پانچ نمازیں رہ گئیں' تو اب ان چار پانچ نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ اختیار ہے جس طرح جی چاہے پڑھے اوران باقی نمازوں کی قضا پڑھے بغیر بھی ادا نماز پڑھ لینا درست ہے۔﴿مسئلہ﴾ اگر وتر کی نماز قضا ہوگئی اور سوائے وتر کے کوئی اور نماز اس کے ذمہ قضا نہیں ہے تو بغیر وتر کی قضا نماز پڑھے فجر کی نماز پڑھ لینا درست نہیں ہے' اگر وتر کا قضا ہونا یاد ہو پھر بھی پہلے قضا نہ پڑھے بلکہ فجر کی نماز پڑھ لے' تو اب قضا پڑھ کے فجر کی نماز پھر پڑھنا پڑے گی۔﴿مسئلہ﴾ فقط عشاء کی نماز پڑھ کے سورہا پھر تہجد کے وقت اٹھا اور وضو کر کے تہجد اور وتر کی نماز پڑھی تو پھر صبح کو یاد آیا کہ عشاء کی نماز بھولے سے بے وضو پڑھ لی تھی' تو اب فقط عشاء کی قضا پڑھے وتر کی قضا نہ پڑھے۔﴿مسئلہ﴾ قضا فقط فرض نمازوں اور وتر کی پڑھی جاتی ہے سنتوں کی قضا نہیں ہے' البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے تو اگر دوپہر سے پہلے پہلے قضا پڑھے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے' اور اگر دوپہر کے بعد قضا پڑھے تو فقط دو رکعت فرض کی قضا پڑھے۔﴿مسئلہ﴾ اگر فجر کا وقت تنگ ہو گیا اس لئے فقط دو رکعت فرض پڑھ لئے سنت چھوڑ دی تو بہتر یہ ہے کہ سورج اونچا ہونے کے بعد سنت کی قضا پڑھ لے' لیکن دوپہر سے پہلے ہی پہلے پڑھ لے۔ مسئلہ﴾ کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں سب کی قضا پڑھنا واجب ہے توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں' البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہو گیا' اب ان کی قضا نہ پڑھے گا تو پھر گنہگار ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کی کچھ نمازیں قضا ہو گئیں اور ان کی قضا پڑھنے کی ابھی نوبت نہ آئی ہو تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی وصیت کر جانا واجب ہے نہیں تو گناہ ہوگا۔

نماز ❶ کے فدیہ کا بیان

﴿مسئلہ ا﴾ جس کو اتنا بڑھاپا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنا بیمار ہے کہ اب اچھے ہونے کی امید نہیں نہ روزے رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزے نہ رکھے اور ہر روزے

❶ حصہ سوم ص ۱۴۔

کے بدلے ایک مسکین کو صدقہ فطر کے برابر غلہ دے دے یا صبح وشام پیٹ بھر کے اس کو کھلا دیوے شرع میں اس کو فدیہ کہتے ہیں اور اگر غلہ کے بدلے اس قدر غلہ کی قیمت دے دے تب بھی درست ہے۔

﴿مسئلہ۲﴾ وہ گیہوں اگر تھوڑے تھوڑے کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دیوے تو بھی صحیح ہے۔ ﴿مسئلہ۳﴾ پھر اگر کبھی طاقت آ گئی یا بیماری سے اچھا ہو گیا تو سب روزے قضا رکھنے پڑیں گے اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔ ﴿مسئلہ۴﴾ اگر کسی کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وصیت کر کے مر گیا کہ میری نمازوں کے بدلہ میں فدیہ دے دینا تو اس کے مال میں سے اس کا ولی فدیہ دے دے اور کفن دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے اس کی ایک تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آوے تو دینا واجب ہوگا اور اگر سب فدیہ نہ نکلے تو جس قدر نکلے اس قدر دے دیا جاوے۔ ﴿مسئلہ﴾ ہر وقت کی نماز کا اتنا ہی فدیہ ہے جتنا ایک روزے کا فدیہ ہے اس حساب سے دن رات کے پانچ فرض ایک وتر نمازوں کی طرف سے چھٹانک کم پونے گیارہ سیر گیہوں دیوے مگر احتیاطاً پورے بارہ سیر دیوے۔

نماز میں اوپر یا ادھر ادھر دیکھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نماز میں اوپر مت دیکھا کرو کبھی تمہاری نگاہ چھین لی جائے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھے اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو اسی پر الٹا دیتے ہیں (ف) یعنی قبول نہیں کرتے۔

نماز پڑھنے والے کے سامنے سے نکل جانا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو خبر ہوتی کہ کتنا گناہ ہوتا ہے تو چالیس برس تک کھڑا رہتا اس کے نزدیک بہتر ہوتا سامنے سے نکلنے سے (ف) لیکن اگر نمازی کے سامنے سے ایک ہاتھ کے برابر یا اس سے زیادہ کوئی چیز کھڑی ہو تو اس چیز کے سامنے سے گزرنا درست ہے۔

نماز کو جان کر قضا کر دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز کو چھوڑ دے وہ جب خدائے تعالیٰ کے پاس جائے گا تو اللہ تعالیٰ غضبناک ہوں گے۔

وتر ❶ نماز کا بیان

﴿مسئلہ﴾ وتر کی نماز واجب ہے اور واجب کا مرتبہ قریب قریب فرض کے ہے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے اور کبھی چھوٹ جائے تو جب موقع ملے فوراً اس کی قضا پڑھنی چاہئے۔

﴿مسئلہ﴾ وتر کی تین رکعتیں ہیں دو رکعتیں پڑھ کے بیٹھے اور التحیات پڑھے اور درود بالکل نہ پڑھے بلکہ التحیات پڑھ چکنے کے بعد فوراً اٹھ کھڑا ہو اور الحمد اور سورت پڑھ کر اللہ اکبر کہے اور کان ❷ کی لو تک ہاتھ اٹھائے اور پھر ہاتھ باندھ لے پھر دعا قنوت پڑھ کے رکوع کرے اور تیسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے سلام پھیرے۔

﴿مسئلہ﴾ دعائے قنوت یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَ نُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ وَ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَ نَتْرُكَ مَنْ یَّفْجُرُكَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّیْ وَ نَسْجُدُ وَ اِلَیْكَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَ نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَ نَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

﴿مسئلہ﴾ وتر کی تینوں رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا چاہئے جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور جب رکوع میں چلا گیا تب یاد آیا تو اب دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور جب رکوع میں چلا گیا تب یاد آیا تو اب دعائے قنوت نہ پڑھے بلکہ نماز کے ختم پر سجدۂ سہو کرے اور اگر رکوع چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا اور دعائے قنوت پڑھ لے تب بھی خیر نماز ہوگئی لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے تھا' اور سجدۂ سہو کرنا اس

❶ حصہ دوم ص ۲۸ ❷ عورتیں کندھے تک ہاتھ اٹھائیں ۱۲ منہ

صورت میں بھی واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر بھولے سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ گیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے' تیسری رکعت میں پھر پڑھنا چاہئے اور سجدہ سہو بھی کرنا پڑے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو یہ پڑھ لیا کرے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا تین دفعہ یہ کہہ لے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ یا تین دفعہ یارب یارب کہہ لے تو نماز ہو جائے گی۔

تراویح کا بیان [1]

﴿مسئلہ﴾ وتر تراویح کے بعد پڑھنا بہتر ہے اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔

﴿مسئلہ﴾ نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے' ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھنے میں اختیار ہے چاہے تنہا نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے چاہے چپ بیٹھا رہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور پڑھ چکنے کے بعد معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز میں کوئی ایسی بات ہو گئی تھی کہ جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشاء کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے ہاں جو لوگ جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں ان کے ساتھ شریک ہو جائے تو اس شخص کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھنا درست ہو جائے گا' جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لئے کہ وہ لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا' جن کی جماعت درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پر پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو چکی ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھ لے پھر تراویح میں شریک ہو اور اگر اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو وتر پڑھنے کے بعد پڑھے اور یہ شخص وتر جماعت سے پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ مہینہ میں ایک مرتبہ

[1] جلد یازدہم بہشتی گوہر ص ۳۵

قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے لوگوں کو کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہئے' ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گزرے اسی قدر پڑھا جائے۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے اخیر تک کی دس سورتیں پڑھ دی جائیں' ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دیا جائے یا اور جو سورتیں چاہئے پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ ایک قرآن مجید سے زیادہ پڑھے تاوقت یہ کہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔

﴿مسئلہ﴾ ایک رات ❶ میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ ان کو گراں نہ گزرے اگر گراں گزرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ **بسم اللہ الرحمن الرحیم** بلند آواز سے پڑھ دینا چاہئے اس لیے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے اگرچہ کسی سورت کا جزو نہیں' پس اگر بسم اللہ بالکل ہی نہ پڑھی جائے گی تو قرآن مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی اور آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔

﴿مسئلہ﴾ تراویح کا پورے رمضان میں پڑھنا سنت ہے' اگرچہ قرآن مجید مہینہ تمام ہونے کے قبل ختم ہو جائے' مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو باقی زمانہ میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ صحیح ❷ یہ ہے کہ قل ہو اللہ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل دستور ہے مکروہ ہے۔

---

❶ شبینہ متعارف اس حکم میں داخل نہیں ہے اس کا حکم اصلاح الرسوم میں دیکھو ۱۲

❷ وجہ کراہت یہ ہے کہ آجکل عوام نے اس کو لوازم ختم سے سمجھ لیا ہے جیسا کہ ان کے طرز عمل سے ظاہر ہے لہٰذا مکروہ ہے نہ یہ کہ اعادہ سورت فی نفسہ مکروہ ہے جیسا کہ حضرت مولانا نے تتمہ ثالث امداد الفتاویٰ ص ۱۱۸ میں۔ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے پس اعادہ سورۃ فی نفسہ جائز ہو یا کہ وہ رسم ہذا قابل ترک ہے۔۱۲

بیمار ❶ کی نماز کا بیان

﴿مسئلہ﴾ نماز کو کسی حالت میں نہ چھوڑے جب تک کھڑے ہو کر پڑھنے کی قوت رہے کھڑے ہو کر نماز پڑھتا رہے اور جب کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے بیٹھے بیٹھے رکوع کرے اور رکوع کر کے دونوں سجدے کرے اور رکوع کے لئے اتنا جھکے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر رکوع اور سجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدہ کو اشارے سے ادا کرے اور سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھک جایا کرے۔﴿مسئلہ﴾ سجدہ کرنے کے لئے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا بہتر نہیں، جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کرلیا کرے تکیہ کے اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔﴿مسئلہ﴾ اگر کھڑے ہونے کی قوت تو ہے لیکن کھڑے ہونے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یا بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔﴿مسئلہ﴾ اگر کھڑا تو ہو سکتا ہے لیکن رکوع سجدہ نہیں کر سکتا، تو چاہے کھڑے ہو کر پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے اور چاہے بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود کو اشارے سے ادا کرے دونوں یکساں ہیں لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رہی تو پیچھے گاؤ تکیہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے بلکہ قریب قریب بیٹھنے کے رہے اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لے اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ...... کی طرف پاؤں نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدہ کا اشارہ زیادہ نیچا کرے اگر گاؤ تکیہ سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ وغیرہ اونچا رہے تو قبلہ کی طرف پیر کر کے بالکل چت لیٹ جائے لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھ دیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے آسمان کی طرف نہ رہے پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدہ کا اشارہ ذرا زیادہ کرے۔﴿مسئلہ﴾ اگر چت نہ لیٹے بلکہ دائیں بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹے اور سر کے اشارہ سے رکوع و سجدہ کرے

❶ حصہ دوم ص ۴۵

یہ بھی جائز ہے لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر سر کے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو نماز نہ پڑھے پھر اگر ایک رات دن سے زیادہ یہی حالت رہے تو نماز بالکل معاف ہوگئی اچھے ہونے کے بعد قضا پڑھنا بھی واجب نہیں اور اگر ایک دن رات سے زیادہ یہ حالت نہیں رہی بلکہ ایک دن رات میں پھر اشارے سے پڑھنے کی طاقت آ گئی تو اشارہ ہی سے ان کی قضا پڑھے اور یہ ارادہ نہ کرے کہ جب بالکل اچھا ہو جاؤں گا تب پڑھوں گا کہ شاید مر گیا تو گنہگار مرے گا۔

﴿مسئلہ﴾ اسی طرح اچھا خاصا آدمی بے ہوش ہو جائے تو اگر بے ہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہوئی ہو تو قضا پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ ہوگئی تو قضا پڑھنا واجب نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ جب نماز شروع کی اس وقت بھلا چنگا تھا پھر جب تھوڑی نماز پڑھ چکا تو نماز ہی میں کوئی ایسی رگ چڑھ گئی کہ کھڑا نہ ہو سکے تو باقی نماز بیٹھ کر پڑھے اگر رکوع کر سکے تو کرے نہیں تو رکوع سجدہ کو سر کے اشارہ سے کرے اور اگر ایسا حال ہو گیا کہ بیٹھنے کی بھی قدرت نہ رہی تو اسی طرح لیٹ کر باقی نماز کو پورا کرے۔

﴿مسئلہ﴾ بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع کیا اور سجدے کی جگہ سجدہ کیا پھر نماز میں ہی اچھا ہو گیا تو اسی نماز کو کھڑا ہو کر پوری کرے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر بیماری کی وجہ سے رکوع سجدے کی قوت نہ تھی اس لیے سر کے اشارے سے رکوع وسجدہ کیا، پھر جب کچھ نماز پڑھ چکا تو اچھا ہو گیا کہ اب رکوع وسجدہ کر سکتا ہے تو اب یہ نماز جاتی رہی اس کو پورا نہ کرے بلکہ پھر سے پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ فالج گرا اور ایسی بیماری ہوگئی کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتا تو کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھ ڈالا کرے اور اسی طرح نماز پڑھے، اگر خود تیمم نہ کر سکے تو کوئی دوسرا تیمم کروا دے اور اگر ڈھیلے یا کپڑے سے بھی پونچھنے کی طاقت نہیں ہے تو بھی نماز قضا نہ کرے اسی طرح پڑھے، کسی اور کو اس کے بدن کا دیکھنا اور پونچھنا درست نہیں ہے نہ ماں نہ باپ نہ لڑکا نہ لڑکی، البتہ بیوی کو اپنے میاں اور میاں کو اپنی بیوی کا بدن دیکھنا درست ہے اس کے سوا کسی کو درست نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ تندرستی کے زمانہ میں کچھ نمازیں قضا ہوگئی تھیں پھر بیمار ہو گیا تو بیماری کے زمانہ میں جس طرح نماز پڑھنے کی قوت ہو ان کی قضا

پڑھے یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت آئے تب پڑھوں یا جب بیٹھنے لگوں اور رکوع سجدہ کی قوت آجائے تب پڑھوں یہ سب شیطانی خیالات ہیں' دینداری کی بات یہ ہے کہ فوراً پڑھے دیر نہ کرے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر بیمار کا بستر نجس ہے لیکن اس کے بدلنے میں بہت تکلیف ہوگی تو اسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ حکیم نے کسی کی آنکھ بنائی اور ہلنے جلنے سے منع کر دیا تو لیٹے لیٹے نماز پڑھتا رہے۔

مریض ❶ کے بعض مسائل

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی معذور اشارے سے رکوع وسجدہ ادا کر چکا ہو اس کے بعد نماز کے اندر ہی رکوع سجدہ پر قدرت ہوگئی تو وہ نماز اس کی فاسد ہو جائے گی پھر نئے سرے سے اس پر نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر ابھی اشارے سے رکوع سجدہ نہ کیا ہو کہ تندرست ہوگیا تو پہلی نماز صحیح ہے اس پر بنا جائز ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص قرأت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں' تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔

مسافرت ❷ میں نماز پڑھنے کا بیان

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی ایک منزل یا دو منزل کا سفر کرے تو اس سفر سے شریعت کا کوئی حکم نہیں بدلتا اور شریعت کے قاعدے سے اسے مسافر نہیں کہتے اس کو ساری باتیں اسی طرح کرنی چاہئیں جیسے کہ اپنے گھر میں کرتا تھا' چار رکعت والی نماز کو چار رکعت پڑھے اور موزہ پہنے ہو تو ایک رات دن مسح کرے پھر اس کے بعد مسح کرنا درست نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ جو کوئی تین منزل چلنے کا قصد کر کے نکلے' وہ شریعت کے قاعدے سے مسافر

❶ جلد یازدہم بہشتی گوہر ص ۶۰

❷ حصہ دوم ص ۴۷

ہے جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر ہو گیا' تو شریعت سے مسافر بن گیا اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلتا رہے تب تک مسافر نہیں ہے اور اسٹیشن اگر آبادی کے اندر ہو تو آبادی کے حکم میں ہے اور جو آبادی کے باہر ہو تو وہاں پہنچ کر مسافر ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ تین منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے وہاں تین روز میں پہنچا کرتے ہیں تخمینہ اس کا ہمارے ملک میں کہ دریا اور پہاڑ میں سفر نہیں کرنا پڑتا ۴۸ میل انگریزی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اونٹ اور آدمی کی چال کے اعتبار سے تو تین منزل ہے لیکن تیز یکہ یا تیز بہلی پر سوار ہے اس لئے دو ہی دن میں پہنچ جائے گا یا ریل میں سوار ہو کر ذرا سی دیر میں پہنچ جائے گا تب بھی وہ شریعت کی رو سے مسافر ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جو کوئی شریعت سے مسافر ہو وہ ظہر اور عصر اور عشاء کی فرض نماز دو رکعتیں پڑھے اور سنتوں کا یہ حکم ہے کہ جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا درست ہے اس چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر کچھ جلدی نہ ہو نہ اپنے ساتھیوں سے رہ جانے کا ڈر ہو تو نہ چھوڑے اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے ان میں کمی نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ فجر اور مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں ہے جیسے ہمیشہ پڑھتا ہے ویسے پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ ظہر' عصر' عشاء کی نماز دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھے پوری چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے جیسے ظہر کے کوئی چھ (1) فرض پڑھے تو گنہگار ہو گا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر بھولے سے چار رکعتیں پڑھ لیں تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہے تب تو دو رکعتیں فرض کی ہو گئیں اور دو رکعتیں نفل کی ہو جائیں گی اور سجدۂ سہو کرنا پڑے گا اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھا تو چاروں رکعتیں نفل ہو گئیں فرض نماز پھر سے پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر راستہ میں کہیں ٹھہر گیا تو اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو برابر مسافر رہے گا چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھتا رہے اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے تو اب وہ مسافر نہیں رہا پھر اگر نیت بدل گئی اور پندرہ دن سے پہلے جانے کا ارادہ ہو گیا تب بھی مسافر نہ بنے گا' نمازیں پوری پوری پڑھے' پھر جب یہاں سے چلے تو اگر یہاں سے وہ جگہ تین منزل ہو جہاں جاتا ہے تو پھر مسافر ہو جائے گا' اور جو اس سے کم ہو تو مسافر نہیں ہوا۔

---

(1) یعنی قیام کی حالت میں بجائے چار کے چھ رکعت پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ تین منزل جانے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا لیکن گھر ہی سے یہ بھی نیت ہے کہ فلانے گاؤں ❶ میں پندرہ دن ٹھہروں گا تو مسافر نہیں رہا۔ رستہ بھر پوری نمازیں پڑھے، پھر اگر اس گاؤں میں پہنچ کر پورے پندرہ دن ٹھہرنا ہوا تب بھی مسافر نہ بنے گا۔

﴿مسئلہ﴾ تین منزل جانے کا ارادہ تھا لیکن پہلی منزل یا دوسری منزل پر اپنا گھر پڑے گا تب بھی مسافر نہیں رہا۔ ﴿مسئلہ﴾ چار منزل جانے کی نیت سے چلی لیکن پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گزریں تب بھی وہ مسافر نہیں ہے اب نہا دھو کر پوری چار رکعتیں پڑھے البتہ حیض سے پاک ہونے کے بعد بھی وہ جگہ اگر تین منزل ہو یا چلتے وقت پاک تھی راستہ میں حیض آ گیا ہو تو وہ البتہ مسافر ہے نماز مسافروں کی طرح پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ نماز پڑھتے پڑھتے نماز کے اندر ہی پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ہوگئی تو مسافر نہیں رہا یہ نماز بھی پوری پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ دو چار دن کے لئے رستہ میں کہیں ٹھہرنا پڑا لیکن کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں کہ جانا نہیں ہوتا ہے روز یہ نیت ہوتی ہے کہ کل پرسوں چلا جاؤں گا لیکن جانا نہیں ہوتا اسی طرح پندرہ یا بیس دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہو گیا لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی تب بھی مسافر رہے گا چاہے جتنے دن اس طرح گزر جائیں۔

﴿مسئلہ﴾ تین منزل جانے کا ارادہ کر کے چلا پھر کچھ دور جا کر کسی وجہ سے ارادہ بدل گیا اور گھر لوٹ آیا تو جب سے گھر لوٹنے کا ارادہ ہوا ہے اس وقت ہی سے مسافر نہیں رہا۔ ﴿مسئلہ﴾ کوئی اپنے خاوند کے ساتھ ہے رستہ میں جتنا وہ ٹھہرے گا اتنا ہی یہ ٹھہرے گی بغیر اس کے زیادہ نہیں ٹھہر سکتی تو ایسی حالت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے اگر شوہر کا ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا ہے تو عورت بھی مسافر نہیں رہی چاہے ٹھہرنے کی نیت کرے یا نہ کرے اور مرد کا ارادہ کم ٹھہرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ تین منزل چل کے کہیں پہنچا تو اگر وہ اپنا گھر ہے تو مسافر نہیں رہا چاہے کم رہے یا زیادہ اور اگر اپنا گھر نہیں ہے تو اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تب تو مسافر نہیں رہا، اب نمازیں پوری پوری پڑھے، اور اگر نہ اپنا گھر ہے نہ پندرہ دن

❶ بشرطیکہ وہ گاؤں اس کے شہر سے تین منزل سے کم فاصلے پر واقع ہو ۱۲

ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہاں پہنچ کر بھی مسافر رہے گا چار رکعت فرض کی دو رکعتیں پڑھتا رہے۔
﴿ مسئلہ ﴾ رستہ میں کئی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے دس دن یہاں پانچ دن وہاں بارہ دن وہاں لیکن پورے پندرہ دن ٹھہرنے کا کہیں ارادہ نہیں تب بھی مسافر رہے گا۔ ﴿ مسئلہ ﴾ کسی نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا کسی دوسری جگہ اپنا گھر بنالیا اور وہیں رہنے سہنے لگا' اب پہلے شہر سے اور پہلے گھر سے کچھ مطلب نہیں رہا تو اب وہ شہر اور پردیس دونوں برابر ہیں تو اگر سفر کرتے وقت رستہ میں وہ پہلا شہر پڑے اور دو چار دن وہاں رہنا ہو تو مسافر رہے گا' نمازیں سفر کی طرح پڑھے گا۔ ﴿ مسئلہ ﴾ اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضا ہو گئیں تو گھر پہنچ کر بھی ظہر' عصر' عشاء کی دو رکعتیں ہی قضا پڑھے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ بیاہ کے بعد عورت اگر مستقل طور پر اپنی سسرال رہنے لگی تو اس کا اصلی گھر سسرال ہے تو اگر تین منزل چل کر میکے گئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں ہے تو مسافر رہے گی' مسافرت کے قاعدے سے نماز روزہ ادا کرے اور اگر وہاں کا رہنا ہمیشہ کے لئے دل میں نہیں ٹھانا تو جو وطن پہلے سے اصلی تھا وہی اب بھی اصلی رہے گا۔

﴿ مسئلہ ﴾ دریا میں کشتی چل رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو اس کشتی پر نماز پڑھ لے اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں سر گھومے تو بیٹھ کر پڑھے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ ریل پر نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ چلتی ریل پر نماز پڑھنا درست ہے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ نماز پڑھنے سے سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ نماز پڑھنے میں ریل پھر گئی اور قبلہ دوسری طرف ہو گیا تو نماز ہی میں گھوم جائے اور قبلہ کی طرف منہ کرے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ اگر تین منزل جانا ہو تو جب تک مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو اس وقت تک سفر کرنا درست نہیں بے محرم کے ساتھ سفر کرنا بڑا گناہ ہے اور اگر ایک منزل یا دو منزل جانا ہو تب بھی بے محرم کے ساتھ جانا بہتر نہیں ہے حدیث میں اس کی بڑی ممانعت آئی ہے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ جس محرم کو خدا اور رسول اللہ علیہ وسلم کا ڈر نہ ہو اور شریعت کی پابندی نہ کرتا ہو ایسے محرم کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں ہے۔ ﴿ مسئلہ ﴾ یکہ یا بہلی پر جا رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو بہلی سے اتر کر کسی الگ جگہ پر کھڑی ہو کر نماز پڑھ لے' اسی طرح اگر بہلی پر وضو نہ کر سکے تو اتر کر کسی آڑ میں بیٹھ کر وضو کر

لئے اگر برقعہ پاس نہ ہوتو چادر وغیرہ میں خوب لپٹ کر اترے اور نماز پڑھے' ایسا گہرا پردہ جس میں نماز قضا ہو جائے حرام ہے' ہر کام میں شریعت کی بات کو مقدم رکھے پردہ کی بھی وہی حد رکھے جو شریعت نے بتلائی ہے' شریعت کی حد سے آگے بڑھنا اور خدا سے زور زور ہونا بڑی بے وقوفی اور نادانی ہے' البتہ بلاضرورت پردہ میں کمی کرنا بے غیرتی اور گناہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر ایسی بیمار ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے تب بھی چلتی بہلی پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر بہلی ٹھہرا لی لیکن جو بیلوں کے کندھوں پر رکھا ہوا ہے تب بھی اس پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے بیل الگ کر کے نماز پڑھنی چاہئے یکہ کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک گھوڑا کھول کر الگ نہ کر دیا جائے اس وقت تک اس پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہو تو پالکی اور میانے پر بھی نماز پڑھنا درست ہے' لیکن پالکی جس وقت کہاروں کے کندھوں پر ہو اس وقت پڑھنا درست نہیں' زمین پر رکھوا لے تب پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر اونٹ سے یا بہلی سے اترنے میں جان یا مال کا اندیشہ ہے تو بدون اترے بھی نماز درست ہے۔

مسافر[1] کی نماز کے مسائل

﴿مسئلہ﴾ کوئی شخص پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر وہ مقام میں اور ان دو مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کے اذان کی آواز دوسرے مقام پر نہ جا سکتی ہو مثلاً دس روز مکہ مکرمہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منیٰ میں' مکہ مکرمہ سے منیٰ تین میل کے فاصلے پر ہے تو اس صورت میں وہ مسافر ہی شمار ہوگا۔

﴿مسئلہ﴾ اور اگر مسئلہ مذکور میں رات کو ایک ہی مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں تو جس موضع میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہوگی' اب دوسرا موضع جہاں دن کو رہتا ہے اگر اس پہلے موضع سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائے گا ورنہ مقیم رہے گا۔

[1] جلد یازدہم بہشتی گوہر ص ۶۲

﴿مسئلہ﴾ اور اگر مسئلہ مذکور میں ایک موضع دوسرے موضع سے اس قدر قریب ہو کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جاسکتی ہے تو وہ دونوں موضع ایک ہی سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں پندرہ دن ٹھہرنے سے مقیم ہو جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ مقیم کی اقتداء مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضا اور مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہئے کہ اپنی نماز اٹھ کر تمام کرے اور اس میں قرأت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اس لئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدہ اولیٰ اس مقتدی پر بھی متابعت امام کی وجہ سے فرض ہوگا' مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کر دے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ نماز شروع کرنے کے قبل ہی اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کر دے۔ ﴿مسئلہ﴾ مسافر بھی مقیم کی اقتداء کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر اور وقت جاتا رہا تو فجر اور مغرب میں کر سکتا ہے اور ظہر' عصر عشاء میں نہیں اس لئے کہ جب مسافر مقیم کی اقتداء کرے گا تو بہ تبعیت امام کے پوری چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام قعدہ اولیٰ فرض نہ ہوگا اور اس کا فرض ہوگا' پس فرض پڑھنے والے کی اقتداء غیر فرض والے کی پیچھے ہوئی اور یہ درست (1) نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی مسافر حالت نماز میں اقامت کی نیت کر لے خواہ اول میں یا درمیان میں یا اخیر میں مگر سجدۂ سہو یا سلام سے پہلے یہ نیت کرے تو اس کو وہ نماز پوری پڑھنا چاہئے اس میں قصر جائز نہیں اور اگر سجدۂ سہو یا سلام کے بعد نیت کی ہو تو یہ نماز قصر ہی ہوگی ہاں اگر نماز کا وقت گزر جانے کے بعد نیت کرے یا لاحق ہونے کی حالت میں نیت کرے تو اس کی نیت کا اثر اس نماز میں ظاہر نہ ہوگا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر کرنا اس پر واجب ہوگا۔

﴿مثال ا﴾ کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی ایک رکعت پڑھنے کے بعد وقت گزر گیا

---

(1) اور وقت کے اندر یہ بات نہیں کہ اقتدا مفترض کی متنفل کے پیچھے لازم آئے اس لئے کہ بوجہ اقتداء کے مسافر کے ذمہ چار رکعت فرض ہوگئیں اور وقت گزرنے کے بعد یہ حکم نہیں دونوں صورتوں کا فرق کتب فقہ میں مذکور ہے ۱۲

اس کے بعد اس نے مقیم ہونے کی نیت کی تو یہ نیت اس نماز میں اثر نہ کرے گی اور یہ نماز اس کو قصر ہی پڑھنی ہوگی۔ ﴿مثال ۲﴾ کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہو اور لاحق ہو گیا پھر اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرے گا پھر اس لاحق نے اقامت کی نیت کر لی تو اس نیت کا اثر اس نماز پر کچھ نہ پڑے گا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر سے پڑھنا ہوگا۔

نوافل سفر ❶

﴿مسئلہ﴾ جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے۔

﴿حدیث﴾ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اپنے گھر میں ان دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑ جاتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔

﴿مسئلہ﴾ مسافر کو یہ مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچتے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو تو قبل بیٹھے کے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

استخارہ ❷ کی نماز کا بیان

﴿مسئلہ﴾ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ میاں سے صلاح لے لے اس صلاح لینے کا استخارہ کہتے ہیں۔

حدیث شریف میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے تو بے استخارہ کے نہ کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کئے پر پشیمان نہ ہوگا۔

---

❶ حصہ یازدہم بہشتی گوہر ص ۳۴۔

❷ جلد دوم ص ۲۳

نمازاستخارہ کا طریقہ

﴿مسئلہ﴾ استخارہ کی نماز کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے اس کے بعد خوب دل لگا کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُوَلَا اَقْدِرُوَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَخَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاَقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِی فَاَصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ ۔

اور جب ھذاالامر پر پہنچے جس پر لکیر بنی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا دھیان کر لے جس کے لئے استخارہ کرنا چاہتا ہے اس کے بعد پاک صاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہوا اور دل کا خلجان اور تردد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے اسی طرح سات دن تک ایسا ہی کرے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی برائی معلوم ہو جائے گی۔

﴿مسئلہ﴾ اگر حج کے لئے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلانے دن جاؤں یا نہ جاؤں۔

توبہ ❶ اور اس کا طریقہ

توبہ ایسی اچھی چیز ہے کہ اس سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو آدمی اپنی حالت میں غور کرے گا تو ہر وقت کوئی نہ کوئی بات گناہ کی ہو ہی جاتی ہے ضرور توبہ کو ہر وقت ضروری سمجھے

---

❶ حصہ ہفتم ص ۱۹

گا' طریقہ اس کے حاصل کرنے کا یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں جو جو عذاب کے ڈراوے گناہوں پر آئے ہیں ان کو یاد کرے اور سوچے اس سے گناہ پر دل رکھے گا اس وقت چاہئے کہ زبان سے بھی توبہ کرے اور جو نماز روزہ قضا ہو اس کو بھی قضا کرے' اگر بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ہیں ان سے بھی معاف کرالے یا ادا کر دے اور جو ویسے ہی گناہ ہوں ان پر خوب کڑھے اور رونے کی شکل بنا کر خدائے تعالیٰ سے خوب معافی مانگے۔

نماز ❶ توبہ کا بیان

اگر کوئی بات خلاف شرع ہو جائے تو دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑ گڑا کر اس سے توبہ کرے اور اپنے کئے پر پچھتائے اور اللہ تعالیٰ سے معاف کرائے اور آئندہ کے لئے پکا ارادہ کرے کہ اب کبھی نہ کروں گا اس سے وہ گناہ بفضل خدا معاف ہو جاتا ہے۔

استسقاء ❷ کی نماز کا بیان

جب پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اس وقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے استسقاء کے لئے دعا کرنا اس طریقہ سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر معہ اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے پاپیادہ خشوع وعاجزی کے ساتھ معمولی لباس میں جنگل کی طرف جائیں اور توبہ کی تجدید کریں اور اہل حقوق کے حقوق ادا کریں اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لیجائیں پھر دو رکعت بلا اذان واقامت کے جماعت سے پڑھیں اور امام جہر سے قرأت پڑھے پھر دو خطبے پڑھے جس طرح عید کے روز کیا جاتا ہے' پھر امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرے اور سب حاضرین بھی دعا کریں تین روز متواتر ایسا ہی کریں' تین دن کے بعد نہیں کیونکہ اس سے زیادہ ثابت نہیں اور اگر نکلنے سے پہلے یا ایک دن نماز پڑھ کر بارش ہو جائے تو جب بھی تین دن پورے کر دیں اور تینوں دنوں میں روزہ بھی

❶ حصہ دوم ص ۳۴

❷ جلد یازدہم بہشتی گوہر ص ۳۸

رکھیں تو مستحب ہے اور جانے سے پہلے صدقہ خیرات کرنا بھی مستحب ہے۔

نماز ❶ کسوف وخسوف کا بیان

﴿مسئلہ﴾ کسوف (سورج گرہن) کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔

﴿مسئلہ﴾ نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ امام اپنی مسجد میں نماز کسوف پڑھا سکتا ہے۔
﴿مسئلہ﴾ نماز کسوف کے لئے اذان یا اقامت نہیں بلکہ لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو اَلصَّلوٰۃُ جَامِعَۃٌ پکار دیا جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورۃ بقرہ وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے اور قرأت آہستہ پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ نماز کے بعد امام کو چاہئے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک کہ گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مشغول رہنا چاہئے ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آ جائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ خسوف (چاند گرہن) کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے مگر اس میں جماعت مسنون نہیں سب لوگ تنہا علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھیں اور اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں مسجد میں جانا بھی مسنون نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے ٹوٹیں یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے' ہر شخص اپنے اپنے گھر میں تنہا پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں ان کے علاوہ بھی جس قدر کثرت نوافل کی کی جائے باعث ثواب و ترقی درجات ہے خصوصاً ان اوقات میں جن کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کرنے کی ترغیب نبی ﷺ نے

❶ حصہ ۱۱ ص ۳۷

فرمائی مثل رمضان کے اخیر عشرہ کی راتوں اور شعبان کی پندرھویں تاریخ کے ان اوقات کی بہت فضیلتیں ہیں اور ان میں عبادت کا بہت ثواب حدیث میں وارد ہوا ہے ہم نے اختصار کے خیال سے ان کی تفصیل نہیں کی۔

خوف کی نماز ❶

جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدہا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہئے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں' استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں اور اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں اس وقت نماز نہ پڑھیں اطمینان کے بعد اس کی قضا پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگر چہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو جماعت نہ چھوڑنا چاہئے' اس قاعدے سے نماز پڑھیں یعنی تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دئے جائیں ایک حصہ دشمن کے مقابلہ میں رہے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ نماز شروع کر دے اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر' عصر' مغرب' عشاء جبکہ یہ لوگ مسافر نہ ہو اور قصر نہ کریں' پس جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے لگے تب یہ حصہ چلا جائے اور اگر یہ لوگ قصر کرتے ہو یا دو رکعت والی نماز ہو جیسے فجر' جمعہ' عیدین کی نماز یا مسافر کی ظہر' عصر' عشاء کی نماز تو ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے اور دوسرا حصہ وہاں سے آ کر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے' امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہئے۔ پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو سلام پھیر دے اور یہ لوگ بدون سلام پھیرے ہوئے دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آ کر اپنی بقیہ نماز بے قرأت کے تمام کر لیں اور سلام پھیر دیں' اس لئے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ حالت نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز

❶ حصہ یازدہم بہشتی گوہر ص ا ے

تمام کرنے کے لئے آتے وقت پیادہ چلنا چاہئے اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔

﴿مسئلہ﴾ دوسرے حصہ کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر چلا جانا اور پہلے حصہ کا پھر یہاں آ کر نماز تمام کرنا اس کے بعد دوسرے حصہ کا یہیں آ کر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے ورنہ یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں تمام کر کے تب دشمن کے مقابلہ میں جائے' جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آئے۔ ﴿مسئلہ﴾ یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اس وقت کے لئے ہے کہ جب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے سب نماز پڑھیں' ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد ہی یہاں پہنچ جائے گا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدے سے نماز پڑھی اس کے بعد یہ خیال غلط نکلا تو امام کی نماز تو صحیح ہو گئی مگر مقتدیوں کو اس نماز کا اعادہ کر لینا چاہئے اس لیے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے لئے خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ مشروع کی گئی ہے بے ضرورت شدیدہ اس قدر عمل کثیر مفسد نماز ہے ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقہ سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں' مثلاً باغی لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دنیاوی ناجائز غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کے لئے اس قدر عمل کثیر معاف نہ ہوگا۔

﴿مسئلہ﴾ نماز خلاف جہت قبلہ کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔

﴿مسئلہ﴾ اگر اطمینان سے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آ جائے تو فوراً ان کو دشمن کی طرف پھر جانا جائز ہے۔ اور اس وقت استقبال قبلہ شرط نہ رہے گا۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہو اور نماز کا وقت اخیر ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔

تحیۃ المسجد ❶

﴿مسئلہ﴾ یہ نماز اس شخص کے لئے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔

﴿مسئلہ﴾ اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے اس لئے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوتی ہے، بس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں، مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے، اس نماز کی نیت یہ ہے نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيَ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ یا اردو میں اس طرح کہہ لے خواہ دل ہی دل میں سمجھ کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

﴿مسئلہ﴾ دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں اگر چار رکعت پڑھی جائے تب بھی کچھ مضائقہ نہیں، اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب مل جائے گا اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں، بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔

﴿حدیث﴾ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر مسجد میں کوئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا اخیر میں۔

سجدۂ سہو کا بیان ❷

﴿مسئلہ﴾ نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں ان میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر

❶ حصہ یازدہم بہشتی گوہر ص ۳۴

❷ حصہ دوم ص ۳۶

بھولے سے رہ جائیں تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے' اگر سجدۂ سہو نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر بھولے سے کوئی نماز کا فرض چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوتی پھر سے پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی نے بھول کر سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدۂ سہو ادا کر لیا تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہوگئی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر بھولے سے دو رکوع کر لئے یا تین سجدے کر لئے تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گیا تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملائے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورۃ ملائے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر پچھلی دو رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں بالکل اخیر رکعت میں التحیات پڑھتے وقت یاد آیا کہ دونوں رکعتوں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تب بھی سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔ ﴿مسئلہ﴾ سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب ہے اس لئے کہ اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدۂ سہو کر لے۔

﴿مسئلہ﴾ الحمد پڑھنے کے بعد سوچنے لگا کہ کونسی سورت پڑھوں اور سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے تو بھی سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر بالکل اخیر رکعت میں التحیات اور درود پڑھنے کے بعد شبہ ہوا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا تین اسی سوچ میں خاموش بیٹھا رہا اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے پھر یاد آ گیا کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لیں تو اس صورت میں بھی سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جب الحمد اور سورت پڑھ چکا اور بھولے سے کچھ سوچنے لگا اور رکوع کرنے میں اتنی دیر ہوگئی جتنی کہ اوپر بیان ہوئی تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں رک گیا اور کچھ سوچنے لگا اور سوچنے

میں اتنی دیر لگ گئی یا جب دوسری اور چوتھی رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھا تو فوراً التحیات نہیں شروع کی کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب رکوع سے اٹھا تو دیر تک کھڑا کچھ سوچتا رہا یا دونوں سجدوں کے بیچ میں جب بیٹھا تو کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگا دی تو ان سب سورتوں میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے غرضکہ جب بھولے سے کسی بات کرنے میں دیر کر دے گا یا کسی بات کے سوچنے کی وجہ سے دیر لگ جائے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ تین رکعت یا چار رکعت والی فرض نماز ادا پڑھ رہا ہو یا قضا اور وتروں اور ظہر کی پہلی چار سنتوں کی چار رکعتوں میں جب دو رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھا تو دو دفعہ التحیات پڑھ گیا تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر التحیات کے بعد اتنا درود شریف بھی پڑھ گیا اللهم صل علی محمد یا اس سے زیادہ پڑھ گیا تب یاد آیا اور اٹھ کھڑا ہوا تو بھی سجدۂ سہو کرنا واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ نفل نماز یا سنت کی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے اس لئے کہ نفل اور سنت کی نماز میں درود شریف کے پڑھنے سے سجدۂ سہو کا نہیں ہوتا البتہ اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جائے تو نفل اور سنت کی نماز میں بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ التحیات پڑھنے بیٹھا مگر بھولے سے التحیات کی جگہ کچھ اور پڑھ گیا یا الحمد للہ پڑھنے لگا تو بھی سجدہ واجب ہے۔

﴿مسئلہ﴾ نیت باندھنے کے بعد سبحانك اللهم کی جگہ دعائے قنوت پڑھنے لگا تو سہو کا سجدہ واجب نہیں اسی طرح فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اگر الحمد لله کی جگہ التحیات یا کچھ اور پڑھنے لگا تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

﴿مسئلہ﴾ تین رکعت والی نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گیا اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ بھی سیدھا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑا ہو اور ایسی حالت میں سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا تو نہ بیٹھے بلکہ کھڑا ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لے فقط اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے اگر سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد پھر لوٹ جائے گا اور اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے اگر سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد پھر لوٹ جائے گا اور بیٹھ کر التحیات پڑھے گا تو

گنہگار ہوگا اور سجدۂ سہو کرنا اب بھی واجب ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گیا تو اگر نیچے کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور التحیات و درود وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدۂ سہو نہ کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا ہو تب بھی بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کے سجدۂ سہو کرے البتہ اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو فرض نماز پھر سے پڑھے یہ نماز نفل ہوگئی ایک رکعت اور ملا کے پوری چھ رکعت کرلے اور سجدۂ سہو نہ کرے اور اگر ایک رکعت اور نہیں ملائی اور پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہوگئیں اور ایک رکعت اکارت گئی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر چوتھی رکعت پر بیٹھا اور التحیات پڑھ کے کھڑا ہوگیا تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے جب یاد آئے بیٹھ جائے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر فوراً سلام پھیر کے سجدۂ سہو کرلے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرچکا تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کے چھ کرلے' چار فرض ہوگئے اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدۂ سہو بھی کرے اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور اگر سجدۂ سہو کرلیا تو برا کیا چار فرض ہوئے اور ایک رکعت اکارت گئی۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر چار رکعت نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس وقت یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہئے اور اگر سجدہ کرلیا تو خیر تب بھی نماز ہوگئی اور سجدۂ سہو ان دونوں میں واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر نماز میں شک ہوگیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اگر یہ شک اتفاق سے ہوگیا ہے ایسا شبہ پڑنے کی اس کی عادت نہیں ہے تو پھر سے نماز پڑھے اور اگر شک کرنے کی عادت ہے اور اکثر ایسا شبہ پڑ جاتا ہے تو دل میں سوچ کر دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے' اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے کا ہو تو ایک اور پڑھ لے اور سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر زیادہ گمان یہی ہے کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور رکعت نہ پڑھے اور سجدۂ سہو بھی نہ کرے اور اگر سوچنے کے بعد بھی دونوں طرف برابر خیال رہے نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے اور نہ چار رکعتوں کی طرف تو تین ہی رکعتیں سمجھے اور ایک رکعت اور پڑھ لے' لیکن اس صورت میں تیسری رکعت پر بھی بیٹھ کر التحیات پڑھے پھر کھڑا ہو کر چوتھی رکعت پڑھے اور سجدۂ سہو بھی کرے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر یہ شک ہوا کہ پہلی رکعت ہے یا دوسری رکعت اس کا بھی یہی حکم ہے کہ

اگر اتفاق سے یہ شک پڑا ہو تو پھر سے پڑھے اور اکثر شک پڑ جاتا ہے تو جدھر زیادہ گمان جاتا ہے اس کو اختیار کرے اور اگر دونوں طرف برابر گمان رہے کسی طرف زیادہ نہ ہو تو ایک ہی سمجھے لیکن اس پہلی رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھے کہ شاید دوسری رکعت ہو اور دوسری رکعت پڑھ کے بھی پھر بیٹھے کہ شاید یہی چوتھی ہو۔ پھر چوتھی رکعت پڑھے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر یہ شک ہو کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس کا بھی یہی حکم ہے' اگر دونوں گمان برابر درجہ کے ہوں تو دوسری رکعت پر بیٹھ کر تیسری رکعت پڑھے اور پھر بیٹھ کر التحیات پڑھے کہ شائد یہی چوتھی ہو' پھر چوتھی پڑھے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر نماز پڑھنے کے بعد یہ شک ہوا کہ نہ معلوم تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں نماز ہو گئی' البتہ اگر ٹھیک یاد آ جائے کہ تین ہی ہوئیں تو پھر کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور سجدۂ سہو کر لے' اور اگر پڑھ کے بول پڑا ہو یا اور کوئی ایسی بات کی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو پھر سے پڑھے' اسی طرح التحیات پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آئے اس کا کچھ اعتبار نہ کرے لیکن اگر کوئی احتیاط کی راہ سے نماز پھر سے پڑھ لے تو اچھا ہے کہ دل کی کھٹک نکل جائے اور شبہ باقی نہ رہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو گئیں جن سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سب کی طرف سے ہو جائے گا' ایک نماز میں دو دفعہ سجدۂ سہو نہیں کیا جاتا۔ ﴿مسئلہ﴾ سجدۂ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی بات ایسی ہو گئی جس سے سجدہ واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدۂ سہو کافی ہے اب پھر سجدۂ سہو نہ کرے۔

﴿مسئلہ﴾ نماز میں کچھ بھول گیا تھا جس سے سجدۂ سہو واجب تھا لیکن سجدۂ سہو کرنا بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھا ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہ پھیرا نہ کسی سے کچھ بولا نہ کوئی اور ایسی بات ہوئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اب سجدۂ سہو کر لے بلکہ اگر اسی طرح بیٹھے بیٹھے کلمہ اور درود شریف وغیرہ کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگا تب بھی کچھ حرج نہیں اب سجدۂ سہو کر لے تو نماز ہو جائے گی۔ ﴿مسئلہ﴾ سجدۂ سہو واجب تھا اور اس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ میں سجدۂ سہو نہ کروں گا تب بھی جب تک کوئی ایسی

بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے سجدۂ سہو کر لینے کا اختیار رہتا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کر لے اور سجدۂ سہو کرے البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ گیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، تیسری رکعت میں پھر سے پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔ ﴿مسئلہ﴾ وتر کی نماز میں شبہ ہوا کہ نہ معلوم یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت اور کسی بات کی طرف زیادہ گمان نہیں ہے بلکہ دونوں طرف برابر درجہ کا گمان ہے تو اسی رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور بیٹھ کر التحیات کے بعد کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی دعائے قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدۂ سہو کر لے۔ ﴿مسئلہ﴾ وتر میں دعائے قنوت کے جگہ **سبحانك اللهم** پڑھ گیا پھر جب یاد آیا تو دعائے قنوت پڑھی تو سجدۂ سہو کا واجب نہیں ہے۔

﴿مسئلہ﴾ وتر میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا سورت پڑھ کے رکوع میں چلا گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ **الحمد لله** پڑھ کے دو سورتیں یا تین سورتیں پڑھ گیا تو کچھ ڈر نہیں اور سجدۂ سہو واجب نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ فرض نماز میں پچھلی دونوں رکعتوں یا ایک رکعت میں سورت ملائی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز کے اول میں **سبحانك اللهم** پڑھنا بھول گیا یا رکوع میں **سبحان ربی العظیم** نہیں پڑھا یا سجدہ میں **سبحان ربی الاعلی** نہیں کہا یا رکوع سے اٹھ کر **سمع الله لمن حمده** کہنا یاد نہیں رہا، نیت باندھتے وقت کان کی لو یا کندھے تک ہاتھ نہیں اٹھائے یا اخیر رکعت میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی یوں ہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنا بھول گیا چپکے کھڑا رہ کے رکوع میں چلا گیا تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ جن چیزوں کو بھول کر کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اگر ان کو کوئی قصداً کرے تو سجدۂ سہو واجب نہیں رہا بلکہ نماز پھر سے پڑھے اگر سجدۂ سہو کر بھی لیا تب بھی نماز نہیں ہوئی جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب ان کو بھول کر چھوڑ دینے سے نماز ہو جاتی ہے اور سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

سہو ❶ کے بعض مسائل

﴿مسئلہ﴾ اگر آہستہ آواز والی نماز میں کوئی شخص خواہ امام ہو یا منفرد بلند آواز سے قرأت کر جائے یا بلند آواز کی نماز ❷ میں امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اس کو سجدۂ سہو کرنا چاہئے ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرأت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لئے کافی نہ ہو مثلاً دو تین الفاظ بلند آواز سے نکل جائیں جو جہری نماز میں اسی قدر آہستہ پڑھ دے تو سجدۂ سہو لازم نہیں یہی اصح ہے۔

سجدۂ تلاوت کا بیان ❸

﴿مسئلہ﴾ قرآن شریف میں سجدے تلاوت کے چودہ ہیں جہاں جہاں کلام مجید کے کنارے پر سجدہ لکھا ہوتا ہے اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اس سجدہ کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔

﴿مسئلہ﴾ سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کے سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ سبحان ربی الاعلی کہہ کے پھر اللہ اکبر کہہ کے سر اٹھالے پس سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔ ﴿مسئلہ﴾ بہتر یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اول اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے پھر اللہ اکبر کہہ کے کھڑا ہو جائے اور اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہہ کے سجدہ میں جائے پھر اللہ اکبر کہہ کر اٹھ بیٹھے کھڑا نہ ہو تب بھی درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ سجدہ کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سنے اس پر بھی واجب ہو جاتا ہے' چاہے قرآن شریف سننے کے قصد سے بیٹھا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہو اور بغیر قصد کے سجدہ کی آیت سن لی ہو اس لئے بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو آہستہ سے پڑھے تا کہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ جو چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں وہ سجدۂ تلاوت کے لئے بھی شرط ہیں یعنی وضو کا

❶ جلد یازدہم بہشتی گوہر ص ۶۹

❷ اور اس صورت میں منفرد پر سجدۂ سہو نہیں ۱۲۔

❸ جلد دوم ص ۴۲

ہونا' جگہ کا پاک ہونا' بدن اور کپڑے کا پاک ہونا' قبلہ کی طرف سجدہ کرنا وغیرہ۔

﴿مسئلہ﴾ جس طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت بھی کرنا چاہئے' بعض عورتیں قرآن شریف ہی پر سجدہ کرلیتی ہیں اس سے سجدہ ادانہیں ہوتا اور سر سے نہیں اترتا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کا وضو اس وقت نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کرے' فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ اسی وقت وضو کر کے سجدہ کرے کیونکہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کے ذمہ بہت سے سجدے تلاوت کے باقی ہوں اب تک ادا نہ کئے ہوں تو اب ادا کرے' عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کر لینے چاہئیں اگر کبھی ادا نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے سجدہ کی آیت سن لی تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوا' اور اگر ایسی حالت میں سنا جب کہ اس پر نہانا واجب تھا' تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوا' اور اگر ایسی حالت میں سنا جب کہ اس پر نہانا واجب تھا' تو نہانے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر بیماری کی حالت میں سنے اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارہ سے کرتا ہے اسی طرح اس کا سجدہ بھی اشارہ سے کرے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھے تو وہ آیت پڑھے تو وہ آیت پڑھنے کے بعد ترت (1) (فوراً) نماز ہی میں سجدہ کرلے پھر باقی سورت پڑھ کے رکوع میں جائے اگر اس آیت کو پڑھ کر فوراً سجدہ نہ کیا اس کے بعد دو آیتیں یا تین آیتیں اور پڑھ لیں پھر سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گیا تب سجدہ کیا تو سجدہ ادا تو ہو گیا لیکن گنہگار رہوا۔

﴿مسئلہ﴾ اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور نماز ہی میں سجدہ نہ کیا تو اب نماز پڑھنے کے بعد سجدہ کرنے سے ادا نہ ہوگا' ہمیشہ کے لئے گنہگار رہیگا' اب سوائے توبہ استغفار کے اور کوئی صورت معافی کی نہیں ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ سجدہ کی آیت پڑھ کر اگر ترت رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں یہ نیت کرلے کہ میں سجدۂ تلاوت کی طرف سے بھی یہی رکوع کرتا ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جائے گا' اور اگر رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد سجدہ جب کرے گا تو اسی

(1) یہ ہندی لفظ ہے بمعنی فوراً۔۱۲

سجدہ سے سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا' چاہے کچھ نیت کرے چاہے نہ کرے۔

﴿مسئلہ﴾ نماز پڑھتے میں کسی اور سے سجدہ کی آیت سنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے بلکہ نماز کے بعد کرے' اگر نماز ہی میں کرے گا تو وہ سجدہ ادا نہ ہوگا' پھر کرنا پڑے گا اور گناہ بھی ہوگا۔

﴿مسئلہ﴾ ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے اگر سجدہ کی آیت کو کئی بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لے' پھر اسی کو بار بار دہراتا رہے اور اگر جگہ بدل گئی تب اسی آیت کو دہرائے اتنی ہی دفعہ سجدہ کرے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں جو جتنی بھی آیتیں پڑھیں اتنے ہی سجدے کرے۔ ﴿مسئلہ﴾ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر اٹھ کھڑا ہوا لیکن چلا پھرا نہیں جہاں بیٹھا تھا وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر دہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ ایک جگہ سجدہ کی آیت پڑھی اور اٹھ کر کسی کام کو چلا گیا' پھر اسی جگہ آ کر وہی آیت پڑھی تب بھی دو سجدے کرے۔ ﴿مسئلہ﴾ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر جب قرآن مجید کی تلاوت کر چکا تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گیا جیسے کھانا کھانے لگا یا عورت سینے پرونے لگ گئی یا بچے کو دودھ پلانے لگی اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوئے اور جب کوئی اور کام کرنے لگا تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔ ﴿مسئلہ﴾ ایک کوٹھری یا دالان کے ایک کمرے میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی تب بھی ایک سجدہ کافی ہے چاہے جتنی دفعہ پڑھے' البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گا تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا' پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے گا تو تیسرا سجدہ واجب ہو جائے گا۔

﴿مسئلہ﴾ اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے پر جا کے دہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہوگا' اور تیسرے کونے پر تیسرا سجدہ۔ ﴿مسئلہ﴾ مسجد کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھری کا حکم ہے اگر سجدہ کی ایک آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دوہرایا کرے یا مسجد میں ادھر ادھر ٹہل کر پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کو کئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ

کرے یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کرلیا پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔
﴿مسئلہ﴾ سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا پھر اسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدۂ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے دونوں سجدے اسی سے ادا ہو جائیں گے البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرلیا پھر اسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دہرائی تو اب نماز میں پھر سجدہ کرے۔ ﴿مسئلہ﴾ پڑھنے والے کی جگہ نہیں بدلی' ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتا رہا لیکن سننے والے کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنا تھا دوسری دفعہ اور جگہ' اور تیسری دفعہ تیسری جگہ تو پڑھنے والے پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والے کی جگہ نہیں بدلی بلکہ پڑھنے والے کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والے پر کئی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر ایک ہی سجدہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ ساری سورت کو پڑھنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ کہ اس میں سجدہ سے گویا انکار ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر سورت میں کوئی آیت نہ پڑھے فقط سجدہ کی آیت پڑھے تو اس کا کچھ حرج نہیں اور اگر نماز میں ایسا کرے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیت کے برابر ہو' لیکن بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو دو ایک آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سنے اس کے بعد اس کی اقتداء کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہئے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اگر اس کو مل جائے تو اس کو سجدہ کی کوئی ضرورت نہیں' اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا' دوسری یہ کہ وہ رکعت نہ ملے تو اس کو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔
﴿مسئلہ﴾ مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا نہ اس پر نہ اس کے امام پر نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں' ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔
﴿مسئلہ﴾ سجدۂ تلاوت میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا لیکن سجدہ باطل ہو جاتا ہے۔

﴿مسئلہ﴾ عورت کی محاذات مفسد سجدۂ تلاوت نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ سجدۂ تلاوت اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے تاخیر کی اجازت نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی ادا نہیں کیا جا سکتا' پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا اور اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ توبہ کرے اور ارحم الراحمین اپنے فضل سے معاف فرمائے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر دو شخص علیحدہ علیحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے جا رہے ہوں اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو نماز ہی میں سنے تو ہر شخص پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا جو نماز ہی میں ادا کرنا واجب ہے اور اگر ایک ہی آیت کو نماز ہی میں پڑھا اور اسی کو نماز سے باہر سنا تو دو سجدے واجب ہوں گے ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا سننے کے سبب سے' مگر تلاوت کے سبب سے جو سجدۂ سہو واجب ہوگا وہ نماز کا سمجھا جائے گا اور نماز ہی میں ادا کیا جائے گا' اور سننے کے سبب سے جو واجب ہوگا وہ خارج نماز کے ادا کیا جائے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر آیت سجدہ نماز میں پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا دو تین آیتوں کے بعد اور اس رکوع میں جھکتے وقت سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لی جائے تو سجدۂ سہو ادا ہو جائے گا اگر اسی طرح آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد نماز کا سجدہ کیا جائے یعنی بعد رکوع وقومہ کے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائے گا اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ جمعہ اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہیے اس لئے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔

جمعہ ❶ کے فضائل

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعے کا دن ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے' جو اس عالم میں انسان کے وجود کا سبب ہوا جو بہت بڑی نعمت ہے اور قیامت کا وقوع

❶ جلد یازدہم بہشتی گوہر ص ۶۴۔

بھی اسی دن ہوگا۔ (صحیح مسلم شریف)

(۲) امام احمد رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ شب جمعہ کا مرتبہ بعض وجوہ سے لیلتہ القدر سے بھی زیادہ ہے بعض وجوہ سے اس لئے کہ اسی شب میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا اس قدر خیر و برکت دنیا و آخرت کا سبب ہوا جس کا شمار وحساب کوئی نہیں کر سکتا۔ ❶

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو (صحیحین شریفین) علماء مختلف ہیں کہ یہ ساعت جس کا ذکر حدیث میں گزرا کس وقت ہے' شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے شرح سفر السعادت میں چالیس قول نقل کئے ہیں مگر ان سب میں دو قولوں کو ترجیح دی ہے ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے' دوسرے یہ کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے اور اس دوسرے قول کو ایک جماعت کثیر نے اختیار کیا ہے اور بہت احادیث صحیحہ اس کی موید ہیں' شیخ دہلویؒ فرماتے ہیں یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمعہ کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعہ کا دن ختم ہونے لگے تو ان کو خبر کر دے تا کہ وہ اس وقت ذکر اور دعا میں مشغول ہو جائیں (اشعتہ للمعات) (۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے اسی دن صور پھونکا جائے گا اس روز کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو کہ وہ اسی ❷ دن میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے' صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے' حالانکہ وفات کے بعد آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہوں گی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن ❸ حرام کر دیا ہے (ابوداؤد شریف) (۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے کوئی دن جمعہ سے زیادہ بزرگ نہیں اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اس میں

---

❶ اشعتہ اللمعات فارسی شرح مشکوٰۃ۔

❷ اس دن کی قید اس حدیث میں نہیں ہے۔

❸ یعنی زمین انبیاء علیہم السلام کے بدن میں کچھ تصرف نہیں کر سکتی جیسا دنیا میں تھا ویسا ہی رہتا ہے۔

دعا نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو پناہ دیتا ہے (ترمذی شریف) شاہد کا لفظ سورہ بروج میں واقع ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن کی قسم کھائی ہے۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ قسم ہے آسمان کی جو برجوں والا ہے ❶ اور قسم ہے دن موعود (قیامت) کی اور قسم ہے۔

شاہد (جمعہ) اور مشہود (عرفہ) کی (٦) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ پاک کے نزدیک سب سے بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عظمت ہے (ابن ماجہ) (٧) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے (ترمذی شریف) (٨) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی تلاوت فرمائی' ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ اگر ہم پر ایسی آیت اترتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے' ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن اتری تھی جمعہ کا دن اور عرفہ کا دن یعنی عید بنانے کی کیا حاجت اس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں (٩) نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن روشن دن ہے (مشکوٰۃ شریف) (١٠) قیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقین کو جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیج دیں گے اور یہی دن وہاں بھی ہوں گے اگر چہ وہاں رات دن نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ ان کو دن وہاں بھی ہوں گے اگر چہ وہاں رات دن نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ ان کو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرمائے گا پس جب جمعہ کا دن آئے گا اور وہ وقت ہوگا جس وقت مسلمان دنیا میں جمعہ کی نماز کے لئے نکلتے تھے ایک منادی آواز دے گا کہ اے اہل جنت مزید کے جنگل میں چلو وہ ایسا جنگل ہے کہ جس کا طول و عرض سوائے خدائے تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا' وہاں مشک کے ڈھیر ہوں گے آسمان کے برابر بلند انبیاء علیہم السلام نور کے ممبر پر بٹھلائے جائیں گے اور مومنین یاقوت کی کرسیوں پر' جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ مشک جو وہاں ڈھیر ہوگا اڑے گا' وہ ہوا اس مشک کو ان کے

❶ یعنی بڑے بڑے ستاروں والا برجوں کے یہاں یہ معنی ہیں ١٢

کپڑوں میں لے جائے گی اور منہ میں اور بالوں میں لگائے وہ ہوا اس مشک کے لگانے کا طریقہ اس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہے جس کو تمام دنیا کی خوشبوئیں دی جائیں پھر حق تعالیٰ حاملان عرش کو حکم دے گا کہ عرش کو ان لوگوں کے درمیان لے جا کر رکھو پھر ان لوگوں کو خطاب کر کے فرمائے گا کہ اے میرے بندو جو غیب پر ایمان لائے ہو حالانکہ مجھ کو دیکھا نہ تھا اور میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی اب کچھ مجھ سے مانگو یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنے کا ہے' سب لوگ ایک زبان ہو کر کہیں گے کہ اے پروردگار ہم تجھ سے خوش ہیں تو بھی ہم سے راضی ہو جا۔

حق تعالیٰ فرمائے گا: کہ اے اہل جنت! اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تم کو اپنی بہشت میں نہ رکھتا اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہے تب سب لوگ متفق اللسان ہو کر عرض کریں گے کہ اے پروردگار! ہم کو اپنا جمال دکھا دے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں پس حق سبحانہ تعالیٰ پردے اٹھا دے گا' اور ان لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا اور اپنے جمال جہاں آراء سے ان کو گھیر لے گا اگر اہل جنت کے لئے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائیں تو بیشک وہ اس نور کی تاب نہ لا سکیں اور جل جائیں پھر ان سے فرمائے گا کہ اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ اور ان لوگوں کا حسن و جمال حقیقی اثر سے دوگنا ہو گیا ہوگا' یہ لوگ اپنی بیویوں کے پاس آئیں گے نہ بیویاں ان کو دیکھیں گی نہ یہ بیویوں کو' تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو ان کو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جائے گا تب یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے ان کی بیویاں کہیں گی کہ جاتے وقت جیسی صورت تمہاری تھی وہ اب نہیں یعنی ہزارہا درجہ اس سے اچھی ہے یہ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں یہ اس سبب سے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (شرح سفر السعادت)

دیکھئے جمعہ کے دن کتنی بڑی نعمت ملی (۱۱) ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کی جاتی ہے مگر جمعہ کی برکت سے جمعہ کے دن نہیں تیز کی جاتی (احیاء العلوم) (۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعہ کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید مقرر فرمایا ہے پس اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کو اس دن لازم کر لو۔ (ابن ماجہ)

نماز جمعہ ❶ کی فضیلت اور تاکید

نماز جمعہ فرض عین ہے قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اعظم شعائر اسلام سے ہے منکر اس کا کافر اور بے عذر اس کا تارک فاسق ہے۔

(۱) قولہ تعالیٰ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (الجمعة)

یعنی اے ایمان والو جب نماز جمعہ کے لئے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ ❷

ذکر سے مراد اس آیت میں نماز جمعہ اور اس کا خطبہ ہے دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام سے جانا ہے (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل اور طہارت بقدر امکان کرے اس کے بعد اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوشبو کا استعمال کرے اس کے بعد نماز کے لئے چلے اور جب مسجد میں آئے اور کسی آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر نہ بیٹھے پھر جس قدر نوافل اس کی قسمت میں ہوں پڑھے' پھر جب امام خطبہ ❸ پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گذشتہ جمعہ سے اس وقت تک کے گناہ معاف ہو جائیں گے (صحیح بخاری شریف) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد میں پا پیادہ جائے سوار ہو کر نہ جائے سوار ہو کر نہ جائے پھر خطبہ سنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اس کو ہر قدم کے عوض میں ایک سال کامل کی عبادت کا ثواب ملے گا ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا۔ (ترمذی)

(۴) ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

---

❶ جلد یازدہم ص ۷۷

❷ یہ کلمہ ترغیب کے لئے ہے کہ تم مسلمان تو جاننے والے ہو جاننے والوں کو اس کے خلاف نہ کرنا چاہئے۔

❸ دوسری حدیث میں ہے کہ جس وقت امام منبر پر آ کر بیٹھ جائے اس وقت سے نماز پڑھنا اور کلام کرنا جائز ہے یہی امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب ہے ۱۲

فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہیں ورنہ خدا تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا پھر وہ سخت غفلت میں پڑ جائیں گے (صحیح مسلم) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے (ترمذی) اور ایک روایت میں ہے کہ خداوند عالم اس سے بیزار ہو جاتا ہے۔ (۶) طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر غلام یعنی جو قاعدہ شرع کے موافق مملوک ہو' عورت' نابالغ لڑکا اور بیمار پر واجب نہیں (ابوداود شریف) (۷) ابن عمر اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جمعہ کے حق میں فرمایا کہ میرا مصمم ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہ امام کر دوں اور خود ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں تو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے۔ (صحیح مسلم)

اسی مضمون کی حدیث ترک جماعت کے حق میں بھی وارد ہوئی ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

(۸) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بے ضرورت جمعہ کی نماز ترک کر دیتا ہے وہ منافق لکھ دیا جاتا ہے ایسی کتاب میں جو تغیر و تبدل سے بالکل محفوظ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

یعنی اس کے نفاق کا حکم ہمیشہ رہے گا ہاں اگر توبہ کرے یا ارحم الراحمین محض اپنی عنایت سے معاف فرما دے تو وہ دوسری بات ہے۔

(۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھنا ضروری ہے' سوائے مریض' مسافر' عورت' لڑکے اور غلام کے پس اگر کوئی شخص لغو کام یا تجارت میں مشغول ہو جائے تو خداوند عالم بھی اس سے اعراض فرماتے ہیں اور وہ بے نیاز و محمود ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

یعنی اس کو کسی عبادت کی پرواہ نہیں نہ اس کو کچھ فائدہ ہے اس کی ذات بہمہ صفت موصوف ہے کوئی اس کی حمد و ثنا کرے یا نہ کرے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں

نے فرمایا جس شخص نے پے در پے کئی جمعے ترک کر دیئے پس اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔ (اشعۃ اللمعات)

(۱۱) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا اور جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہوتا تھا اس کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ انہوں ن ے جواب دیا کہ وہ دوزخ میں ہے پھر وہ شخص ایک مہینہ تک برابر ان سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے (احیاء العلوم)

ان احادیث سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نماز جمعہ کی سخت تاکید شریعت میں ہے اور اس کے تارک پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں کیا اب بھی کوئی شخص بعد دعویٰ اسلام کے اس فرض کے ترک کرنے کی جرات کرسکتا ہے۔

نماز جمعہ ❶ پڑھنے کا طریقہ

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خطبہ کی اذان ہونے سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے یہ سنتیں مؤکدہ ہیں، پھر خطبہ کے بعد دو رکعت فرض امام کے ساتھ جمعہ کی پڑھے چار رکعت سنت پڑھے یہ سنتیں بھی مؤکدہ ہیں پھر دو رکعت سنت پڑھے یہ دو رکعت بھی بعض حضرات کے نزدیک مؤکدہ ہیں۔

نماز جمعہ ❷ کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مقیم ہونا پس مسافر پر جمعہ واجب نہیں (۲) صحیح ہونا پس مریض پر نماز جمعہ واجب نہیں، جو مرض جامع مسجد تک پاپیادہ جانے سے مانع ہو اسی مرض کا اعتبار ہے، بڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہو گیا ہو کہ مسجد تک نہ جا سکے یا نابینا ہو یہ سب لوگ مریض سمجھے جائیں گے اور نماز جمعہ ان پر واجب نہ ہوگی۔

---

❶ حصہ یازدہم ص ۷۹

❷ حصہ یازدہم ص ۷۹

(۳) آزاد ہونا غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں (۴) مرد ہونا عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں (۵) جماعت کے ترک کرنے کے لئے جو عذر اوپر بیان ہو چکے ہیں ان سے خالی ہونا اگر ان عذروں سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہ ہوگی۔ ﴿مثال ا﴾ پانی بہت زور سے برستا ہو (۲) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو (۳) مسجد جانے میں کسی دشمن کا خوف ہو (۴) اور نمازوں کے واجب ہونے کی جو شرطیں اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں وہ بھی اس میں معتبر ہیں یعنی عاقل ہونا بالغ ہونا مسلمان ہونا یہ شرطیں جو بیان ہوئیں نماز جمعہ کے واجب ہونے کی تھیں، اگر کوئی شخص ان شرطوں کے نہ پائے جانے کے باوجود نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی، یعنی ظہر کا فرض اس کے ذمہ سے اتر جائے گا، مثلاً کوئی مسافر یا کوئی عورت نماز جمعہ پڑھے۔

جمعہ ❶ کی نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مصر یعنی شہر یا قصبہ، پس گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں، البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے (۲) ظہر کا وقت پس ظہر کے وقت سے پہلے اور اس کے نکل جانے کے بعد نماز جمعہ درست نہیں حتیٰ کہ اگر نماز جمعہ پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ قعدہ اخیرہ بقدر تشہد کے ہو چکا ہو اسی وجہ سے نماز کی قضا نہیں پڑھی جاتی۔

(۳) خطبہ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا خواہ صرف سبحان اللہ یا الحمدللہ کہہ دیا جائے اگرچہ صرف اسی قدر پر اکتفاء کرنا بوجہ مخالفت سنت کے مکروہ ہے (۴) خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا، اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی (۵) خطبہ کا وقت ظہر کے اندر ہونا پس وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی (٦) جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبہ سے سجدہ رکعت اولیٰ تک موجود رہنا گو وہ تین آدمی جو خطبہ کے وقت تھے، اور ہوں اور نماز کے وقت اور مگر شرط یہ ہے کہ یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کر سکیں پس اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز ہوگی (۷) اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں

❶ حصہ یازدہم ص ۳۷۔

اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی' ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں (۸) عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار نماز جمعہ کا پڑھنا' پس کسی خاص مقام میں چھپ کر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں اگر کہیں ایسے مقام میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جمعہ کو مسجد کے دروازے بند کر لئے جائیں تو نماز جمعہ نہ ہوگی' یہ شرائط جو نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی بیان ہوئیں اگر کوئی شخص باجود نہ پائے جانے ان شرائط کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی' نماز ظہر پھر اس کو پڑھنا پڑے گی اور چونکہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے لہذا ایسی حالت میں نماز جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

نماز جمعہ [1] کے مسائل

﴿مسئلہ﴾ بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز بھی پڑھائے اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے۔

﴿مسئلہ﴾ خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا مسنون ہے' خطبہ اور نماز کے درمیان میں کوئی دنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر درمیان میں فصل زیادہ ہو جائے تو اس کے بعد خطبہ کے اعادہ کی ضرورت ہے ہاں کوئی دینی کام ہو مثلاً کسی کو کوئی شرعی مسئلہ بتائے یا وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبہ کے معلوم ہو کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہیں نہ خطبہ کے اعادہ کی ضرورت ہے۔﴿مسئلہ﴾ نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے نویت ان اصلی رکعتی الفرض صلوة الجمعة یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نماز جمعہ پڑھوں۔﴿مسئلہ﴾ بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں اگر چہ ایک مقام کی متعدد مسجدوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے۔﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی مسبوق قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدۂ سہو کے بعد آ کر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعہ کی نماز تمام کرنا چاہئے ظہر پڑھنے

---

[1] حصہ یازدہم بہشتی گوہر ص ۸۳

کی ضرورت نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ بعض لوگ جمعہ کے بعد ظہر احتیاطی پڑھا کرتے ہیں چونکہ عوام کا اعتقاد اس سے بہت بگڑ گیا ہے' ان کو مطلقاً منع کرنا چاہئے' البتہ اگر کوئی ذی علم موقع شبہ میں پڑھنا چاہے تو اپنے پڑھنے کی کسی کو اطلاع نہ کرے۔

خطبہ جمعہ ❶ کے مسائل

﴿مسئلہ﴾ جب سب لوگ جماعت میں آ جائیں تو امام کو چاہئے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن اس کے سامنے کھڑا ہو کر اذان کہے اذان کے بعد فوراً امام کھڑا ہو کر خطبہ شروع کر دے۔ ﴿مسئلہ﴾ خطبہ میں بارہ چیزیں مسنون ہیں (۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا (۲) دو خطبے پڑھنا (۳) دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں (۴) دونوں حدثوں سے پاک ہونا (۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا (۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** کہنا (۷) خطبہ میں ان آٹھ قسم کے مضامین کا ہونا' اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی تعریف' خداوند عالم کی وحدت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت' نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وعظ و نصیحت' قرآن مجید کی آیتوں کا یا کسی اور سورت کا پڑھنا' دوسرے خطبہ میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا' دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لئے دعا کرنا یہ آٹھ قسم کے مضامین کی فہرست تھی' آگے بقیہ فہرست ان امور کی ہے جو حالت خطبہ میں مسنون ہیں (۹) خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا (۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دے کر کھڑا ہونا اور منبر کے ہوتے ہوئے کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول نہیں (۱۱) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا' اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بعض عوام کا دستور ہے' خلاف سنت مؤکدہ اور مکروہ تحریمی ہے (امداد الفتاوی) (۲) خطبہ سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا' دوسرے

❶ حصہ یازدہم ص ۸۱

خطبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل واصحاب وازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ وعباس رضی اللہ عنہم کے لئے دعا کرنا مستحب ہے بادشاہ اسلام کے لئے بھی دعا کرنا جائز ہے مگر اس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے۔

﴿مسئلہ﴾ جب امام خطبہ کے لئے اٹھ کھڑا ہو اس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے' ہاں قضا نماز کا پڑھنا صاحب ترتیب کے لئے اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کر دے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔

﴿مسئلہ﴾ جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دور اور کوئی ایسا فعل کرنا جو خطبہ کا سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا' بات چیت کرنا' چلنا پھرنا' سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالت نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت ممنوع ہے' ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتا دے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر سنت' نفل پڑھتے میں خطبہ شروع ہو جائے تو راجح یہ ہے کہ سنت مؤکدہ تو پوری کر لے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر دے۔

﴿مسئلہ﴾ دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے ہاں بے ہاتھ اٹھائے ہوئے اگر دل میں دعا مانگی جائے تو جائز ہے بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ کہے نہ آہستہ نہ زور سے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں' رمضان کے اخیر جمعہ کے خطبہ میں وداع وفراق کے مضامین پڑھنا بوجہ اس کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں نہ کتب فقہ میں کہیں اس کا پتہ ہے اور اس پر مداومت کرنے سے عوام کو اس کے ضروری ہونے کا خیال ہوتا ہے اس لئے بدعت ہے۔ ﴿تنبیہ﴾ ہمارے زمانہ میں اس خطبہ پر ایسا التزام ہو رہا ہے کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو وہ مورد طعن ہوتا ہے اور اس خطبے کے سننے میں اہتمام بھی زیادہ کیا جاتا ہے (روح الاخوان)۔ ﴿مسئلہ﴾ خطبہ کا کسی کتاب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

﴿مسئلہ﴾ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک اگر خطبہ میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔

جمعہ کا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلِّي الذَّاتِ عَظِيْمِ الصِّفَاتِ سَمِّيّ السَّمَّاتِ كَبِيْرِ الشَّانِ جَلِيْلِ الْقَدْرِ رَفِيْعِ الذِّكْرِ مُطَاعِ الْاَمْرِ جَلِّي الْبُرْهَانِ فَخِيْمِ الْاِثْمِ عَزِيْزِ الْعِلْمِ وَسِيْعِ الْحِلْمِ كَثِيْرِ الْغُفْرَانِ، جَمِيْلِ الثَّنَاءِ جَزِيْلِ الْعَطَاءِ مُجِيْبِ الدُّعَاءِ عَمِيْمِ الْاِحْسَانِ سَرِيْعُ الْحِسَابِ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اَلِيْمِ الْعَذَابِ عَزِيْزِ السُّلْطَانِ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ فِي الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ الْمَبْعُوْثُ اِلَى الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ اَلْمَنْعُوْتُ بِشَرْحِ الصَّدْرِ وَرَفْعِ الذِّكْرِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ هُمْ خُلَاصَةُ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ وَخَيْرُ الْخَلَائِقِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ ط

اَمَّا بَعْدُ، فَيَآاَيُّهَا النَّاسُ وَحِّدُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّوْحِيْدَ رَاْسُ الطَّاعَاتِ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ فَاِنَّ التَّقْوٰى مِلَاكُ الْحَسَنَاتِ ط وَعَلَيْكُمْ بِالسُّنَةِ فَاِنَّ السُّنَّةَ تَهْدِىْ اِلَى الْاِطَاعَةِ وَمَنْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى، وَاِيَّاكُمْ وَالْبِدْعَةَ فَاِنَّ الْبِدْعَةَ تَهْدِىْ اِلَى الْمَعْصِيَةِ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰى وَعَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يُنْجِىْ وَالْكِذْبَ يُهْلِكُ ط وَعَلَيْكُمْ بِالْاِحْسَانِ ط فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ وَلَا تُحِبُّوا الدُّنْيَا فَتَكُوْنُوْا مِنَ الْخَاسِرِيْنَo اَلَا وَاِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَتَوَكَّلُوْا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَo فَادْعُوْهُ فَاِنَّ رَبَّكُمْ مُجِيْبُ الدَّاعِيْنَo وَاسْتَغْفِرُوْهُ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَo اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِىْ سَيَدْ خُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَo بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْقُرْاٰنِ

الْعَظِيْمِo وَنَفَعَنَا وَاِيَّاكُمْ بِالْاٰيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِo اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَآئِرِ الْمُسْلِمِيْنَo فَاسْتَغْفِرُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمِo

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًاo قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَo الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًاo مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًاo وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا و مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًاo اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًاo مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ز۔ سِيْمَا هُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًاo

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّلَهُمْ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌo يٰٓ اَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًاo اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ٥ فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ ٥ اُذْكُرُوا اللّٰهَ الْعَلِيَّ الْعَظِيْمَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوْلٰى وَاَعَزُّوَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ۔

عیدین ❶ کی نماز کا بیان

﴿مسئلہ﴾ شوال کے مہینہ کی پہلی تاریخ کو عیدالفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دوسویں تاریخ کو عیدالاضحیٰ یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں' ان دونوں دنوں میں دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے جمعہ کی نماز کی صحت وجوب کے لئے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکے ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں سوائے خطبہ کے کہ جمعہ کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور عیدین کی نماز میں شرط یعنی فرض نہیں ہے سنت ہے اور پیچھے پڑھا جاتا ہے مگر عیدین کے خطبے کا سننا بھی مثل جمعہ کے خطبہ کے واجب ہے یعنی اس وقت بولنا چالنا نماز پڑھنا سب حرام ہے۔

عیدین کی سنتیں

عیدالفطر کے دن تیرہ چیزیں مسنون ہیں شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا' غسل کرنا' مسواک کرنا' عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا جو پاس موجود ہوں' خوشبو لگانا' صبح سویرے اٹھنا عیدگاہ میں بہت سویرے جانا' عیدگاہ جانے کے قبل صدقہ فطر دینا' عیدگاہ جانے سے قبل کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا' عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا' یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا' جس راستے سے جائے اس راستے کے سوائے دوسرے راستہ سے واپس آنا پیادہ پا جانا اور راستے میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔﴿مسئلہ﴾ عید فطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت

❶ جلد یازدہم ص ۸۴

کرے نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الْوَاجِبِ صَلٰوةَ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَكْبِيْرَاتٍ وَاجِبَةٍ یعنی میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں یہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللھم آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور تکبیر کے بعد ہاتھ لٹکا دے ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر توقف کرلے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکاوے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر حسب دستور رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو اور اس دوسری رکعت میں پہلے سورت فاتحہ اور سورت پڑھ لے اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز کے بعد دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعہ خطبہ میں بیٹھتا ہے۔

﴿مسئلہ﴾ نماز عیدین کے بعد (یا خطبہ کے بعد) دعا مانگنا گو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعینؒ سے منقول نہیں مگر چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لئے نماز عیدین کے بعد بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا (ق)

﴿مسئلہ﴾ عیدین کے خطبہ میں پہلے تکبیر سے ابتداء کرے' اول خطبہ میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے دوسرے میں سات مرتبہ۔

﴿مسئلہ﴾ عیدالاضحیٰ کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عیدالفطر میں ہیں فرق اس قدر ہے کہ عیدالاضحیٰ کی نیت میں بجائے عیدالفطر کے عیدالاضحیٰ کا لفظ داخل کرے' عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی کھانا مسنون ہے یہاں نہیں اور عیدالفطر میں راستہ میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے اور عیدالفطر کی نماز دیر کر کے پڑھنا مسنون ہے اور عیدالاضحیٰ کو سویرے اور یہاں صدقہ فطر نہیں بلکہ بعد میں قربانی ہے اہل وسعت پر' اور اذان واقامت نہ یہاں ہے' نہ وہاں۔

﴿مسئلہ﴾ جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اس دن اور کوئی نماز ❶ پڑھنا مکروہ

---

❶ یہاں نماز سے مراد نفل ہے ۱۲

ہے نماز سے پہلے بھی اور پیچھے بھی' ہاں نماز کے بعد گھر میں آ کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور نماز کے قبل یہ بھی مکروہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں ان کو نماز عید کے قبل کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ عیدالفطر کے خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام اور عیدالاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہئے تکبیر تشریق یعنی ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہنا واجب ہے بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ مقام شہر ہو' یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائے گی لیکن اگر منفرد اور عورت اور مسافر بھی کہہ لے تو بہتر ہے کہ صاحبینؒ کے نزدیک ان سب پر واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ یہ تکبیر عرفے یعنی نویں تاریخ کو فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہنا واجب ہے سب تیئس نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے' ہاں عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے۔

﴿مسئلہ﴾ عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مساجد میں جائز ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا اس لئے کہ جماعت اس میں شرط ہے' اسی طرح اگر کوئی شخص شریک جماعت ہوا ہو اور کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہوگئی ہو تو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عیدالفطر کی نماز دوسرے دن اور عیدالاضحیٰ کی بارھویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ عیدالاضحیٰ کی نماز میں بے عذر بھی بارہویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جائیگی مگر مکروہ ہے اور عیدالفطر میں بے عذر تاخیر کرنے سے بالکل نماز ہی

نہیں ہوگی' عذر کی مثال (۱) کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے نہ آیا ہو (۲) پانی برس رہا ہو (۳) چاند کی تاریخ محقق نہ ہوا اور زوال کے بعد جب وقت جاتا رہے محقق ہو جائے (۴) ابر کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور ابر کھل جانے کے بعد معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آ کر شریک ہوا کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو تو اگر قیام میں آ کر شریک ہوا ہو تو فوراً نیت باندھنے کے بعد تکبیریں کہہ لے' اگر امام قرأت کر چکا ہو اور رکوع میں آ کر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے' اس کے بعد رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور رکوع کی حالت میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے' مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر قبل اس کے کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اٹھالے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی وہ اس سے معاف ہیں۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کر لے اس کے بعد تکبیر کہے اگر چہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہئے تھا' لیکن چونکہ اس طریقہ سے دونوں رکعتوں میں تکبیریں پے در پے ہوئی جاتی ہیں اور یہ کسی صحابی کا مذہب نہیں اس لئے اس کے خلاف حکم دیا گیا' اگر امام تکبیر بھول جائے تو رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہئے کہ رکوع کی حالت میں تکبیر کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن ہر حال میں بوجہ کثرت اژدہام کے سجدۂ سہو نہ کرے۔

خطبہ عید الفطر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الْمُنْعِمِ الْمُحْسِنِ الدَّیَّانِ ذِی الْفَضْلِ وَالْجُوْدِ وَالْاِحْسَانِ ط ذِی الْکَرَمِ وَالْمَغْفِرَۃِ وَالْاِ مْتِنَانِ' اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ

اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُط وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدً اعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ الَّذِیْ اُرْسِلَ حِيْنَ شَاعَ الْكُفْرُ فِي الْبُلْدَانِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَالَمَعَ الْقَمَرَانِ وَتَعَاقَبَ الْمَلْوَانِط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُط

اَمَّا بَعْد! فَاعْلَمُوْا اَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ فِيْهِ عَوَائِدُ الْاِحْسَانِ وَرِجَآءُ نَيْلِ الدَّرَجَاتِ وَالْعَفْوِ والْغُفْرَانِط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُط وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُط وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَ اكَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ يَعْنِیْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ بَاهٰى بِهِمْ مَلٰٓئِكَتَهٗ فَقَالَ يَا مَلَائِكَتِیْ مَا جَزَآءُ اَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهٗ قَالُوْا رَبَّنَا جَزَآءُهٗ اَنْ يُّوَفّٰى اَجْرُهٗ قَالَ مَلَائِكَتِیْ عَبِيْدِیْ وَاِمَائِیْ قَضَوْا فَرِيْضَتِیْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يفجُّوْنَ اِلَى الدُّعَآءِ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَكَرَمِیْ وَعُلُوِّیْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِیْ لَاُجِيْبَنَّهُمْ فَيَقُوْلَ ارْجِعُوْا قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ وَبَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ قَالَ فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَّهُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُط وَهٰذَا الَّذِیْ ذُكِرَ فِیْ ذٰلِكَ الْيُوْمِ كَانَ فَضْلُهٗ وَاَمَّا اَحْكَامُهٗ مَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَالصَّلٰوةِ وَالْخُطْبَةِ قَدْ كَتَبْنَا هَا فِي الْخُطْبَةِ الَّتِیْ فِی نَعَم بَقِيْتَ الْمَسْئَلَتَان فَنَذْكُرُهُمَا الْاٰنَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

اَلْاُوْلٰى قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ۔

اَلثَّانِيَةُ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُبَيْنَ اَضْعَافِ الْخُطْبَةِ يُكْثِرُ

اَلتَّكْبِيْرُ فِيْ خُطْبَةِ الْعِيْدَيْنِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰیo وَ ذَكَرَاسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰیo

خطبة الثانية

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَمَّلَ الْعِيْدَ بِالسُّرُوْرِوَاَلْزَمَ عِبَادَهٗ شُكْرَهٗ وَكَمَّلَهٗ بِضِيَافَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَرَّمَ صَوْمَهٗ وَ اَوْجَبَ فِطْرَهٗ وَضَاعَفَ فِيْهِ مَوَاهِبَ الْاِنْعَامِ عَلَى الْعَالَمِيْنَ۔

وَاَشْهَدُاَنَّ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُفِيْضُ الْاِحْسَانِ وَالنِّعَمِ وَاَشْهَدُاَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى صَلّٰى عَلٰى نَبِيِّهٖ قَدِيْمًا، فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَحَبِيْبِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَعَنَّا اَجْمَعِيْنَ۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ وَاَشَدُّهُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِیٌّ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَفَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَحَمْزَةُ اَسَدُاللّٰهِ وَاَسَدُ رَسُوْلِهٖ۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً لَّا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرضًا مِنْ بَعْدِیْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ

وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِی اَبْغَضَهُمْ۔

اَللّٰهُمَّ اَجْعَلْ بِفَضْلِكَ هٰذَ الْبَلَدَ اٰمِناً مُطْمَئِناً وَارْفَعْ اَللّٰهُمَّ مَقْتَكَ وَغَضْبَكَ عَنَّا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا ووَفِّقْنَا وَاُمَرَاءَ نَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَالْعَمَلِ والنِّيَّةِ وَ الْهُدٰی اِنَّك عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْر۔

اَللّٰهُمَّ اَجْعَلْ مَمْلِكَةَ بَاكِسْتَانَ بَاقِيَةً قَائِمَةً عَلٰى سُنَنِ الْمُصْطَفٰى وَشَعَائِرِالْاِسْلَامِ وَاحْفَظْهَا مِنَ الشُّرُوْرِ وَالْفِتَنِ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ بِمَاشِئْتَ وَكَيْفَ شِئْتَ وَمِنْ حَيْثُ شِئْتَ وَمِنْ اَيْنَ شِئْتَ فَاِنَّهٗ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ وَلَا مَلْجَاً مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ عِبَادَ اللّٰه رَحِمَكُمُ اللّٰه اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

خطبہ عید الاضحیٰ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُط وَلِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ لِكُلِّ اُمَّةٍ مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوْااسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مارَزَقَهُمْ مِنْم بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ط وَعَلَّمَ التَّوْحِيْدَ وَاَمَرَ بِالْاِسْلَامَ ط وَنَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ فِی الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ الَّذِیْ هَدٰنَا اِلَی دَارِ السَّلَامِط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ قَامُوْا بِاِقَامَةِ الْاَحْكَامِ ط وَبَذَلُوْا اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَالَهُمْ مِنْ كِرَامٍ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُط اَمَّا بَعْدُ! فَاعْلَمُوْا اَنَّ يَوْمَكُمْ هٰذَا يَوْمَ عِيْدٍ شَرَعَ لَكُمْ فِيْهِ مَعَ اَعْمَالٍ اُخَرَقَدْ سَبَقَتْ فِیْ الْخُطْبَةِ قَبْلَ هٰذَا الْعَشَرِذَبْحُ الْاُضْحِيَّةِ بِالْاِ خْلَاصِ وَصِدْقِ النِّيَّةِ وَبَيَّنَ نَبِيُّهٗ وَصَفِيُّهٗ صَلّٰى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجُوْبَهَا وَفَضَائِلَهَا وَدَوَّنَ عُلَمَآءُ اُمَّتِهٖ مِنْ سُنَّتِهٖ فِیْ كُتُبِ الْفِقْهِ مَسَائِلَهَا ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط فَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَامَ وَالسَّلَامُ مَاعَمِلَ اِبْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلِ الْيَوْمِ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِحْرَاقِ الدَّامِ وَاِنَّه لَيَاتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاهٰذِهِ الْاَضَاحِیّ، قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَالَنَا فِيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ، قَالُوْا فَالصُّوفُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامُ مَنْ وَّجَدَسَعَةً لِاَنْ يُّضْحِیَ فَلَمْ يُضْحّٰی فَلَا يَحْضُرُ مُصَلَّانَا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط

وَقَالَ اِبْنُ عُمَرَ الْاُضَاحِیُّ يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْاُضْحٰی وَ عَنْ عَلِیٍّ مِّثْلَهٗ وَهٰذَا بَعْضٌ مِنَ الْفَضَائِلِ وَتَعَلَّمُوْا مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمَسَائِلَ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، لَنْ يَّنَالَ اللّٰهُ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَائُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْكُمْ كَذَالِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَاهَدَاكُمْ، وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ

بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهِ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا، اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ اَحْسَنُ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِى النَّارِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ٥ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِهَآ وَعَافِيَةِ الْاَبْدَانِ وَشِفَآئِهَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَضِيَآئِهَا وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَارْضِ اَللّٰهُمَّ عَمَّنْ هُوَ اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَآءِ بِالتَّحْقِيْقِ رَفِيْقُهٗ فِى الْغَارِ وَاَنِيْسُهٗ اَبُوْبَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔ وَعَنِ النَّاطِقِ بِالصِّدْقِ وَالصَّوَابِ الْفَارِقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ الْاَوَّاهُ الْاَوَّابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْ كَامِلِ الْحَيَآءِ وَالْاِيْمَانِ جَامِعِ اٰيَاتِ الْقُرْاٰنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْ اِمَامِ الْمَشَارِقِ وَ الْمَغَارِبِ اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنِ السَّعِيْدَيْنِ الشَّهِيْدَيْنَ سَيِّدَىْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَ اُمِّهِمَا بَتُوْلِ الزُّهْرَآءِ بِضْعَةِ جَسَدِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ الْعَزِيْزَةِ الْغَرَّآءِ سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا وَ عَنْ عَمَّيْهِ الْمُكَرَّمَيْنَ اَبِىْ عَمَّارَةَ سَيِّدِنَا حَمْزَةَ و اَبِى الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَنِ السِّتَّةِ الْبَاقِيَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَعَنْ سَآئِرِ الصَّحَابَةِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَ اَتْبَاعِهِمْ وَ تَابِعِيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ٥ رَبَّنَا وَلَا تَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ٥ اَللّٰهُمَّ انْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا

مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُo عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَيَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَo اُذْكُرُوا اللّٰهَ الْعَلِیَّ الْعَظِيْمَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّوَاَجَلُّ وَاَتَمُّ وَاَهَمُّ وَاَعْظَمُ وَاَكْبَرُ۔

نمازعید ❶ کی کوتاہیاں

اس میں بھی لوگوں سے چند کوتاہیاں ہوتی ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ بعض لوگ اس نماز کا طریقہ ہی نہیں جانتے اور غضب یہ کہ اتنی توفیق بھی نہیں ہوتی کہ آٹھ دس دن پہلے یاد ہی کرلیں اس سے زیادہ اور کیا بے پرواہی ہوگی؟

(۲) ایک یہ کہ اکثر جگہ یہ نماز بہت ہی دیر میں پڑھتے ہیں حالانکہ صریح سنت اس کے خلاف آتی ہے۔

(۳) ایک یہ کہ بہت جگہ امام اور خطیب جاہل ہیں جو اپنے آبائی استحقاق کی بناء پر نماز پڑھاتے آتے ہیں جن میں اکثر تو ایسے جاہل ہوتے ہیں کہ خطبہ اور سورت تک صحیح نہیں پڑھ سکتے اور اگر نماز میں کوئی سانحہ پیش آجائے جس میں مسائل جاننے کی ضرورت ہو تو کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ امامت انہوں نے اختیار تو کی تھی اپنی بڑائی کے لئے لیکن اس جہل کی بدولت ان کی اس قدر فضیحتی اور رسوائی ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ اور اگر اس درجہ کے جاہل نہ ہوتے تب بھی ریاء کے مدعی' متفاخر اور متصنع کے پیچھے نماز پڑھنے کو خود فقہاء نے مکروہ کہا ہے۔

اس کے انسداد کا سہل طریقہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ اہل حل وعقد یعنی بستی کے عمائد اس امام کو معزول کر کے کسی اہل کو امام مقرر کریں اور آئندہ اس رسم کو موقوف کریں کہ امام کا بیٹا ہی امام ہو بلکہ اس کی وفات کے بعد پھر۔ جو سب سے زیادہ اہل ہو اس کو امام مقرر کریں۔

❶ حصہ یازدہم بہشتی گوہر ص۹۱۔

(۴) ایک کوتاہی یہ ہے کہ بعضے بزعم خود مقتدا ہیں، مستقل متبوع بننے کی غرض سے عید گاہ کو چھوڑ کر اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں، جس مسجد کی یہ فضیلت ہو کہ وہاں ایک نماز پچاس ہزار نماز کے برابر ہو (یعنی مسجد نبوی) جناب رسول مقبول ﷺ اس کو تو چھوڑ کر عمر بھر عید گاہ تشریف لے جائیں جس سے یہ بھی مستنبط ہوا کہ وہ تضاعف مکتوبات کے ساتھ خاص ہے اور مشتے چند مدعی اپنی مسجد کو عید گاہ پر ترجیح دیں، البتہ معذورین کے لئے اگر کسی شخص کو شہر میں نماز پڑھانے کے لئے چھوڑ دیں تو مضائقہ نہیں مگر مقتدا لوگ خود نہ رہیں اپنے کسی متعلق قابل امامت کو چھوڑ دیں یا یہ کہ اتفاقاً کوئی عذر خود مقتدا کو یا عام لوگوں کو پیش آجائے تو دوسری بات ہے چنانچہ ایک بار خود حضور ﷺ نے بارش کے عذر کی وجہ سے مسجد میں نماز ادا فرمائی۔

(۵) ایک کوتاہی یہ ہے کہ بہت لوگ عید گاہ میں غیر مشروع لباس پہن کر یا اپنے بچوں کو پہنا کر جاتے ہیں اور لے جاتے ہیں حالانکہ ایسے لباس سے فی نفسہٖ حرام ہونے کے علاوہ نماز کا قبول نہ ہونا بھی وارد ہے۔

(۶) ایک کوتاہی یہ ہے کہ صفیں نہایت بے ترتیب ہوتی ہیں صفوں کے استواء (یعنی برابر کرنے) کی سخت تاکید آئی ہے۔

(۷) ایک کوتاہی یہ ہے کہ خطبہ سننے کو بالکل فضول سمجھتے ہیں اگر سب حاضرین ایسا ہی کریں تو خطیب خطبہ کس کے سامنے پڑھے گا؟ اور بعضے بیٹھتے تو ہیں مگر باتیں کرتے رہتے ہیں یہ اور بھی گناہ ہے اور عید کے متعلق بعضے منکرات ''اصلاح الرسوم'' میں بھی مذکور ہوئے ہیں۔

زندگی اور موت [1] کا شرعی دستور العمل

نزع کے وقت سورۂ یٰسٓ شریف پڑھو اور موت کے قریب داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹا دینا مسنون ہے جب کہ مریض کو تکلیف نہ ہو ورنہ اس کے حال پر چھوڑ دو اور چت لٹانا بھی جائز ہے

[1] بہشتی زیور جلد ۲ ص ۷۷۔

کہ پاؤں قبلہ کی طرف ہوں اور سر کسی قدر اونچا کر دیا جائے اور پاس بیٹھنے والے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کسی قدر بلند آواز سے پڑھتے رہیں' میت کو کلمہ پڑھنے کے لئے نہ کہیں کبھی وہ ضد میں آ کر منع کر دے' مرنے پر ایک چوڑی پٹی لے کر اور ٹھوڑی کے نیچے کو نکال کر سر پر لا کر گرہ دے دو اور آنکھیں بند کر دو اور پیروں کے انگوٹھے ملا کر دھجی سے باندھ دو اور ہاتھ داہنے بائیں رکھو سینے پر نہ رہیں اور لوگوں کو مرنے کی خبر دو۔ اور دفن میں بہت جلدی کرو' سب سے پہلے قبر کا بندوبست کرو اور کفن دفن کے لئے سامان ذیل کی فراہمی کر لو جس کو اپنے اپنے موقعہ پر صرف کرو' تفصیل اس کی یہ ہے گھڑے دو عدد (اگر گھر میں برتن موجود ہوں تو کورے کی حاجت نہیں) لوٹا' (اگر موجود ہو تو حاجت نہیں) تختہ غسل کا اکثر مساجدین میں رہتا ہے۔ لوبان ایک تولہ روئی آدھی چھٹانک' گل خیرو ایک چھٹانک' کافور چھ ماشہ' تختے یا لکڑی برائے پٹاؤ بقدر پیمائش قبر' بوریا ایک عدد بقدر قبر' کفن جس کی ترکیب مرد کے لئے یہ ہے کہ مردے کے قد کے برابر ایک لکڑی لو ❶ اور اس میں ایک نشان کندھے کے مقابل لگا لو اور ایک تاگہ سینے کے مقابل رکھ کر جسم کی گولائی میں نکالو کہ دونوں سرے اس تاگے کے دونوں طرف کی پسلیوں پر پہنچ جائیں اور اس کو وہاں سے توڑ کر رکھ لو' پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض اسی تاگے کے برابر یا قریب برابر کے ہو' اگر عرض اس قدر نہ ہو تو اس میں جوڑ لگا کر پورا کر لو اور اس لکڑی کے برابر ایک چادر پھاڑ لو' اس کو ازار کہتے ہیں' اسی طرح دوسری چادر پھاڑو جو عرض میں تو اسی قدر ہو البتہ طول میں ازار سے چار گرہ زیادہ ہو (اس کو لفافہ کہتے ہیں) پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض بقدر چوڑائی جسم مردہ کے ہو اور لکڑی کے نشان سے اخیر تک جس قدر طول ہے اس کا دوگنا پھاڑ ڈالو اور دونوں سرے کپڑے کے ملا کر اتنا چاک کھولو کہ سر کی طرف سے گلے میں آ جائے (اس کو قمیص یا کفنی کہتے ہیں) عورت کے لئے یہ کپڑے تو ہیں ہی' اس کے علاوہ دو اور ہیں ایک سینہ بند دوسرا سر بند جسے اوڑھنی کہتے ہیں' سینہ بند زیر بغل سے گھٹنے تک اور تاگہ مذکور کے برابر چوڑا' سر بند نصف ازار سے تین گرہ زیادہ لمبا اور ب ارہ گرہ چوڑا' یہ تو کفن ہوا اور کفن مسنون اسی قدر ہے اور بعض چیزیں کفن کے متعلقات سے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں ہے۔

---

❶ موٹے دھاگے اور سُتلی سے بھی یہ کلام ہو سکتا ہے لکڑی ہی ضروری نہیں۔ ۱۲

تہبند بدن کی موٹائی سے تین گرہ زیادہ بڑے آدمی کے لئے سوا گز طول کافی ہے اور عرض میں ناف سے پندلی تک چودہ گرہ عرض کافی ہے یہ دو ہونے چاہئیں' دستانہ چھ گرہ طول اور تین گرہ عرض ہو بقدر پنجہ دست بنالیں یہ بھی دو عدد ہوں' ایک چادر عورت کے گہوارہ کے لئے جو بڑی عورت کے لئے ساڑھے تین گز طول اور دو گز عرض کافی ہے۔﴿ تنبیہ ﴾ کفن اور اس کے متعلقات کا بندوبست بھی گھڑوں وغیرہ کے ساتھ کردیں۔﴿ تنبیہ ﴾ اب مناسب ہے کہ بڑے شخص کے کفن کو یکجائی طور پر لکھ دیا جائے تاکہ آسانی ہو۔

نام پارچہ	طول	عرض	اندازہ پیمائش	کیفیت
ازار	اڑھائی گز	سوا گز سے ڈیڑھ گز تک	سر سے پاؤں تک	چودہ یا پندرہ یا سولہ گرہ عرض کا کپڑا ہوتو ڈیڑھ پاٹ میں ہوگا
لفافہ	پونے تین گز	= =	ازار سے چار گرہ زیادہ	= =
قمیص یا کفنی	اڑھائی گز پونے تین گز	ایک گز	کندھے سے نصف ساق تک	چودہ گرہ یا گز کے عرض کی تیار ہوتی ہے دو برابر حصہ کر کے اور چاک کھول کر گلے میں ڈالتے ہیں
سینہ بند	دو گز	سوا گز	زیر بغل سے ساق تک	بغل سے پنڈلیوں تک باندھا جاتا ہے
سر بند	ڈیڑھ گز	بارہ گرہ	جہاں تک آجائے	سر کے بال دو حصے کر کے اور اس میں لپیٹ کر دائیں بائیں جانب سینہ پر رکھے جاتے ہیں

﴿تنبیہ:﴾ تخمیناً مرد کے کفن مسنون میں ایک گز عرض کا کپڑا بارہ گز صرف ہوتا ہے۔
اور عورت کے لئے مع چادر گہوارہ ساڑھے اکیس گز اور تہبند اور دستانہ اس سے جدا ہیں اور بچّن کا کفن اس کے مناسب حال مثل سابق لے لو۔ فقط

غسل اور کفنانے کا طریقہ [1]

ایک گھڑے میں دو مٹھی بیری کے پتے ڈال کر پانی جوش دے لو اور اس کے دو گھڑے بنالو اور ایک گڑھا شمالاً جنوباً لمبا کھود و (یہ ضروری نہیں اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ پانی کسی نالی وغیرہ کے ذریعہ بہہ جائے تو اس کے قریب تختہ رکھ لینا کافی ہے) اور اس پر تختہ اسی رخ سے بچھا کر تین دفعہ لوبان کی دھونی دے لو اور مردے کو اس پر لٹا دو اور کرتہ انگرکھا وغیرہ کو چاک رک کے نکال لو اور تہبند ستر پر ڈال کر استعمالی پارچہ اندر ہی اندر اتار لو اور پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرو نجاست خارج ہو یا نہ ہو دونوں صورت میں مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجاء کراؤ پھر پانی سے استنجا کراؤ مگر ہاتھ میں ستانہ یعنی تھیلی پہن لو بلا تھیلی کے ستر پر ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

پھر روئی کا پھایہ تر کر کے ہونٹوں اور دانتوں پر پھیر کر پھینکدو اسی طرح تین مرتبہ کرو اسی صورت سے تین مرتبہ ناک اور رخساروں پر پھیرو اور منہ اور ناک اور کانوں میں روئی رکھ دو کہ پانی نہ جائے پھر سر اور ڈاڑھی کو گل خیرو یا صابن سے دھو دو پھر وضو کراؤ اول میت کا منہ دھوؤ پھر کہنیوں تک دونوں ہاتھ پھر سر کا مسح، پھر دونوں پاؤں دھو دو پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر پانی بہاؤ پھر داہنی کروٹ پر ایسا ہی کرو پھر دوسرا دستانہ پہن کر بدن کو صاف کر دو تہبند دوسرا بدل دو اس کے بعد میت کو سر کی طرف سے اٹھاؤ کہ بیٹھنے کے قریب ہو جائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ اوپر سے نیچے دباؤ کہ جو کچھ پیٹ سے نجاست نکلنے والی ہو نکل جائے اس کو پانی سے صاف کر دو نجاست کے نکلنے سے غسل کے لوٹانے کی ضرورت نہیں، پھر چار پائی بچھا کر اس پر اول لفافہ اس پر ازار پھر اس پر نیچے کا حصہ کفنی کا بچھا کر باقی بالائی حصہ کو سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دو پھر مردے کو تختہ سے باآہستگی اٹھا کر اس پر لٹاؤ اور کفنی کے

[1] بہشتی زیور ص ۸۷ ج ۲

حصے کو سر کی طرف سے الٹ دو کہ گلے میں آ جائے اور پیروں کی طرف بڑھا دو اور تہبند نکال دو اور کافور سر اور ڈاڑھی اور سجدہ کے موقعوں پر (پیشانی' ناک' دونوں ہتھیلی' دونوں کہنی دونوں پنجے مل دو' پھر ازار کا بایاں پلہ لوٹ کر اس پر دایاں پلہ لوٹ دو اور لفافہ کو بھی ایسے ہی کرو اور ایک کتر لے کر چادر کے سرہانے اور پائنتی کے گوشہ کو چن کر باندھ دو' سینہ بند سے عورت کی چھاتیاں لپیٹ دو' سر بند کا ذکر نقشہ میں ہو گیا' عورت کے گہوارے پر چادر ڈالی جاتی ہے جس کا ذکر اوپر ہو گیا ہے۔

﴿ تنبیہ ﴾ بعض کپڑے لوگوں نے کفن کے ساتھ ضروری سمجھ کر رکھے ہیں حالانکہ کفن مسنون سے خارج ہیں' ترکہ میت سے ان کا خریدنا جائز نہیں وہ یہ ہیں:

جائے نماز طول سوا گز عرض چودہ گرہ پٹکا طول ڈیڑھ گز عرض چودہ گرہ' یہ مردہ کے قبر میں اتارنے کے لئے ہوتا ہے' بچھونا طول اڑھائی گز عرض سوا گز یہ چار پائی پر بچھانے کے لئے ہوتا ہے' دامنی طول دو گز عرض سوا گز بقدر استطاعت چار سے سات تک محتاجین کو دیتے ہیں جو محض عورت کے لئے مخصوص ہیں' چادر کلاں مرد کے جنازے پر طول تین گز عرض پونے دو گز' جو چار پائی کو ڈھانک لیتی ہے البتہ عورت کے لئے ضروری ہے مگر یہ کفن سے خارج اس لئے اس کا ہمرنگ کفن ہونا ضروری نہیں پردہ کے لئے کوئی سا کپڑا ہو کافی ہے۔

﴿ تنبیہ ﴾ اگر جائے نماز وغیرہ کی ضرورت کبھی خیال میں آئے تو گھر کے کپڑے کار آمد ہو سکتے ہیں میت کے ترکہ سے ضرورت نہیں یا کوئی عزیز اپنے مال سے خرید دے۔

﴿ مسئلہ ﴾ سامان غسل وکفن میں سے اگر کوئی چیز گھر موجود ہو اور پاک صاف ہو تو اس کے استعمال میں حرج نہیں۔ ﴿ مسئلہ ﴾ کپڑا کفن کا اسی حیثیت کا ہونا چاہئے جیسا مردہ اکثر زندگی میں استعمال کرتا تھا تکلفات فضول ہیں۔ ﴿ مسئلہ ﴾ جو بچہ زندگی کی علامت ظاہر ہونے کے بعد مر گیا تو اس کا نام رکھا جائے اور اس کو غسل دیا جائے اور اس کی نماز پڑھی جائے اور اگر کوئی علامت نہ پائی گی تو غسل دے کر اور کپڑے میں لپیٹ کر بدون نماز دفن کر دیں گے۔

قبر میں مردے کو قبلہ رخ اس طرح لٹائیں کہ تمام جسم کو کروٹ دی جائے اور کفن کی گرہ کھول دیں اور سلف صالحین کے موافق ایصال ثواب کریں وہ اس طرح کہ کسی رسم کی قید اور کسی

دن کی تخصیص نہ کریں اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جس قدر توفیق ہو بطور خود قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر اس کو ثواب پہنچائیں اور دفن سے قبل قبرستان میں جو فضول خرافات باتوں میں گزارتے ہیں اس وقت کلمہ کلام پڑھتے اور ثواب بخشتے رہا کریں۔

میت ❶ کے غسل کے مسائل

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کے مر گیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اس کو غسل دینا فرض ہے پانی میں ڈوبنا غسل کے لئے کافی نہ ہوگا اس لئے میت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں کوئی ان کا فعل نہیں ہوا' ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دیدی جائے تو غسل ہو جائے گا' اسی طرح اگر میت کے اوپر پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی اس کا غسل دینا فرض رہے گا۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے گا' اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے اور اگر نصف سے زیادہ ہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائے گا خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی میت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینہ سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر' تو اگر دارالاسلام میں یہ واقعہ ہوا تو اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی۔

﴿مسئلہ﴾ اگر مسلمانوں کی نعشوں میں مل جائیں تو کوئی تمیز باقی نہ رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے گا' اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر لی جائیں اور صرف ان ہی کو غسل دیا جائے گا' کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مر جائے تو اس کی نعش اس کے ہم مذہب کو دے دی جائے اگر کوئی اس کا ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجہ مجبوری وہ

❶ بہشتی زیور ص ۹۷ جلد ۱۱

مسلمان اس کافر کو غسل دے مگر نا مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اس کا نہ صاف کرایا جائے، کافور وغیرہ اس کے بدن میں نہ ملا جائے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر دھونے سے پاک نہ ہوگا، حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس کو لئے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔ ﴿مسئلہ﴾ باغی لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جائیں تو ان کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے اہل مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمّم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے تو اس کو غسل دینا چاہئے

میت ① کے کفن کے بعض مسائل

﴿مسئلہ﴾ اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے تو اس کو بھی کسی نہ کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو سر نہ ہو تو کفن مسنون دینا چاہئے۔

﴿مسئلہ﴾ کسی انسان کی قبر کھل جائے یا اور کسی وجہ سے اس کی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہ ہو تو اس کو بھی کفن مسنون دینا چاہئے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو اور اگر پھٹ گئی ہو تو کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے (مسنون کفن کی حاجت نہیں)

دفن کے مسائل

﴿مسئلہ﴾ میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کو دست بدست لے جائیں یعنی ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھالے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے اسی طرح بدلتے ہوئے لیجائیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے، میت کی چار پائی ہاتھوں سے اٹھا کر کندھوں پر رکھنا چاہئے، مثل مال واسباب کے شانوں پر لادنا

① بہشتی زیور جلد ۱۱ ص ۹۰

مکروہ ہے' اسی طرح بلا عذر اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ کر لیجانا مکروہ ہے' اور عذر ہو تو بلا کراہت جائز ہے مثلاً قبرستان بہت دور ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ جب میت کی نماز سے فارغ ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لئے جہاں قبر کھدی ہو لے جانا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ میت کے اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا اگلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے اسکے بعد بایاں پایا بائیں شانے پر رکھ کر پھر پچھلا بایاں پایا بائیں شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے تا کہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس قدم ہو جائیں۔

﴿مسئلہ﴾ جنازے کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت واضطراب ہونے لگے۔ ﴿مسئلہ﴾ جو لوگ جنازے کے ہمراہ جائیں ان کو جنازہ شانوں سے اتارنے سے قبل بیٹھنا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ جو لوگ جنازے کے ساتھ نہ ہوں بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں ان کو جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونا نہیں چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہوں ان کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے اگرچہ جنازے کے آگے بھی چلنا جائز ہے' ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جنازے کے ہمراہ پیادہ پا چلنا مستحب ہے اور اگر سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔ ﴿مسئلہ﴾ جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی ذکر یا دعا بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے میت کی قبر کم سے کم اس کی نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور قد سے زیادہ نہ ہونی چاہئے اور اس کی قبر اس کے قد کے موافق لمبی ہو اور بغلی قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے' ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔ ﴿مسئلہ﴾ جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتار دیں اس کی صورت یہ ہے کہ جنازے قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔

﴿مسئلہ﴾ قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔

﴿مسئلہ﴾ قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے۔

﴿مسئلہ﴾ میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔

﴿مسئلہ﴾ اس کے بعد کچی اینٹوں یا نرکل سے بند کریں، پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے، ہاں جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانا کا خوف ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختے رکھ دینا یا صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔

﴿مسئلہ﴾ عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مردوں کے دفن کے وقت قبر پر پردہ کرنا نہ چاہئے ہاں عذر ہو، مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈال دیں اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے جب کہ بہت زیادہ ہو اور اس کی وجہ سے قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے اور اگر تھوڑی سی ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری مرتبہ وَفِيْهَا نُعِيْدُ كُمْ اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِ جُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔

﴿مسئلہ﴾ دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کو ثواب پہنچانا مستحب ہے۔

﴿مسئلہ﴾ مٹی ڈال چکنے کے بعد قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔

﴿مسئلہ﴾ کسی میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ قبر کا مربع بنانا مکروہ ہے، مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جائے اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ

ہونا چاہئے۔ ﴿مسئلہ﴾ قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے قبر پر گچ کرنا یا اس پر مٹی لگانا مکروہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ دفن کر چکنے کے بعد قبر پر کوئی عمارت مثل گنبد یا قبے وغیرہ کے بنانا یا داشت کے کوئی چیز لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو ورنہ جائز نہیں لیکن اس زمانے میں چونکہ عوام نے اپنے عقائد اور اعمال کو بہت خراب کر لیا ہے اور ان مفاسد سے مباح بھی ناجائز ہو جاتا ہے اس لئے ایسے امور بالکل ناجائز ہوں گے اور جو جو ضرورتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں سب نفس کے بہانے ہیں جن کو وہ دل میں خود بھی سمجھتے ہیں۔

جنازے کی نماز کے مسائل

نماز جنازہ درحقیقت اس میت کے لئے دعا ہے ارحم الراحمین سے'

﴿مسئلہ﴾ نماز جنازہ کے واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کے لئے ہم اوپر لکھ چکے ہیں' ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم بھی ہو' پس جس کو یہ خبر نہ ہوگی وہ معذور ہے نماز جنازہ اس پر ضروری نہیں ﴿مسئلہ﴾ نماز جنازہ صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں ایک قسم کی وہ شرطیں ہیں جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں' وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لئے اوپر بیان ہو چکی ہیں یعنی طہارت' ستر عورت استقبال قبلہ' نیت ہاں وقت اس کے لئے شرط نہیں اور اس کے لئے تیمّم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہے' مثلاً نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمّم کر لے بخلاف اور نمازوں کے کہ ان میں اگر وقت چلے جانے کا خوف ہو تو بھی تیمّم جائز ہے۔

﴿مسئلہ﴾ آج کل بعضے آدمی جنازے کی نماز جوتہ پہنے ہوئے پڑھتے ہیں ان کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر کھڑے ہوں اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتا پیر سے نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ان کی نماز نہیں ہوتی' دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کا تعلق میت سے ہے وہ چھ ہیں' شرط میت کا مسلمان ہونا پس کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں' مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی

ہواس کی نماز صحیح ہے سوائے ان لوگوں کے جو بادشاہ برحق سے بغاوت کریں' یاڈاکہ زنی کرتے ہوں' بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں اور اگر لڑائی کے بعد یا اپنی موت سے مر جائیں تو پھر ان کی نماز پڑھی جائے گی' اسی طرح جس شخص نے اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو اور اس کی سزا میں وہ مارا جائے تو اس کی نماز بھی نہ پڑھی جائے گی' اور ان لوگوں کی نماز زجراً نہیں پڑھی جاتی' اور جس شخص نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہو اس پر نماز پڑھنا صحیح یہ ہے کہ درست ہے۔

﴿ مسئلہ ﴾ میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو اور اگر مرا ہوا لڑکا پیدا ہوا ہو تو اس کی نماز درست نہیں شرط میت کا بدن اور کفن نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہونا ہاں اگر نجاست حقیقیہ اس کے بدن سے غسل کے بعد خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں نماز درست ہے۔

﴿ مسئلہ ﴾ اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے طاہر نہ ہو یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمّم نہ کرایا گیا ہو اس کی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر اس کا طاہر ہونا ممکن نہ ہو مثلاً بے غسل یا تیمّم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے اگر کسی میت پر بے غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور دفن کے بعد خیال آئے کہ اس کو غسل نہیں دیا گیا تھا تو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے اس لئے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی۔ ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں لہٰذا نماز ہو جائے گی۔

﴿ مسئلہ ﴾ اگر کوئی مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے گی' جب تک کہ اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہوگی پھر تو پھر نماز نہ پڑھی جائے (اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے اس کی تعیین نہیں ہو سکتی' یہی اصح ہے اور بعض نے تین دن اور بعض نے دس دن اور بعض نے ایک ماہ مدت بیان کی ہے۔

﴿ مسئلہ ﴾ میت جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں اگر میت پاک پلنگ یا

تخت پر ہواور اگر پلنگ یا تخت بھی ناپاک ہوں یا میت کو بدوں پلنگ وتخت کے ناپاک زمین پر رکھ دیا جائے تو اس صورت میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک طہارت مکان میت شرط ہے اس لئے نماز نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں اس لئے نماز صحیح ہو جائے گی' شرط میت کے جسم واجب الستر کا پوشیدہ ہونا اگر میت بالکل برہنہ ہوتو اس کی نماز درست نہیں۔ (۳) شرط میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا اگر میت نماز پڑھنے والوں کے پیچھے ہوتو نماز درست نہیں۔ (۴) شرط جس چیز پر میت ہواس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا' اگر میت کولوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر ہواور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔

﴿مسئلہ﴾ نماز جنازے میں دو چیزیں فرض ہیں۔ (۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا' ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک ❶ رکعت کے سمجھی جاتی ہے۔ (۲) قیام یعنی کھڑے ہوکر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض واجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بے عذر کے اس کا ترک جائز نہیں' عذر کا بیان نماز کے بیان میں اوپر ہو چکا ہے۔

﴿مسئلہ﴾ رکوع' سجدہ' قعدہ وغیرہ اس نماز میں نہیں۔

نماز جنازہ کی سنتیں:

نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا

(۲) نبی ﷺ پر درود شریف پڑھنا

(۳) میت کیلئے دعا کرنا' جماعت اس میں شرط نہیں ہے پس اگر ایک شخص بھی جنازے کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا خواہ نماز پڑھنے والا مرد ہو یا عورت' بالغ ہو یا نابالغ۔

﴿مسئلہ﴾ ہاں یہاں جماعت کی ضرورت زیادہ ہے اس لئے کہ یہ دعا ہے میت کے لئے اور چند مسلمانوں کا جمع ہو کر بارگاہ الٰہی میں کسی چیز کے لئے دعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کے لئے۔

---

❶ یعنی جیسے رکعت ضروری ہے ویسے ہی تکبیر ضروری ہے اور اس نماز کے ارکان تکبیر اور قیام ہیں۔۱۲

نماز جنازہ کا مسنون ومستحب طریقہ

نماز جنازہ کا مسنون ومستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَ دُعَاءَ لِلْمَیِّتِ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھوں جو خدا کی نماز ہے اور میت کے لئے دعا ہے' یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں پھر سبحانك اللهم آخر تک پڑھیں اس کے بعد پھر ایک بار اللہ اکبر کہیں مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں بعد اس کے درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود شریف پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے' پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں' اس تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کریں اگر وہ بالغ ہو خواہ مرد ہو یا عورت' یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اور بعض احادیث میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْہُ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ مِنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ عَذَابَ النَّارِ۔

اور اگر ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے بلکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے در المختار میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے۔ ان دونوں دعاؤں کے سوا اور دعائیں بھی احادیث میں آئی ہیں اور ان کو ہمارے فقہاء نے بھی نقل کیا ہے جس دعا کو چاہے اختیار کرے اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور اگر نابالغ لڑکی ہو تب یہی دعا ہے صرف اتنا فرق

ہے کہ تینوں اِجْعَلْهُ کی جگہ اِجْعَلْهَا اور شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا کی جگہ شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً پڑھیں، جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں اس نماز میں التحیات اور قرآن مجید کی قرأت وغیرہ نہیں ہے۔

﴿ مسئلہ ﴾ نماز جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزیں ثنا اور درود اور دعا مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔

﴿ مسئلہ ﴾ جنازہ کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کر دی جائیں یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک۔ ﴿ مسئلہ ﴾ جنازہ کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد ہوتا ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ جنازہ کی نماز میں قہقہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اور عورت کی محاذات سے بھی اس میں فساد نہیں آتا۔ ﴿ مسئلہ ﴾ جنازہ کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنج وقتی نمازوں یا جمعہ یا عیدین ❶ کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو، خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر اور نماز پڑھنے والے اندر ہو، ہاں جو خاص جنازہ کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو اس میں مکروہ نہیں۔

﴿ مسئلہ ﴾ میت کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا تاکہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔

﴿ مسئلہ ﴾ جنازہ کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔ ﴿ مسئلہ ﴾ اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازہ کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے اور اس وقت چاہیے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے، جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازہ کے آگے

❶ عیدگاہ کے بارے میں فقہاء کے دو قول ہیں بعض اس کو مسجد کے حکم میں شمار کرتے ہیں اور بعض مسجد کے حکم میں نہیں مانتے لہٰذا ان کے نزدیک عیدگاہ میں نماز جنازہ جائز ہے۔

دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور یہ سورت اس لئے بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے گا جو مسنون ہے۔
﴿مسئلہ﴾ اگر جنازے مختلف اصناف کے ہوں تو اس ترتیب سے ان کی صف قائم کی جائے کہ امام کے قریب مردوں کے جنازے ان کے بعد لڑکوں کے اور ان کے بعد بالغہ عورتوں کے ان کے بعد نابالغہ لڑکیوں کے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہو چکی ہوں ان کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا اور اس کو چاہیے کہ فوراً آتے ہی مثل اور نمازوں کے تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہو جائے بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے، جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہوگی، پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کر لے اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق میں مسبوق نہ سمجھا جائے گا، اس کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ کر امام کے سلام سے پہلے شریک ہو جائے اور ختم نماز کے بعد اپنی گئی ہوئی تکبیروں کا اعادہ کر لے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا کسی اور تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز میں شرکت کے لئے مستعد تھا مگر سستی یا کسی اور وجہ سے شریک نہ ہوا تو اس کو فوراً تکبیر کہہ کر شریک نماز ہو جانا چاہیے امام کی دوسری تکبیر کا اس کو انتظار نہ کرنا چاہیے اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا اعادہ اس کے ذمہ نہ ہوگا بشرطیکہ قبل اس کے کہ امام دوسری تکبیر کہے یہ اس تکبیر کو ادا کرے گو امام کی معیت نہ ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ جنازہ کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہوگی اور جنازہ اس کے سامنے سے اٹھا لیا جائے گا تو دعا نہ پڑھے۔ ﴿مسئلہ﴾ جنازے کی نماز میں اگر کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اور نمازوں کے لاحق کا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جنازے کی نماز میں سب سے زیادہ استحقاق امامت بادشاہ وقت کو ہے گو تقویٰ اور ورع میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں موجود ہوں اگر بادشاہ وقت وہاں نہ ہو اس کا نائب یعنی جو شخص اس کی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق ہے گو

ورع اور تقویٰ میں اس سے افضل لوگ وہاں موجود ہوں اور وہ بھی نہ ہو تو قاضی شہر، وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب، ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کا امام بنانا بلا ان کی اجازت کے جائز نہیں انہی کا امام بنانا واجب ہے اگر ان میں سے کوئی وہاں موجود نہ ہو تو اس محلہ کا امام مستحق ہے۔ بشرطیکہ میت کے اعزہ میں کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو، ورنہ میت کے وہ اعزہ جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں۔ اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو جس کو امامت کا استحقاق نہیں تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے حتیٰ کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اس کی قبر پر بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ تاوقتیکہ نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو جس کو امامت کا استحقاق ہے تو پھر ولی میت نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اگر ولی میت نے بحالت نہ موجود ہونے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھا دی ہو تو بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہ ہوگا بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر ولی میت بحالت موجود ہوتے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھ لے تب بھی بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہیں ہوگا گو ایسی حالت میں بادشاہ وقت کے امام نہ بنانے سے ترک واجب کا گناہ اولیائے میت پر ہوگا، حاصل یہ کہ ایک جنازہ کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں مگر ولی میت کو کہ اس کی اجازت کے بغیر کسی غیر مستحق نے نماز پڑھا دی ہو تو دوبارہ پڑھنا درست ہے۔

جنازے ❶ کے متفرق مسائل

﴿مسئلہ﴾ اگر میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے اور بعد دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کے خیال آئے تو پھر قبلہ رو کرنے کے لئے اس کی قبر کھولنا جائز نہیں ہاں اگر صرف تختے رکھے گئے ہیں مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو وہاں تختے ہٹا کر اس کو قبلہ رو کر دینا چاہیے۔ ﴿مسئلہ﴾ عورتوں کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ رونے والی عورتوں کا یا بین کرنے والیوں کا جنازہ کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔

❶ جلد یازدہم ص ۱۰۱۔

﴿مسئلہ﴾ میت کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا بدعت ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر امام جنازہ کی نماز میں چار تکبیر سے زیادہ کہے تو حنفی مقتدیوں کو چاہیے کہ ان زائد تکبیروں میں ان کا اتباع نہ کریں بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑے رہیں، جب امام سلام پھیرے تو خود بھی سلام پھیر دیں ہاں اگر زائد تکبیریں امام سے نہ سنی جائیں بلکہ مکبّر سے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ اتباع کریں اور ہر تکبیر کو تکبیر تحریمہ سمجھیں، یہ خیال کر کے کہ شاید اس سے پہلے جو چار تکبیریں مکبّر نقل کر چکا ہے وہ غلط ہوں امام نے اب تکبیر تحریمہ کہی ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی شخص جہاز کشتی وغیرہ پر مر جائے اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت چاہیے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کر کے اس کو دریا میں ڈال دیں، اور اگر کنارہ اس قدر دور نہ ہو اور وہاں جلدی اترنے کی امید ہو تو اس نعش کو رکھ چھوڑیں اور زمین میں دفن کریں۔

﴿مسئلہ﴾ اگر کسی شخص کو نماز جنازہ کی وہ دعا جو منقول ہے یاد نہ ہو تو اس کو صرف اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کہہ دینا کافی ہے اگر یہ بھی نہ کہہ سکے تو صرف چار تکبیروں پر اکتفا کی جائے تب بھی نماز ہو جائے گی اس لئے کہ دعا فرض نہیں بلکہ مسنون ہے اور اسی طرح درود شریف بھی فرض نہیں ہے۔

﴿مسئلہ﴾ جب قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں ہاں اگر کسی آدمی کو حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہے۔ مثال (۱) جس زمین میں اس کو دفن کیا گیا ہے وہ کسی دوسرے کی ملکیت ہو اور وہ اس کے دفن پر راضی نہ ہو (۲) کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے، اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مر جائے اور مال والا مانگے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے لیکن اگر مردہ مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس کے ترکہ میں سے وہ مال ادا کر دیا جائے اور پیٹ چاک نہ کیا جائے۔

﴿مسئلہ﴾ دفن کے قبل نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لئے لے جانا خلاف اولیٰ ہے۔ جب کہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں اور دفن کے بعد قبر کھود کر نعش نے لیا جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔

﴿مسئلہ﴾ میت کی تعریف کرنا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں جائز ہے بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو یعنی وہ تعریفیں بیان نہ کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔

﴿مسئلہ﴾ میت کے اعزہ کو تسکین وتسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا ثواب اس کو سنا کر ان کو صبر پر رغبت دلانا اور ان کے اور نیز میت کے لئے دعا کرنا جائز ہے اسی کو تعزیت کہتے ہیں، تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا میت کے اعزہ سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت مکروہ نہیں، جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اس کو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ اپنے لئے کفن تیار رکھنا مکروہ نہیں قبر کا تیار کرنا مکروہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ میت کے کفن پر بغیر روشنائی کے ویسے ہی انگلی کی حرکت سے کوئی دعا مثل عہد نامہ وغیرہ کے لکھنا یا اس کے سینہ پر **بسم الله الرحمن الرحیم** اور پیشانی پر **لا اله الا الله محمد رسول الله** لکھنا جائز ہے۔ مگر کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے اس لئے اس کے مسنون یا مستحب ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہیے۔

﴿مسئلہ﴾ قبر پر کوئی شاخ سبز رکھ دینا مستحب ہے اور اگر اس کے قریب کوئی درخت وغیرہ نکل آیا ہو تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔

﴿مسئلہ﴾ ایک قبر میں ایک سے زیادہ نعش کو دفن کرنا نہ چاہیے مگر بوقت ضرورت شدیدہ جائز ہے پھر اگر سب مردے مرد ہی مرد ہوں تو جو ان سب میں افضل ہو اس کو آگے رکھیں باقی سب کو اس کے پیچھے درب درجہ رکھیں اور اگر کچھ مرد ہوں اور کچھ عورتیں تو مردوں کو آگے رکھیں اور ان کے پیچھے عورتوں کو۔

﴿مسئلہ﴾ قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جا کر دیکھنا مردوں کے لئے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں کم سے کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعہ کا ہو، بزرگوں کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کر کے جانا بھی جائز ہے جب کہ کوئی عقیدہ اور عمل خلاف شرع نہ ہو جیسا کہ آج کل عرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔

شہید ❶ کے احکام

اگر چہ شہید بھی بظاہر میت ہے مگر عام موتے کے سب احکام اس میں جاری نہیں ہو سکتے' اور فضائل بھی اس کے بہت ہیں اس لئے اس کے احکام علیحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا' شہید کے اقسام احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں' بعض علماء نے ان اقسام کے جمع کرنے کے لئے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں مگر ہم کو شہید کے جو احکام یہاں بیان کرنا مقصود ہیں وہ اس شہید کے ساتھ خاص ہیں جس میں یہ چند شرطیں پائی جائیں۔(۱) مسلمان ہونا پس غیر مسلم کے لئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہوسکتی۔(۲) شرط مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا پس جو شخص حالت جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت تو اس کے لئے شہادت کے وہ احکام جن کا ذکر ہم آگے کریں گے ثابت نہ ہوں گے۔

(۳) شرط حدث اکبر سے پاک ہونا' اگر کوئی شخص حالت جنابت میں یا کوئی عورت حیض ونفاس میں شہید ہو جائے تو اس کے لئے شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

(۴) شرط بے گناہ مقتول ہونا' پس اگر کوئی شخص بے گناہ نہیں مقتول ہوا بلکہ کسی جرم شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو بلکہ یوں ہی مر گیا ہو تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

(۵) شرط اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلہ جارحہ سے مارا گیا ہو اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے بذریعہ آلہ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے مارا جائے تو اس پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے' لیکن لوہا مطلقاً آلہ جارحہ کے حکم میں ہے گو اس میں دھار نہ ہو اور اگر کوئی شخص حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکہ زنوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا ان کے معرکہ جنگ میں مقتول ملے تو اس میں آلہ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہیں۔حتیٰ کہ اگر کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ ماریں اور مر جائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہو جائیں گے بلکہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود مرتکب قتل ہوئے ہوں بلکہ اگر وہ سبب قتل

❶ بہشتی زیور ص ۹۸۔

بھی ہوئے ہوں یعنی ان سے وہ امور وقوع میں آئیں جو باعث قتل ہو جائیں تب بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ مثال (۱) کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے روند ڈالا اور خود بھی اس پر سوار تھا (۲) کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا اس جانور کو کسی حربی وغیرہ نے بھگایا جس کی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گر کر مر گیا (۳) کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگادی جس سے کوئی جل کر مر گیا۔

(۶) شرط اس قتل کی سزا میں ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض نہ مقرر ہو بلکہ قصاص واجب ہوا ہو پس اگر مالی عوض مقرر ہوگا تب بھی اس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے گو ظلماً مارا جائے۔ مثال (۱) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلہ جارحہ سے قتل کر دے۔ (۲) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو آلہ جارحہ سے قتل کر دے مگر خطا مثلاً کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر رہا ہو اور وہ کسی انسان کے لگ جائے۔ (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوائے معرکہ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو ان سب صورتوں میں چونکہ اس قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے قصاص نہیں واجب ہوتا اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے' مالی عوض کے مقرر ہونے میں ابتداء کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداءً قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا ہو تو وہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ مثال (۱) کوئی محض آلہ جارحہ سے قصداً ظلماً مارا گیا لیکن قاتل میں اور ورثہ مقتول میں کچھ مال کے عوض صلح ہوگئی ہو تو اس صورت میں چونکہ ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتداء میں واجب نہیں ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے واجب ہوا اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ (۲) کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلہ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداء قصاص ہی واجب ہوا تھا مال ابتداءً واجب نہیں ہوا لیکن باپ کے احترام وعظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا ہے لہٰذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

(۷) شرط زخم لگنے کے بعد پھر کوئی امر راحت وتمتع زندگی کا مثل کھانے پینے سونے دوا کرنے' خرید وفروخت وغیرہ کے اس وقوع میں نہ آئے اور ایک نماز کے وقت کی مقدار اس کی

زندگی حالت ہوش وحواس میں نہ گزرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اٹھا کر لائیں' ہاں اگر جانوروں کے پامال کرنے کے خوف سے اٹھا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔ پس اگر کوئی شخص زخم کے بعد زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا۔ اس لئے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان ہے' اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیوی معاملہ میں ہو تو شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملہ میں ہو تو خارج نہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص معرکہ جنگ میں شہید ہوا اور اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو شہید کے احکام سے خارج ہو جائے گا ورنہ نہیں' لیکن یہ شخص اگر محاربہ میں مقتول ہوا ہے اور ہنوز حرب ختم نہیں ہوئی تو باوجود تمتعات مذکورہ کے بھی وہ شہید ہے۔

﴿مسئلہ﴾ جس شہید میں یہ سب شرائط پائی جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کو خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کر دیں دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں ان کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اتاریں ہاں اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون کو پورا کرنے کے لئے اور کپڑے زیادہ کر دیئے جائیں' اسی طرح اگر اس کے کپڑے کفن مسنون کو پورا کرنے کے لئے اور کپڑتے زیادہ کر دیئے جائیں' اسی طرح اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑے اتار لئے جائیں اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو ان کو بھی اتار لینا چاہیے' ہاں اگر ایسے کپڑے کے سوا اس کے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اتارنا۔ چاہیے۔ ٹوپی جوتا ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اتار لیا جائے گا اور باقی سب احکام جو اور موتی کے لئے ہیں مثل نماز وغیرہ کے وہ سب ان کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔ اگر کسی شہید میں ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور مثل دوسرے مردوں کے کفن بھی پہنایا جائے گا۔

مسجد کے احکام ❶

یہاں ہم کو مسجد کے وہ احکام بیان کرنا مقصود نہیں جو وقف سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے کہ ان کا ذکر وقف کے بیان میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ہم یہاں احکام کو بیان کریں گے جو نماز سے یا مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ مسجد کے دروازہ کا بند کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر نماز کا وقت نہ ہو اور مال واسباب کی حفاظت کے لیے دروازہ بند کرلیا جائے تو جائز ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مسجد کی چھت پر پاخانہ' پیشاب یا جماع کرنا ایسا ہی ہے جیسا مسجد کے اندر۔ ﴿مسئلہ﴾ جس گھر میں مسجد ہو اس پورے گھر کو مسجد کا حکم نہیں اسی طرح اس جگہ کو بھی مسجد کا حکم نہیں جو عیدین یا جنازے کی نماز کے لیے مقرر کی گئی ہو۔ ﴿مسئلہ﴾ مسجد کے در و دیوار کا نقش کرنا اگر اپنے خاص مال سے ہو تو مضائقہ نہیں مگر محراب اور محراب والی دیوار پر مکروہ ہے اور اگر مسجد کی آمدنی سے ہو تو ناجائز ہے۔

﴿مسئلہ﴾ مسجد کے در و دیوار پر قرآن مجید کی آیتوں یا سورتوں کا لکھنا اچھا نہیں۔ ﴿مسئلہ﴾ مسجد کے اندر یا مسجد کی دیواروں پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا بہت بری بات ہے اور اگر نہایت ضرورت پیش آئے تو کپڑے وغیرہ میں تھوک لے۔ مسجد کے اندر کلی یا وضو وغیرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

﴿مسئلہ﴾ جنب اور حائض کو مسجد کے اندر جانا گناہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مسجد کے اندر خرید وفروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے' ہاں اعتکاف کی حالت میں بقدرِ ضرورت مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ ضرورت سے زیادہ اس وقت بھی جائز نہیں مگر وہ چیز مسجد کے اندر موجود نہ ہونا چاہیے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کے پیر میں مٹی وغیرہ لگ جائے تو اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے پونچھنا مکروہ ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مسجد کے اندر درختوں کا لگانا مکروہ ہے اس لیے کہ یہ دستور اہل کتاب کا ہے ہاں اگر اس میں مسجد کا کوئی فائدہ ہو تو جائز ہے۔ مثلاً مسجد کی زمین میں نمی زیادہ ہو کہ دیواروں کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں اگر درخت لگایا جائے تو وہ نمی

❶ حصہ یازدہم ص ۱۰۲

جذب کرے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہیں ہے ہاں اگر سخت ضرورت لاحق ہو تو گاہے گاہے ایسی حالت میں مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ مسجد میں کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہیں اس لیے کہ مسجد دین کے کاموں خصوصاً نماز کے لیے بنائی جاتی ہیں اس میں دنیا کے کام نہ ہونا چاہئیں۔ حتیٰ کہ جو شخص قرآن وغیرہ تنخواہ لے کر پڑھاتا ہو وہ بھی پیشہ والوں میں داخل ہے اس کو مسجد سے علیحدہ بیٹھ کر پڑھانا چاہیے' ہاں اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کے لیے مسجد میں بیٹھے اور ضمناً اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت بیٹھے اور ضمناً اپنی کتاب یا سلائی بھی کرتا جائے تو جائز ہے۔

اصطلاحات ضروریہ ❶

جاننا چاہیے کہ جو احکام الٰہی بندوں کے لئے افعال و اعمال کے متعلق ہیں ان کی آٹھ قسمیں ہیں۔ فرض' واجب' سنت' مستحب' حرام' مکروہ' تحریمی' تنزیہی مباح۔

(۱) فرض وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اس کا بغیر عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے' پھر اس کی دو قسمیں ہیں: فرض عین' فرض کفایہ۔

فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو کوئی اس کو بغیر عذر کے چھوڑے وہ مستحق عذاب اور فاسق ہے جیسے پنج وقتی نماز اور جمعہ نماز وغیرہ اور فرض کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا' اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ۔

(۲) واجب وہ ہے جو دلیل ❷ ظنی سے ثابت ہو اس کا بلا عذر ترک کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے بشرطیکہ بغیر کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑے اور جو اس کا انکار کرے وہ بھی فاسق ہے کافر نہیں۔

---

❶ یازدہم ص ۵۔

❷ دلیل ظنی وہ دلیل ہے جس میں دوسرا بھی احتمال ضعیف ہو اور دلیل قطعی سے موخر ہو۔

(۳) سنت وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ سنت۔

سنت مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک نہ کیا ہو لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کی زجر اور تنبیہ نہ کی ہو اس کا حکم بھی عمل کے اختیار سے واجب کا ہے یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اور اس کی عادت کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے اور نبی ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں مگر واجب کے چھوڑنے میں بہ نسبت اس کے چھوڑنے کے گناہ زیادہ ہے۔

سنت غیر مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک بھی کیا ہو اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں اور اس کو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔

(۴) مستحب وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اس کو فقہاء کی اصطلاح میں نفل اور مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔

(۵) حرام وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا منکر کافر ہے اور اس کا بے عذر ترک کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔

(۶) مکروہ تحریمی وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے جیسا کہ واجب کا منکر فاسق ہے اور اس کا بغیر عذر کرنے والا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے۔

(۷) مکروہ تنزیہی وہ فعل ہے جس کے کرنے میں ثواب نہ ہو اور نہ کرنے میں عذاب نہ ہو۔ تمت

عقیقے کا بیان ❶

﴿مسئلہ﴾ جس کے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھ دے

❶ ج ۳ ص ۴۲۔

اور عقیقہ کر دے عقیقہ کر دینے سے بچہ کی سب الا بلا دور ہو جاتی ہے اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ عقیقہ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری یا دو بکرے یا دو بھیڑ اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا ایک بکرا یا بھیڑ ذبح کرے یا قربانی کی گائے میں لڑکے کے واسطے دو حصے اور لڑکی کے واسطے ایک حصہ لے لے اور سر کے بال منڈوا دے اور بالوں کے وزن کے موافق چاندی یا سونا تول کر خیرات کر دے اور لڑکے کے سر میں اگر دل چاہے تو زعفران لگا دے۔

﴿مسئلہ﴾ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونے کا خیال کرنا بہتر ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہو اس کے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے یعنی اگر جمعہ کو پیدا ہوا تو جمعرات کو کر دے اور اگر جمعرات کو پیدا ہوا ہو تو بدھ کو کر دے چاہے جب کرے حساب سے ساتواں دن پڑے گا۔ ﴿مسئلہ﴾ یہ جو دستور ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر استرہ رکھا جائے اور نائی سر مونڈنا شروع کر دے فوراً اسی وقت بکری ذبح ہو یہ محض مہمل رسم ہے شریعت سے سب جائز ہے چاہے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے یا ذبح کرے تب سر مونڈے بے وجہ ایسی باتیں تراش لینا برا ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے۔

﴿مسئلہ﴾ عقیقے کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر بانٹے چاہے دعوت کر کے کھلا دے سب درست ہے۔ ﴿مسئلہ﴾ اگر کسی کو زیادہ توفیق نہیں اس لئے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

﴿مسئلہ﴾ عقیقہ کا گوشت باپ دادا دادی نانا نانی سب کو کھانا درست ہے۔

عقیقے کی رسموں کا بیان [1]

پیدائش کے ساتویں روز لڑکے کے لئے دو بکرے اور لڑکی کے لئے ایک بکرا ذبح کرنا اور اس کا گوشت کچا یا پکا کر تقسیم کر دینا اور بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے خیرات کر دینا اور

[1] ج ٦ ص ١٢

سر مونڈنے کے بعد زعفران سر میں لگا دینا' بس یہ باتیں تو ثواب کی ہیں۔ باقی جو فضولیات اس میں نکالی گئی ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہیں (۱) برادری اور کنبے کے لوگ جمع ہو کر سر مونڈنے کے بعد کٹوری میں اور بعض سوپ (چھاج) میں جس کے اندر کچھ اناج بھی رکھا جاتا ہے کچھ نقدی بھی ڈالتے ہیں جو نائی کا حق سمجھا جاتا ہے اور یہ اس گھر والے کے ذمہ فرض سمجھا جاتا ہے اور ان دینے والوں کے یہاں کوئی کام پڑے تب ادا کیا جائے' اس کی خرابیاں تم اوپر سمجھ چکے ہو۔

(۲) دھیانیاں یعنی بہنیں وغیرہ یہاں بھی وہی اپنا حق جو سچ پوچھو تو ناحق ہی لیتی ہیں جس میں کافروں کی مشابہت کے سوا اور کئی خرابیاں ہیں۔ مثلاً دینے والے کی نیت خراب ہونا' کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ بعض وقت گنجائش نہیں ہوتی اور دینا گراں گزرتا ہے مگر صرف اس وجہ سے کہ نہ دینے میں شرمندگی ہوگی' لوگ مطعون کریں گے' مجبور ہو کر دینا پڑتا ہے' اس کو ریا' نمود کہتے ہیں اور شہرت و نمود کے لئے مال خرچ کرنا حرام ہے اور خود اپنے دل میں سوچو کہ اتنا مجبور ہو جانا کہ جس سے تکلیف پہنچے' کونسی عقل کی بات ہے اسی طرح لینے والے کی یہ خرابی کہ یہ دینا فقط انعام و احسان ہے اور احسان میں زبردستی کرنا حرام ہے اور یہ بھی زبردستی ہے کہ اگر نہ دے تو مطعون ہو' بدنام ہو' خاندان بھر میں نکو بنے اور اور کوئی خوشی سے دے تب بھی شہرت اور ناموری کی نیت ہونا یقینی ہے جس کی ممانعت قرآن و حدیث میں صاف صاف موجود ہے (۳) پنجیری کی تقسیم کا فضیحتا یہاں بھی ہوتا ہے جس کا خلاف عقل ہونا اوپر بیان ہو چکا ہے اور سہرت و نام بھی مقصود ہوتا ہے جو حرام ہے۔ (۴) ان رسموں کی پابندی کی مصیبت میں کبھی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے عقیقہ موقوف رکھنا پڑتا ہے اور مستحب کے خلاف کیا جاتا ہے بلکہ بعضی جگہ تو کئی کئی برسوں کے بعد ہوتا ہے (۵) ایک یہ بھی رسم ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر استرہ رکھا جائے فوراً اسی وقت بکرا ذبح ہو' یہ بھی محض لغو ہے' شرع سے چاہے سر مونڈنے کے کچھ دیر بعد ذبح کرے یا ذبح کر کے سر منڈائے سب درست ہے' غرضیکہ اس دن میں یہ دونوں کام ہو جانے چاہئیں۔

(۶) سر نائی کو اور ران دائی کو دینا ضروری سمجھنا بھی لغو ہے' چاہے دو یا نہ دو' دونوں اختیار ہیں پھر اپنی من گھڑت جدا شریعت بنانے سے کیا فائدہ؟ ران نہ دو اس کی جگہ گوشت دے دو تو اس میں کیا نقصان ہے (۷) بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ عقیقہ کی ہڈیاں توڑنے کو برا جانتے ہیں دفن کر

دینے کو ضروری جانتے ہیں یہ بھی محض بے اصل ہے' یہی خرابیاں اس رسم میں ہیں جو دانت نکلنے کے وقت ہوتی ہیں کہ کنبے میں گھونگنیاں [1] تقسیم ہوتی ہیں اور ان کا ناغہ ہونا فرض و واجب کے ناغے سے بڑھ کر برا اور عیب سمجھا جاتا ہے' اسی طرح چھٹائی کی رسم کہ چھٹے مہینہ بچہ کو کھیر چٹاتی ہیں اور اس روز سے غذا شروع ہوتی ہے یہ بھی خواہ مخواہ کی پابندی ہے جس کی برائی معلوم کر چکی ہو' اسی طرح وہ رسم جس کا دودھ چھڑانے کے وقت رواج ہے مبارکباد کے لئے عورتوں کا جمع ہونا اور خواہی نا خواہی ان کی دعوت ضروری ہونا' کھجوروں کا برادری میں تقسیم ہونا' غرض ان سب کا ایک ہی حکم ہے اور بعض جگہ کھجوروں کے ساتھ ایک اور طرہ ہے کہ ایک کورے گھڑے میں پانی بھر کر اس پر بعد دطاق کھجوریں رکھ کر لڑکے کے ہاتھ سے اٹھواتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ لڑکا اگر کھجوریں اٹھائے گا تو اتنے ہی دن ضد کرے گا' اس میں بھی شگون علم غیب کا دعویٰ ہے جس کا گناہ ہونا ظاہر ہے اسی طرح سالگرہ کی رسم میں پیدائش کی تاریخ پر ہر سال جمع ہو کر کھانا پکانا اور ناڑے میں ایک چھلا باندھنا' خواہ مخواہ کی پابندی ہے' اسی طرح سیل کا کنڈا یعنی جب لڑکے کے سبزہ کا آغاز ہوتا ہے تب مونچھوں میں روپے سے صندل لگایا جاتا ہے اور سویاں پکاتی ہیں تاکہ سویوں کی طرح لمبے لمبے بال ہو جائیں یہ سب شگون ہے جس کی برائی جان چکی ہو۔

دعائے عقیقہ

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ فُلَانٍ (اس جگہ بچے کا نام لے) دَمُھَا بِدَمِہٖ وَلَحْمُھَا بِلَحْمِہٖ وَعَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ وَجِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ وَشَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ (اور اگر لڑکی ہے تو بِدَمِھَا اور بِلَحْمِھَا اور بِعَظْمِھَا اور بِجِلْدِھَا اور بِشِعْرِھَا کہے) اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَo لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ پھر بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرے۔

---

[1] مصالحے دار پکے ہوئے چنے۔۱۲

خطبہ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِينُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَo يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَّاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًاo يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِيدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَا فوزًا عَظِيْمًاo

تمت بالسلام